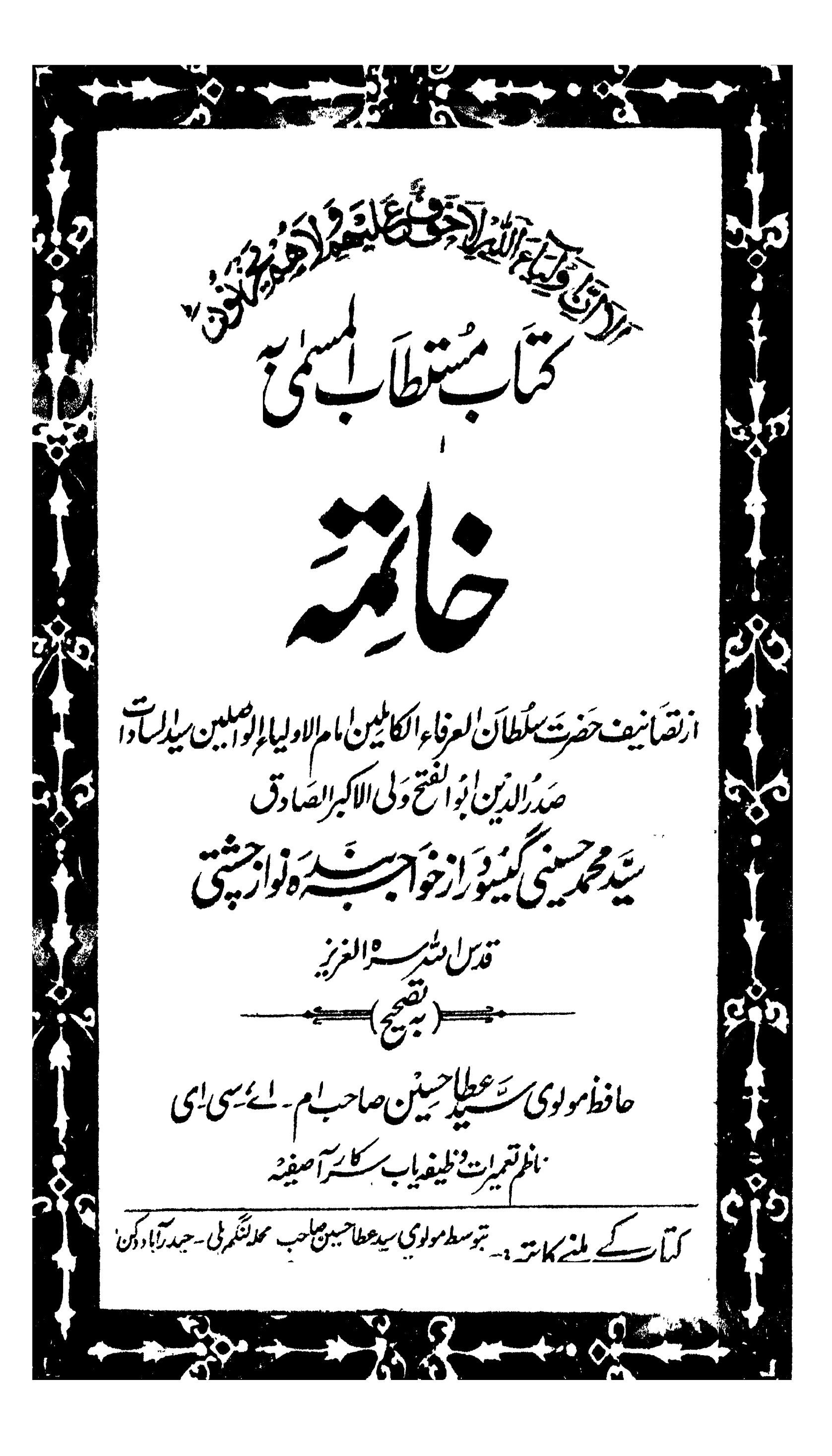
UNIVERSAL
LIBRARY



الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

کتاب مستطاب المسمیٰ بہ

خاتمہ

از تصانیف حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین سید السادات

صدر الدین ابو الفتح ولی الاکبر الصادق

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

(بہ تصحیح)

حافظ مولوی سید عطا حسین صاحب ام۔ اے۔ سی ای

ناظم تعمیرات وظیفہ یاب سرکار آصفیہ

کتاب کے ملنے کا پتہ:۔ بتوسط مولوی سید عطا حسین صاحب محلہ لنگر ہلی۔ حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ الحمد للہ الودود الکریم العزیز الحکیم التواب الرحیم الذی خلق الانسان لعبادتہ وانعم علی اولیائہ بمحبتہ و معرفتہ و قربہ و مشاھدتہ والصلوۃ والسلام علی سیّد المرسلین خاتم النبین سیدنا محمد وآلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین المھدیین

۲۔ یہ کتاب جو خاتمہ کے نام سے موسوم و مشہور ہے حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین سید السادات مخدوم سیّد محمدؐ حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ العزیز کی تصانیف میں ممتاز درجہ کی تصنیف ہے۔ حضرت مخدوم امام زیدشہید بن امام ہمام سیدنا زین العابدین علیہما السلام کی اولاد میں ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب اور سلسلہ طریقت دونوں بائیسویں واسطہ سے حضرت سرور کائینات مفخر موجودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ان کا نام محمدؐ کنیت ابوالفتح اور لقب صدر الدین ولی الاکبر الصادق ہے۔ دکن میں وہ عام طور پر خواجہ بندہ نواز کے لقب سے مشہور ہیں۔ اُس زمانہ تک سادات سر کے بال بڑھایا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت مخدوم کی کاکلیں نہایت

طویل تھیں اس لئے اونھیں **گیسو دراز** بھی کہتے آئے ہیں اور یہ لفظ اُن کے نام کا جزو ہو گیا ہے۔ اس طرح القاب اور کنیت کے ساتھ حضرت مخدوم کا پورا نام **سیّد صدر الدین ولی الاکبر الصادق ابو الفتح محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز** ہے۔ اون کے والد ماجد کا نام **سیّد یوسف حسینی عرف سیّد راجا** تھا اور اُن کا تخلص بھی **راجا** تھا۔ حضرت مخدوم کی والدہ ماجدہ بھی سیدہ تھیں اور **بی بی رانی** نام تھا۔ حضرت سید یوسف حسینی قدس سرہ **حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین محمد اولیا بداونی** کے مرید تھے اور اون کے خلیفہ خاص **خواجہ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلی** کے بھی فیض یافتہ تھے۔

۳ - حضرت مخدوم ۴ رجب ۷۲۱ھ کو دہلی میں پیدا ہوے۔ حضرت سلطان المشائخ اُس وقت مسند ارشاد پر متمکن تھے (اُن کی رحلت ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ کو ہوی اور مادہ تاریخ رحلت "شہنشاہ دین" ہے) ۷۲۶ھ میں سلطان محمد تغلق نے تمام باشندگان دہلی کو دولت آباد (دکن) جانے کا حکم دیا۔ حضرت سید یوسف حسینی چشتی قدس سرہ اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لیکر ۲۰ رمضان المبارک ۷۲۸ھ کو دہلی سے روانہ ہوے اور چار مہینے کے سفر کے بعد ۱۰ محرم ۷۲۹ھ کو دولت آباد پہنچے اور قلعہ دولت آباد کے شمالی جانب بالائے کوہ اُس مقام پر جو اب **روضہ خلد آباد** کے نام سے مشہور ہے سکونت پذیر ہوے اور حضرت سلطان المشائخ کے سب مریدوں اور خلفا نے بھی جو اُس

زمانہ میں سلطان محمد تغلق کے جبر سے دولت آباد آئے (مثلاً حضرت
برہان الدین غریب اور خواجہ امیر حسن علاء السجزی دہلوی شاعر)
اسی مقام کو پسند کیا اور یہیں سکونت اختیار کی۔ حضرت سید یوسف
حسینی نے ۵ / شوال المکرم ۷۳۱ھ کو یہاں انتقال کیا اور اپنے مکان
کی دہلیز کے بیرونی صحن میں دفن ہوئے۔ اون کا مزار اب بھی مرجع
خلایق ہے۔ والد کے انتقال کے وقت حضرت مخدوم کی عمر
دس سال تین مہینے اور ایک روز کی تھی۔

۴۔ روضہ خلد آباد میں قیام کے زمانہ تک حضرت مخدوم
اپنے والد ماجد کے اور اون کے بعد اپنے نانا کے (وہ بھی
حضرت سلطان المشایخ سے مرید تھے) اور بعض دوسرے اوستادوں
کے زیر تعلیم و تربیت رہے۔ قرآن شریف حفظ کیا اور اوس وقت
کے نصاب کے مطابق صرف و نحو اور فقہ اور اصول فقہ کی کتابیں
پڑھیں۔ والد اور نانا سے حضرت سلطان المشایخ اور خواجہ نصیر الدین
محمود چراغ دہلی کے فضایل اور کمالات ظاہری و باطنی کی باتیں سُنا
کرتے تھے۔ سنتے سنتے اونھیں حضرت چراغ دہلی کی ذات پاک کیساتھ
غائبانہ عشق پیدا ہو گیا تھا بہت چاہتے تھے کہ اُون کی خدمت میں
حاضر ہوں لیکن کم عمری اور دہلی کا بعد مسافت مانع تھا۔ اتفاقاً حضرت
مخدوم کی والدہ ماجدہ کو اپنے بھائی ملک الامرا سید ابراہیم مستوفی سے
جو بادشاہ کی جانب سے صوبہ دولت آباد کے صوبہ دار (گورنر) تھے

رنجش ہوگئی ۔ وہ اس قدر برناستہ خاطر ہوئیں کہ اپنے دونوں بیٹے (یعنی حضرت مخدوم اور اُن کے بڑے بھائی حضرت سید حسین سید چندن حسینی) کو ہمراہ لیکر دہلی روانہ ہوگئیں اور یہ مختصر قافلہ ہر ۷۳۶ھ کو دہلی پہنچا حضرت مخدوم کی عمر اُس روز پورے پندرہ سال ہوئی تھی ۔ اونکا دل حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی کی محبت سے تھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بےچین تھے ۔ جمعہ کا سلطان قطب الدین کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لئے گئے ۔ حضرت چ بھی وہاں تشریف لائے ۔ حضرت مخدوم اونھیں دیکھتے ہی وارفتہ اور اپنے بھائی سید چندن حسینی کو ہمراہ لیکر ۱۶ رجب ۷۳۶ھ کو حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مرید ہوگئے ۔ اُس وقت سلطان محمد تغلق تخت سلطنت پر متمکن تھا رحلت ۱۲ محرم ۷۵۲ھ کو ہوئی ۔

۵ ۔ مرید ہوتے ہی حضرت مخدوم ریاضت اور مجاہدہ میں ہوئے لیکن سلسلہ درس کو بھی جاری رکھا ۔ مولانا شرف الدین کیتھ مولانا تاج الدین بہادر اور قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الش (قاضی عبدالمقتدر حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کے خلیفہ تھے) اور بعض دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے اثنائے تعلیم میں دو ایک بار غلبہ حال سے مجبور ہوکر پیر کی خدمت حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بقدر ضرورت میں نے پڑھ لیا ہے

حکم ہو تو سلسلہ درس کو چھوڑ کر تمام تر اشغال باطنی میں مشغول ہو جاؤں لیکن
اُنھوں نے اس کی اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ سلسلہ درس کو تمام کرو
کہ "مارا با تو کارہا است"۔

۶۔ انیس [19] سال کی عمر میں حضرت مخدوم تمام علوم کی تحصیل سے
فارغ ہوئے اور اب تمام تر ریاضت و مجاہدہ اور اشغال باطنیہ میں مصروف
ہو گئے جس قدر مجاہدہ اور ریاضت شاقہ اُنھوں نے کی اور کونین کو
پس پشت ڈال کر جس طرح وہ ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہوئے اوس کے
بیان کرنے کا نہ یہ موقع ہے اور نہ اس مختصر مقالہ میں اس کی گنجائش
ہے۔ جب تک خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی علیہ الرحمہ دنیا میں
رہے حضرت مخدوم اون کی خدمت میں حاضر رہے اور اُن کے فیض
تربیت سے مستفید ہوتے رہے۔ ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ کو
حضرت خواجہ چراغ دہلی رہگرائے عالم جاودانی ہوئے حضرت مخدوم
نے اُن کی نعش مبارک کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور دفن کیا۔ رحلت سے
چند روز پیشتر پیر نے حضرت مخدوم کو خلافت دیکر اپنا جانشین کر دیا تھا
اُنکی رحلت کے چند روز بعد وہ سجادۂ ارشاد پر متمکن ہوئے حضرت مخدوم
کی عمر اُس وقت چھتیس سال سے کچھ زیادہ تھی جب وہ چالیس کے
ہوئے والدہ ماجدہ کے اصرار پر سید احمد بن حضرت مولانا سید جمال الدین
مغربی رحمتہ اللہ علیہما کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔ مولانا جمال الدین مغربی
نہایت بلند پایہ محدث اور فقیہ تھے اور حضرت مخدوم کے دادا خسر تھے

باوجود اس کے وہ حضرت مخدوم سے مرید ہوئے۔ حضرت مخدوم نے اپنی بعض تصانیف میں احیاناً انکا ذکر کیا ہے اور چونکہ وہ ان کے مرید تھے اونھیں لفظ "برادرم" سے یاد فرمایا ہے۔ بیجاپور کے نہایت مشہور اور صاحب سلسلہ بزرگ حضرت میرانجی شمس العشاق قدس سرہٗ کے پیر حضرت کمال الدین واحد الاسرار بیابانی حضرت سید جمال الدین مغربی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

۷۔ سنہ ۸۰۰ھ تک حضرت مخدوم دہلی میں سجادہ ارشاد پر متمکن رہکر خلق خدا کی ہدایت میں مصروف رہے۔ اُس سال امیر تیمور نے ہندستان کا رخ کیا اور محرم سنہ ۸۰۱ھ میں اٹک پہنچکر دہلی کی جانب بڑھا۔ اس شہر کی تباہی اور بربادی اور باشندوں کے قتل عام کا منظر حضرت مخدوم کے چشم بصرت کے سامنے پھر گیا۔ اونھوں نے دہلی سے ہجرت کرنا واجب خیال کیا اور شہر کے سادات و علما اور عامہ خلائق کو آنے والی بلا سے متنبہ کیا اور دہلی سے چلے جانے کا مشورہ دیا۔ ۷؍ ربیع الثانی سنہ ۸۰۱ھ کو وہ دہلی سے روانہ ہوگئے۔ اس کے بعد تیمور دہلی پہنچا اور شہر پر حملہ کیا۔ خاندان تغلق کے آخر بادشاہ سُلطان ناصر الدین محمود نے ۵؍ جمادی الاول سنہ ۸۰۱ھ کو شہر سے باہر نکل کر امیر تیمور سے مقابلہ کیا۔ اس کو شکست ہوئی اور تیموری لشکر شہر میں داخل ہوگیا۔ دہلی پر جس قدر تباہی آئی اور باشندوں کی جس قدر خونریزی ہوئی وہ تاریخوں میں مذکور ہے۔

۸۔ محمد علیؒ سامانی حضرت مخدوم کے ایک خاص مرید تھے۔ اُنکے ہمراہ وہ بھی دہلی سے نکلے تمام سفر میں اُن کے ہمراہ رہے اور اُن کے ہمراہ گلبرگہ آسے اور یہاں بھی پیر کی خدمت میں اُنکی رحلت کے وقت تک حاضر رہے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے حالات میں ایک کتاب مسمی بہ **سیر محمدی** لکھنی شروع کی جس کی تکمیل محرم ۸۳۱ھ میں ہوئی حضرت مخدوم کے حالات میں یہ کتاب سب تذکروں سے مقدم اور سب سے زیادہ مستند ہے مصنف نے دہلی سے گلبرگہ تک تمام سفر کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس سے اقتباس کرکے راقم اس سفر کے حالات کو نہایت اختصار کے ساتھ لکھتا ہے۔

۹۔ اس سفر کے متعلق محمد علی سامانی لکھتے ہیں ''

"درآنکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در دہلی بودند دوسہ سال پیش از حادثہ مغل بر ہمہ میگفتند دریں مقام بلا نامزد شدہ است ایں مقام خراب خواہد شد تا آنکہ بتوانید بیروں آئید اما میدانم بیرون آمدن نخواہید توانست ہمچناں شد کہ فرمودہ بودند۔ گاہے یارے برائے پائبوس رفتہ بود فرمودند درکدام راہ آمدی گفت میاں بازارکماں فرمودند ایں بازارکماں ایں چنیں شود کہ اینجا شیراں بمانند آخر بعد حادثہ مغل آنجا شیرے آمدہ ماندہ بود"

۱۰۔ ۷ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو حضرت مخدوم اپنے اہل و عیال

اور متعلقین کو ہمراہ لیکر دروازہ بہیلسہ سے
بہادر پور پہنچکر ۱۸ ربیع الثانی کو حضرت مولا
(جو حضرت مخدوم کے مرید تھے) خط لکھا اور ا
جب گوالیر کے نزدیک پہنچے مولانا علاء الدین
ہمراہ پیشتر آکر اون کا استقبال کیا اور گوالیر لے
حضرت مخدوم گوالیر میں ۲۲ ربیع الثانی کو د
قیام فرمایا اور مولانا علاء الدین کو خلافت د
اس وقت تک کسی کو خلافت نہیں دی تھی
گوالیر سے روانہ ہوے۔ بہاندیر اور ایرچہ
پہنچے۔ یہاں تھوڑے دنوں قیام فرمایا اور
شب عید الفطر سنہ ۸۰۱ھ کو بڑودہ پہنچے۔ شا
ذیقعدہ سنہ ۸۰۱ھ میں کھنبایت تشریف لے گ
فرمایا اور بڑودہ واپس آکر سلطان پور ہوتے
جانب روانہ ہوے۔ یہاں پہنچکر روضہ خلد آ
والد ماجد کے مزار کی زیارت سے مشرف
فیروز شاہ بہمنی دکن کے تخت سلطنت پر بیٹھ چک
مخدوم کے دولت آباد تشریف لانے کا حا
کو جو اس کی جانب سے دولت آباد کے صوبہ
مخدوم کے پاس نذر لیجاوا اور گلبرگہ تشریف

حضرت مخدوم قصبہ اَلَنْد ہوتے ہوئے جب گلبرگہ کے قریب پہنچے سلطان فیروز بہمنی نے اپنے تمام اہل خاندان اور امرا اور سادات وعلما اور فوج کے ساتھ پیشوائی کی اور اثنائے راہ میں ملا اور بہت ادب واحترام کے ساتھ گلبرگہ لایا۔ یہاں تشریف لاکر حضرت مخدوم چند سال تک قلعہ کے قریب فروکش رہے اس کے بعد اُس جگہ سکونت پذیر ہوئے جہاں اب اُن کا مزار مبارک ہے۔ اور اسی مقام پر بروز دوشنبہ درمیان وقت اشراق وچاشت بتاریخ ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔ مولانا بہاء الدین امام نے غسل دیا اور اسی روز دفن کئے گئے۔ "مخدوم دین ودنیا" مادہ تاریخ رحلت ہے۔

۱۱۔ حضرت مخدوم کی رحلت سے ایک ماہ اور گیارہ روز پیشتر یعنی ۵ شوال ۸۲۵ھ کو سلطان فیروز بہمنی نے مرض موت کی حالت میں اپنے چھوٹے بھائی سلطان احمد کو تخت نشیں کیا اور دس روز کے بعد یعنی ۱۵ شوال ۸۲۵ھ کو رہگرائے عالم آخرت ہوا۔ سلطان احمد بہمنی کو حضرت مخدوم سے بے حد عقیدت تھی۔ اون کے مزار مبارک پر نہایت عالیشان گنبد تعمیر کرایا اور گنبد اور دیواروں کے اندرونی حصہ کو فرش سے اوپر تک مختلف قسم کے رنگوں اور طلائی نقش ونگار سے آراستہ کیا اور دیواروں پر طلائی حروف میں قرآن پاک کی چند آیتیں اور چہل اسما کو لکھوایا۔ یہ نقش ونگار آج بھی قائم ہیں اس

کلانی اور بلندی کا گنبد ہندوستان میں کسی بزرگ کے مزار پر تعمیر نہیں ہوا۔

۱۲۔ محمد علی سامانی نے سیر محمدی میں حضرت مخدوم کے گلبرگہ تشریف لانیکی تاریخ نہیں لکھی ہے۔ فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اول کی تشریف آوری کا سال ۸۱۵ھ لکھا ہے لیکن یہ غلط ہے اس لئے کہ تمام تذکروں میں بہ اتفاق مذکور ہے کہ حضرت علاء الدین گوالیری گوالیر سے ۸۰۶ھ میں گلبرگہ آئے اور بہت دنوں تک حضرت مخدوم کی خدمت میں رہے۔ اس کے علاوہ محمد علی سامانی کے بیان کے مطابق حضرت مخدوم کا پورا سفر دہلی سے کھمبایت اور وہاں سے گلبرگہ تک جلد جلد طے کیا گیا اور تقریباً ایک سال کی یا اس سے کسی قدر زیادہ مدت میں ختم ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم اوایل ۸۰۳ھ یا اس سے کچھ پہلے گلبرگہ تشریف لائے۔

۱۳۔ حضرت مخدوم کو دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ بڑے فرزند حضرت مخدوم سید حسین المعروف بہ سید محمد اکبر حسینی تھے۔ ان کے کمالات ظاہری و باطنی کے متعلق خود ان کے والد بزرگوار نے اپنی عظیم القدر تصنیف حظایر القدس میں لکھا ہے

"فرزندکہ مولود از من است و موجود از صلب من بہت مسترشدے طالبے بیشتر نمی گویم ازیں سخن پدرم گمان نبرد کہ رعایتے و غایتے دارد۔ واگر نہ گویم کہ دانشمندے کہ در دہلیز اجتہاد قدمے استوار نہادہ است و در

حقایق و معارف بدان مرتبہ باشد کہ در دقایق ایں کار و حقایق مردان کبار کم نباشد و ہرچہ گوید و شنود دواند از مشاہدہ و معاینہ او باشد اگر او مرا پسر نبودے من ابریق کشی او میکردم۔ نیک نفسے صاف و لے پاک چشمے کاملے راشدے مرشدے"

اواخر ۸۱۱ھ میں حضرت مخدوم نے ان کو خلافت دی اور سجادہ پر بٹھایا لیکن تقریباً سات ہی ماہ بعد بروز چہار شنبہ پانزدہم ماہ ربیع الآخر ۸۱۲ھ اون کی رحلت ہوی۔ حضرت مخدوم نے انھیں اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔ اُنکا مزار مبارک حضرت مخدوم کے مزار کے پائین میں علیحدہ گنبد میں ہے۔ اسی گنبد میں انکی والدہ ماجدہ بھی مدفون ہیں۔

۱۴۔ حضرت مخدوم کے دوسرے فرزند سید یوسف المعروف بہ سید اصغر حسینی تھے والد نے اُنکو اپنے آخر عمر میں خلافت دی۔ اُنکی رحلت کے بعد چند سال تک سجادہ ارشاد پر متمکن رہے۔ انتقال کے بعد والد کی گنبد میں ان کے مزار کے پائیں دفن ہوئے۔ اپنے بڑے بھائی کی طرح یہ بھی نہایت باکمال بزرگ تھے۔ کبھی کبھی اُن پر جذب کی کیفیت غالب ہو جایا کرتی تھی۔

۱۵۔ حضرت مخدوم پندرہ سال کی عمر میں مرید ہوئے۔ عشق و محبت آلہی اور خدا طلبی اور خدا رسی کا مادہ جس کو مبدٔ فیاض نے بدو فطرت سے اُن کی ذات میں ودیعت رکھتا تھا اور مراتب کمال باطنی کے

انتہائی ترقی کا جوہر گرانمایہ جس کو قسام ازل نے ان کے لئے مہیا کر رکھا تھا اُن سب کو ان کی پیر کی جوہر شناس نظر نے مرید کرتے ہی وقت دیکھ لیا تھا اور اسی وقت سے اونھوں نے حضرت مخدوم کی باطنی تعلیم و تربیت شروع کر دی تھی۔ مادہ نہایت قابل تھا اس تعلیم کا اثر اُن پر بہت جلد ظاہر ہونا شروع ہوا اور ان پر مکاشفات اور تجلیات کی بارش ہونے لگی۔ جو واردات اُن پر گذرتی تھیں اور جو تجلیات اُن پر ہوتی تھیں اُن کو وہ پیر کی خدمت میں عرض کر دیا کرتے تھے۔ محمد علی سامانی لکھتے ہیں کہ اُن کو سنکر کبھی کبھی "

"حضرت شیخ رضی اللہ عنہ می فرمودند کہ بعد ہفتاد سال کودکے مرا از سر شور انیدہ است و واقعات سابق مرا یاد دہانیدہ"

چھتیس سال کی عمر میں وہ درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ یہاں تک کہ رحلت سے کچھ دنوں پہلے ان کے پیر حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی نے اون کو خلافت دیکر اپنا جانشین کر دیا تھا محمد علی سامانی لکھتے ہیں:۔

"ازاں روز بازار حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ عالی شد و میان طایفہ ایشان شہرت گرفت تا بحدیکہ صوفیان کامل بیک زبان می گفتند کہ ایں مرد راہم در جوانی مقام پیران واصل و مقتدایان کامل حاصل شد"

۱۶۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کی جلالت شان کا

اندازہ کرنا محال ہے ۔ اون کے زمانہ کے اکابر اولیا اون کے فیض سے مستفید ہوے اور اُن کے علوم مرتبہ کی شہادت دی ۔ مثال کے طور پر حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کا ذکر کر دینا کافی ہے۔ یہ بزرگ ہندوستان کے نہایت کامل مکمل اولیائے کبار میں ہیں اوایل عمر میں سمنان کی حکومت چھوڑکر درویشی اختیار کی اطراف واکناف عالم میں سفر کیا اور اس زمانہ کے صدہا اولیا سے ملکر اون کے فیض صحبت سے مستفید ہوے ۔ پھر ہندوستان آئے اور حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری سے ٹھٹہ میں ملے اور اُن کی صحبت میں رہکر اُن سے فیوض حاصل کئے ۔ اوس کے بعد دہلی آے اور دہلی سے بہار آے ۔

* اسی روز حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحیی مَنیری بہاری کی رحلت ہوی تھی ۔ اُن کی وصیت کے مطابق حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اون کے جنازہ کی نماز پڑھائی ۔ چند روز قیام کے بعد بنگالہ کی جانب روانہ ہوے اور وہاں پہنچکر حضرت علاء الدین بنگالی (جو حضرت اخی سراج قدس سرہٗ خلیفہ حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ تھے) کے خدمت میں حاضر ہوے اور مرید ہوے ۔ چند سال تک اُن کے زیر تربیت رہکر خلافت حاصل کی اور جونپور آے اور قصبہ کچھوچہ میں سکونت اختیار کی ۔ سلطان ابراہیم شرقی جیسا بادشاہ اور ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جیسا عالم متبحر اون سے مرید ہوے۔ ایسے بلند پایہ محدث اور فقیہ تمام کمالات باطنیہ کی تکمیل کر لینے اور

سجادہ ارشاد پر متمکن ہونے کے بعد کچھوچھہ سے نہ صرف ایک بلکہ دوبار اس قدر دور و دراز راہ طے کرکے گلبرگہ آئے اور ایک مدت تک حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ کی خدمت میں رہکر ان کے فیضان ظاہری و باطنی سے مستفید ہوے۔ نظام حاجی غریب یمنی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے نہایت برگزیدہ اور مقبول مرید اور خلیفہ تھے۔ یمن میں اون سے ملے اور اسی وقت سے ان کی رفاقت اختیار کی اور ان کے آخر عمر تک ہمراہ رہے۔ انھوں نے پیر کے ملفوظات کو جمع کیا ہے جو **لطائف اشرفی** کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ کے متعلق اپنے پیر کی زبان سے سنکر لکھا ہے۔

> "حضرت قدوۃ الکبرا (یعنی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی) میفرمودند کہ چوں بشرف ملازمت حضرت میر سید محمد گیسودراز مشرف شدم آں مقدار حقایق و معارف کہ از خدمت وے بحصول پیوست از ہیچ مشائخ دیگر نبود سبحان اللہ چہ جذبہ قوی داشتہ اند"

اس کے بعد نظام حاجی غریب یمنی لکھتے ہیں:-

> "مدتے در ولایت دکن بقصبہ گلبرگہ اتفاق نزول افتاد و دو مرتبہ دران دیار گذر رایات علائی شد"

۱۷- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اخبارالاخیار میں

۔ وم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :۔

مد بن یوسف الحسینی الدہلوی خلیفہ راشین شیخ نصیر الدین محمود
غ دہلی است جامع است میاں سیادت وعلم وولایت
نے رفیع ورتبتے منیع وکلام عالی دارد اور درمیان مشائخ
ت طریقے مخصوص است ۔

۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز متقدمین کبراے
ے ہم پلہ اور وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کی
و برگزیدہ ترین جماعت کے فرد فرید ہیں ۔ اُن کے بعد ایسے
ت ظاہری و باطنی اور ایسے عالی مرتبت اولیا معدودے چند ہی
ے ۔ علوم ظاہری میں بھی وہ نہایت بلند درجہ رکھتے تھے اُنکی
ـ کے مطالعہ سے اون کے وفور علم و تحقیق کا کچھ اندازہ ہو سکتا
یں حدیث و اصول حدیث و رجال میں فقہ اور اصول فقہ میں کلام اور بلاغت
ں ادب اور شعر میں وہ بڑے بڑے ایمہ کے ہمسر معلوم
ب ۔ لوگوں میں عام خیال ہے کہ اوس زمانہ میں ہندوستان
یث بہت محدود تھا اور حدیث دانی کا دار و مدار صرف
ا نوار اور مصابیح پر تھا لیکن حضرت مخدوم کی تصانیف سے
ں حدیث میں بلکہ رجال اور اصول حدیث میں بھی اُن کے
ر وسعت نظر کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے ۔ معانی حدیث میں
ی نظر باریک ہے اس کی نظیر بہت کم نظر آتی ہے ۔ اُن کا

حافظہ بھی عجیب و غریب تھا۔ اُن کے سب تذکرہ نویسوں نے بالاتفاق لکھا ہے کہ حضرت مخدوم کو زمانۂ فطام کی باتیں یاد تھیں۔

۱۹۔ چشتیہ طریقہ کے بزرگوں میں حضرت سید التابعین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی علیہ الرحمۃ تک کسی نے تصنیف و تالیف کی جانب توجہ نہیں کی حالانکہ ان میں سے ہر بزرگ علوم ظاہری میں بھی محققین اور مجتہدین کا درجہ رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز ہی پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس جانب توجہ کی اور بڑی بڑی کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسایل بکثرت تصنیف کئے۔ دکن میں عام طور پر مشہور یہ ہے کہ اُن کی عمر ایکسو پانچ (۱۰۵) سال کی تھی اور ان کی تصانیف کی تعداد بھی ایکسو پانچ (۱۰۵) ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا ہے:۔

"ہر کس کہ در آں حضرت سلوک کرد بہ چیزے مخصوص شد ما بہ سخن مخصوصیم خداے مارا دولت بیان اسرار خویش داد ہر چند کہ میخواہم کہ نظر من از سخن خویش ساقط شود نشد البتہ مرا نظر بر سخن خود باشد واز سبب ایں معنی نیک اندوہگیں باشم چرا باشد کہ نظر ازیں ساقط نشود"

حضرت مخدوم کی تصانیف میں جو زیادہ مشہور ہیں اون کے نام لکھے جاتے ہیں:۔ ملتقط تفسیر قران۔ اول پانچ پارہ کی دوسری تفسیر کشاف کے طرز پر۔ شرح مشارق الانوار۔ معارف شرح عوارف

(یہ نہایت مبسوط شرح ہے)۔ ترجمہ عوارف فارسی (یہ بھی
کی فارسی شرح ہے لیکن ترجمہ عوارف کے نام سے مشہور ہے
ف کی بہ نسبت مختصر ہے) شرح تعرف شرح اداب المریدین
۔ شرح اداب المریدین در فارسی (اس کا ذکر آیندہ کیا جائیگا)
شرح فصوص الحکم۔ شرح تمہیدات عین القضات ہمدانی۔
رسالہ قشیریہ۔ حظایر القدس معروف بہ رسالہ عشقیہ۔ اسرار الاسرار
الانس۔ استقامت الشریعت بطریق الحقیقت۔ حواشی
القلوب۔ شرح فقہہ اکبر درعربی۔ شرح فقہہ اکبر در فارسی۔
جو العاشقین۔ رسالہ درر ویت باری تعالی و درکرامات اولیا
بیان حدیث رائیت ربی فی احسن صورت۔ شرح الہامات
غوث الاعظم غوث الثقلین سید عبدالقادر الجیلانی۔ رسالہ
رسالہ در مراقبہ۔ رسالہ دل آرام۔ رسالہ ضرب الامثال۔

۱۔ حضرت مخدوم کی ایک خصوصیت جو اُن کے تذکرہ نویسوں
ہے یہ تھی کہ تصانیف کو وہ خود اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں لکھتے
کاتب (مستقل) سے لکھوایا کرتے تھے اور کسی کتاب کو لکھوالینے
اس کی نظر ثانی کبھی نہیں کی اور کبھی دوبارہ پڑھوا کر نہیں سنا۔ جو
بار لکھوا لیتے تھے وہی قائم رہ جاتا تھا۔

۲۔ حضرت مخدوم کے مکتوبات کا ایک مجموعہ بھی ہے جس کو
رحلت کے بعد انکے ایک مرید نے جمع کیا۔ انکے ملفوظات کا

۱

بھی ایک مجموعہ مسمی بہ جوامع الکلم ہے یہ ایک بے نظیر اور
نہایت مشہور کتاب ہے۔ حضرت مخدوم کے ایک مرید باکمال
مریدنے کہ اونکا نام بھی محمد تھا دوشنبہ ۱۶ رجب ۸۰۲ھ سے پنجشنبہ
۲۲ ربیع الثانی ۸۰۳ھ تک کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔ محمد علی
سامانی کی کتاب سیر محمدی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملفوظ کے
علاوہ ملفوظات کے تین مجموعے اور بھی جمع کئے گئے تھے دو کو
حضرت مخدوم کے بڑے فرزند سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ نے
جمع کیا تھا ایک دہلی میں اور دوسرے کو سفر گجرات کے زمانہ
میں تیسرا مجموعہ حضرت مخدوم کے مرید قاضی علم الدین بہڑچی
نے گلبرگہ میں ۸۱۱ھ کے بعد جمع کیا

۲۲۔ حضرت مخدوم کبھی کبھی بے ساختہ غزل اور رباعیاں بھی
کہدیتے تھے انکی رحلت کے بعد اون کے نبیرہ حضرت سید ید اللہ
عرف سید قبول اللہ حسینی قدس سرہٗ کی فرمایش پر اُن کے ایک مرید
نے غزلوں اور رباعیات کو جمع کر کے دیوان مرتب کیا جو حجم میں
تقریباً خواجہ حافظ شیرازی کے دیوان کے برابر ہے۔

۲۳۔ شیخ الطریقہ حضرت ضیاء الدین ابو النجیب عبدالقاہر
سہروردی علیہ الرحمہ کے تصانیف میں ایک کتاب عربی زبان
میں مسمی بہ آداب المریدین ہے یہ اپنے موضوع کی غالباً
پہلی کتاب ہے جو اسلام میں تصنیف ہوی۔ یہ نہایت مستند اور

بکار آمد کتاب ہے۔ اس کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ
نے اُس میں جو کچھ لکھا ہے ہر ہر مضمون کے متعلق کلام اللہ شریف
کی آیت یا حدیث صحیح اور بہت جگہ دونوں کو بطور سند نقل کردیا ہے۔
جس پایہ کے مصنف تھے کتاب بھی اُسی پایہ کی ہے۔ انھوں نے
اس میں مختصر مگر جامع طور پر یہ بتایا ہے کہ مرید کو جب وہ طلبِ حق
میں قدم رکھے عبادت اور معاملات میں کن کن آداب کا پابند
ہونا چاہئیے۔ اس کتاب کی ایک شرح حضرت مخدوم الملک
شرف الدین احمد یحییٰ مَنیری بہاری قدس اللہ سرہٗ نے لکھی۔ اسکے
نسخے بہت ہی کمیاب ہیں اور صرف پٹنہ اور گیا کے اضلاع میں
دو چار جگہ موجود ہیں۔ دوسری شرح حضرت مخدوم سید محمد گیسودراز
علیہ الرحمہ کی ہے۔ اونھوں نے اس کی شرح چند بار لکھی۔ آخر
مرتبہ جو شرح ۸۰۲ھ میں لکھی گئی اوس کا ایک نسخہ کلکتہ کے رائل
ایشیاٹک سوسایٹی کے کتب خانہ میں ہے اور راقم کا خیال ہے
کہ ہندوستان میں غالباً اب صرف یہ ہی ایک نسخہ باقی ہے۔
اس کے دیباچہ میں حضرت مخدوم قدس سرہ نے لکھا ہے:۔

"اما بعد محمدؐ یوسف الملقب بہ گیسو دراز دو سہ بار
ایں کتاب (آداب المریدین) را ترجمہ کردہ است ہم
بہ تطویل و ہم بہ ایجاز۔ برائے ہر کہ کردم او آنرا بدل و
جاں گرفت و ضنتے و غیرتے دریں باب کرد کہ بکسے نداد

این چہارم کرت باشد که این کتاب جدید القدر و عظیم الخطر را ہم بفارسی کردم و ہم شرح عربی نبشتم۔ زمانہ آخر است تاریخ ہجرت ہشصد و سیزدہ رسید......"

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مخدوم کی جو شرح اب موجود ہے اس سے پیشتر لوگوں کی درخواست پر آداب المریدین کی شرح یا ترجمہ وہ تین بار لکھ چکے تھے اور ہر بار اُس شخص نے جسکی درخواست پر انھوں نے شرح لکھی اوسے بالکل غایب کر دیا اور وہ سب شرحیں حضرت مخدوم کے زمانہ ہی میں معدوم ہو گئیں۔ چوتھی مرتبہ اونھوں نے ایک شرح (یا ترجمہ) فارسی میں اور ایک عربی میں لکھی۔ عربی شرح بھی اب بالکل ناپید ہے راقم کو بے حد جستجو پر بھی اس کا پتہ نہیں ملا۔ فارسی شرح کا ایک نسخہ غالباً لندن کے برٹش میوزیم میں ہے اور ایک کلکتہ کے رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں ہے اور ہندوستان میں غالباً یہی نسخہ اب موجود ہے

۲۴۔ آداب المریدین گو جامع کتاب ہے لیکن مختصر ہے۔ حضرت مخدوم حکیم الامت تھے اور اپنے زمانہ کے حالات و رحجانات اور کمزوریوں سے واقف تھے۔ انھوں نے محسوس کیا کہ آداب المریدین کے موضوع پر ایک مبسوط اور مکمل کتاب کی ضرورت ہے جو وضاحت اور شرح و بسط کے ساتھ اُس وقت کے روزمرہ کے مطابق نہایت صاف صاف اور سلیس زبان میں

لکھی جائے اور عبادات و معاملات کے اداب کے ہر جزئیات پر حاوی ہو۔ اس لیے اداب المریدین کی ان پہلی تین شرحوں (جنھیں حضرت مخدوم ۸۱۳ھ کی آخر شرح سے پہلے لکھ چکے تھے) میں سے ایک کے سلسلہ میں خاتمہ کو تصنیف کیا۔

مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان تین شرحوں میں سے کس شرح کے سلسلہ میں یہ کتاب خاتمہ تصنیف کی گئی۔ لیکن جیسا کہ خود حضرت علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے اُنھوں نے اس کو ۸۰۷ھ میں تصنیف کیا (خاتمہ صفحہ ۱۱۳ فقرہ ۱۹۴) یہ کتاب چونکہ آداب المریدین کی شرح کے سلسلہ میں بطور اُس کے تکملہ یا ضمیمہ کے لکھی گئی تھی اس لئے مصنف نے سلسلہ کو قایم رکھا اور اس کتاب کے آغاز میں حمد و نعت کے تحریر کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی اور نام بھی خاتمہ ترجمہ اداب المریدین یا مختصراً خاتمہ رکھا۔ ۸۱۳ھ میں حضرت مخدوم نے آداب المریدین کی جو آخر مرتبہ شرح لکھی اس کے آخر میں اونھوں نے خاتمہ کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:۔

محمد حسینی میگوید تجاوز اللہ عن سیئاتہ وغفر اللہ لہ زلاتہ
خاتمہ کتاب خزاین کہ شیخ فرمودہ نوشتہ ام
ودراں باب از جہت خویش اقصی الغایات کردہ ام
بعضے از آنہا است کہ بہ اصحابے کہ صحبت داشتم

از یاران خدمت شیخ نظام الدین و یاران خواجہ خود و صوفیان
دیگر و انچہ در کتب دیگر مسطور است اگر ترا مطلوب باشد
کہ ورلے ایں آداب بدانی دراں خاتمہ نظر کن الحمد للہ
علی کل حال والصلوٰۃ علی رسولہ بالغدو والآصالؒ

یہ کتاب خاتمہ صوفیوں اور ارباب بصیرت میں نہایت مقبول
ہوی۔ بہت سے اکابر نے اس کو مدت العمر اپنے مطالعہ میں رکھا اور
اس دستور العمل پر کاربند رہے۔

۲۵۔ **تصوف** علم اور عمل کا مجموعہ ہے۔ اداب المریدین
میں حضرت شیخ الطریقہ ابو النجیب سہروردی قدس اللہ سرہ نے اور
ترجمہ اداب المریدین حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے جو وضاحت کی ہے
اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔ پیروان مذہب حقہ اہل سنت وجماعت
تین جماعتوں پر مشتمل ہیں۔ جماعت اول محدثین کی ہے :۔

"واین اصحاب حدیث بمنزلہ پناہ دین اند زیراچہ بنیاد
دین سنت رسول اللہ است کہ خدائے تعالی فرمودہ است
انچہ رسول برشما بیارد وبفرماید آنرا بگیرید وازانچہ بازدا
بازمانید (وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ
عَنْهُ فَانْتَهُوْا) علی ہذا اساس دین باشند پس مشغول شد
بسماع حدیث ود تحقیق لفظ او کہ تا از حرفے از کلمۂ احتیاط
کردند تفکرے دراں کردند تدبرے رواں کردند، درشان ا

رنزول او و گفتار رسول اللہ و حدیث سقیم را کہ دران اعتما
نیست و حدیث صحیح را کہ دران اعتماد است تمیز کردند صحیح
از سقیم بیرون آوردند پس ایشان بمشابہ نگہبانان دین باشند
زیرا چہ خزانۂ سنت رسول اللہ را ایشان پاسبانانند"

دوسری جماعت فقہا کی ہے کہ :۔

"بعد از آنکہ ایشان را علم حدیث شد مشغول باستنباط معانی
دقیق شدند ہر چہ در حدیث باشارات نص یا بدلالت نص
یا باقتضائے نص معنی دقیق معلوم میشد ایشان آنرا استخراج
کردند الفاظے معانے مصطلح ایشان شد عام و خاص و مشترک
مجمل مفسر ناسخ منسوخ مطلق مقید محکم متشابہ
بہ تحقیق این از کلام رسول اللہ مسائلے تخریج کردند پس
این جماعہ این اند کہ ایشان حکام دین باشند و ایشان اعلام
دین باشند زیرا چہ شعار دین بایشان مستقیم است پس ہر آئینہ شعار
دین ایشان باشند"

تیسری جماعت صوفیوں کی ہے۔ یہ لوگ یعنی :۔

"صوفیان با اہل حدیث و با اہل فقہ ہم متفق اند در معانی ایشان
و در رسوم ایشان و قتیکہ ببینند میان و طریقہ از اہل حدیث
و فقہا کہ از ہوائے نفس و اثبات دعوی خویش مجتنب اند
بلکہ دنبال حق اند و این فقیہ و این محدث بربستہ اقتدائے

رسولؐ اللہ اند ۔ واگر صوفی را چیزے مسئلہ پیش آید
باصحاب حدیث و باصحاب فقہ رجوع کنند واگر برکاتہ
محدثان وفقہا اجماع کردہ اند صوفیان ہم بران اجماع روند
و دران حکمے کہ محدثان وفقہا اختلاف دارند انچہ احوط واسلم
باشد صوفیان آنرا اختیار کنند چنانچہ ماء مستعمل امام نجس گوید
یوسف مخففہ گوید محمد طاہر گوید شافعی طاہر و مطہر گوید صوفیان
عمل بقول امام کنند زیرا چہ عمل بدان احوط واسلم است"

۲۶ - اس کے علاوہ صوفیوں نے کلام اللہ شریف کی دو آیتوں کو
بالتخصیص پیش نظر رکھا اور اپنی ساری زندگی ان آیتوں کے منشا ومفادمیں
صرف کردی ایک وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ دوسری
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ۔ انسان کی تخلیق کا منشا ومقصود
عبادت آلہی ہے ۔ اس لئے صوفی کا مدعا ازابتدا تا انتہا یہ ہے کہ کونین
سے منقطع ہوکر اور تمام ماسوی اللہ کو پس پشت ڈالکر قولاً وفعلاً حالاً
ہمہ تن ہر لحظہ وہر آن عبادت الہی میں مشغول رہے لیکن محض خشک
عبادت میں نہیں بلکہ اُس عبادت میں جو اللہ سبحانہٗ وتبارک وتعالی
کے عشق اتم اور محبت کاملہ میں فانی ہوکر کیجائے ۔ عاشق کا مدعا
صرف ایک ہی ہوتا ہے وہ یہ کہ معشوق تک اس کی رسائی ہوجائے
تاکہ اُس کے نظارۂ جمال اور شربت وصال سے بہرہ ور ہوسکے اور
تشنہ کامی کو سیراب کرسکے ۔ صوفی حبیب معشوق و مطلوب مقصود

حقیقی کی جانب قدم بڑھاتا ہے راہ راست پر چلنے کے لئے دو مشعل ہدایت اوس کے سامنے رہتی ہیں ایک یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ دوسری قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یعنی تقوائے کامل جیسا کہ حق ہے اور سنت نبوی کی اتباع کامل قولاً وفعلاً وحالاً۔ بغیر ان دونوں کے طلب حق میں ایک قدم بھی صحیح راستہ پر نہیں اٹھ سکتا۔ حضرت مخدوم نے اس کتاب خاتمہ میں بار بار جتلایا ہے اور فرمایا ہے کہ بیغامبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی متابعت کے بغیر "راہ بمطلوب نتواں یافت"۔

۲۷۔ حضرت مخدوم کے نزدیک طالبان حق کے دو طبقے ہیں۔ ایک وہ جو عقل اور حکمت کی ہدایت کے بموجب طلب حق کے راستہ میں قدم رکھتا ہے۔ دوسرا طبقہ طالبان عشاق کا ہے جو تقاضائے عشق الٰہی سے مضطر ہو کر اس راہ میں آنے پر مجبور ہوتا ہے۔ خاتمہ (صفحہ ۱۰۸ فقرہ ۱۸۰) میں فرماتے ہیں:۔

"طالبان بر انواع اند طالبے باشد بعقل و فہم خویش اختیار طلب خدا کردہ باشد زیرا چہ اعلی و اجل است و اوجب و اثبت است و اعظم و اقدم است۔ اکنوں آں مرد طالبے بر حکمت است عاشق نیست۔ عاشق و محب دیگر است آں حالتے است کہ جز القاء من اللہ نیست در مضیق گفت و شنید نمیگنجد واجد مبتلا و اندازاں قضیہ کہ گفتیم"

اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ اُنھوں نے اسماء الاسرار کے سمرسی وہم[39] میں بیان فرمایا ہے - مضمون نہایت ہی لطیف اور پرحقیقت ہے اور بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اس لئے اُس کو یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

شیوخ رضی اللہ عنہم بالتشبت والرسوخ علی الاجماع والاتفاق گفتہ اند کہ اجل مطالب واجل مقاصد محبت و معرفت خداوند است تعالیٰ ۔ وموانع ادراک ایں سعادت را چہار چیز شمردہ اند دنیا وخلق ونفس وشیطان ۔ وطریقہ دفع دنیا قناعت وطریقہ دفع خلق عزلت ورہ دفع نفس خلاف ورہ دفع شیطان ساعۃً فساعۃً التجا الی اللہ تعالیٰ نیکو سخنے ایں اما ایں فصل درباب کسے است کہ از رہ حکمت وسبیل ہمت خواہد سلوکے کند ایں چہار بند پاے او باشد وبداں طریق کہ فرمودہ اند کشادن آں بند ہا بود .. اما نیکبختے کہ دراصل خلقت او را محب ومحبوب آفریدہ است دنیا چہ وزن دارد کہ پابند راہ مطلوب شود او راکہ اقل من جناح بعوضۃ نامند روندہ راچگونہ از روش او باز دارد اول دنیا عدم وآخر او عدم وجودے متخلل بین العدمین شد ہم بداں بازگشت ..... ایں چنیں زایلے فانیے وہمے خیالے بکدام صورت پاپند شود ۔ خلق ہماں است کہ ایں

شخص یکے از ایشان است۔ تغیر و زوال از نفس احساس درستے میکند چگونہ باشد ایں چنیں لا ثباتے و لا اعتبارے طالب و محب و مشتاق را مانع از راہ قدیم ازلی و ابدی آید۔ شیطان نقش بندی در نفس کند و رنگ آمیزی نماید و عنقریب آں نماند و نپاید ہر حظے کہ حسی بود وہم بیکبار رخت وجود خود را بر بست چہ صورت باشد بکدام معنی مانع و پابند محب شود۔ مجنوں را از عشق لیلیٰ کہ باز آرد و چگونہ باشد بغیر لیلیٰ پردازد"

حضرت مخدوم کا منشا اس بیان سے یہ ہے کہ انسان کے عالم وجود میں آنے کا اصلی اور حقیقی مقصد اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت و معرفت کاملہ کا حاصل کرنا اور اس محبت و معرفت کا نتیجہ جو اوس کے لئے مترتب ہوتا ہے اُس ذات پاک واجب الوجود کا تقرب اور وصل اور دیدار ہے۔ لیکن جب انسان اس راہ طلب میں قدم رکھتا ہے نہایت زبردست چار موانع اُس کے سامنے آکر سد راہ ہو جاتے ہیں۔ طالب سالک جب تک اون کو دفع نہ کر لے قدم آگے نہیں بڑھا سکتا۔ دنیا کو ترک کرنا چاہئیے۔ خلق سے منقطع ہو جانا چاہئیے۔ خواہشات نفس کی مخالفت کرتے رہنا چاہئیے اور شیطان کے مکر و فریب سے بارگاہ رب العزت میں ہر وقت استعاذہ کرتے رہنا چاہئیے۔ لیکن کچھ ایسے عزیز الوجود افراد بھی ہیں جو بد و فطرت سے محب و محبوب پیدا ہوے ہیں (حضرت

باری عزاسمہ ارشاد فرماتا ہے فَسَوْفَ یَاتِیَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ
اُس کو دنیا اور خلق اور نفس تو کیا خود شیطان بھی جو اس کا نہایت قوی دشمن
ہے طلب حق سے باز نہیں رکھ سکتا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ
ابتدائے سلوک ہی میں یہ عزیز الوجود طبقہ جس منزل پر پہنچ جاتا ہے
پہلا طبقہ بہت دنوں تک شدید مجاہدہ اور ریاضت کرنے کے
بعد وہاں پہنچ سکتا ہے۔ عراقی نے اسی حقیقت کو اپنی ایک غزل
کے مطلع میں نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

ضمارہ قلندر سزد ار بمن نمائی ہو کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

۲۸۔ صوفی کو جو طلب حق میں قدم رکھے روزمرہ ہر لحظہ اور ہر آن
عمل کرنے کے لئے ایک مکمل دستور العمل کی ضرورت ہے جس کا ماخذ
تمامتر کتاب وسنت ہو۔ حضرت مخدوم نے خاتمہ میں نہایت جامع
اور مکمل دستور العمل مہیا کر دیا ہے جس میں ہر شخص کے لئے عبادات
ومعاملات کے متعلق اونھوں نے شرح وبسط کے ساتھ ہدایتیں
درج کی ہیں۔ جوان اور بوڑھے۔ مرد اور عورت۔ شاہ اور گدا۔ آزاد
اور غلام غرض ہر طبقہ کے انسان کے لئے جو طلب حق کے سلوک
میں قدم رکھے ہدایتیں موجود ہیں۔ اکثر اکابر طریقت کا خیال رہا ہے
کہ چالیس سال کی عمر کے بعد جب قوی میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے
طریقت میں قدم رکھنا زیادہ سودمند نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ محنت و
مشقت مجاہدہ وریاضت کا زمانہ باقی نہیں رہتا لیکن حضرت مخدوم ہی

ہ بزرگ ہیں جنہوں نے پیر فانی تک کے لئے بھی راستہ بتایا ہے اور
سے حصول مقصود کا امید وار کیا ہے۔ خاتمہ (صفحہ ۱۶۳ فقرہ ۳۰۱)
یں فرماتے ہیں:۔

"پیرا جوانمرد باش طفل مزاج انکار جز بخدا راضی مباش و
دل بجاے دیگر منہ من برلے تو آں نبشتہ ام بداں امیدوار
کردہ ام کہ انشاء اللہ تعالیٰ چشم دل بداں روشن گردد .....
اینجا سخن بسیار است اما حمیت غیرت را در کار میدار و از
فضل خدا من بسیار بر روندہ رہ آسان کردہ ام نمودہ ام

ورنہ کہ زد این در کہ بر وکشوند

من چنین میگویم کہ ہرگز ایں در نہ بستہ اند اما آں کو کہ در رود در
آید بلکہ در کشادہ اند ندائے ہم میکنند۔ عجب کارے
است ایں پیر را کہ سالہا بہوا گذرانیدہ آخر نفس بہ انتہاے
کار و بہ انتہاے مقامات صوفیان برسد۔ عجب عجب
کل العجب۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں (خاتمہ صفحہ ۱۶۷ فقرہ ۳۰۶):۔

"مرشداں پیران را در بر نگرفتہ اند و اقدام در ارشاد ایشاں
نکردہ اند ہم در ورد ے وگذار د نے داشتہ اند و فرمودہ اند
ترا آواں طلب گذشتہ است منم کہ پیراں را برامید میدارم
بر اجواب وبروجد انے نشان دادہ ام کہ خون دل طالبان

بسے آب شو و کہ ہیچ کار نیاید ؎

۲۹۔ علوم کتابوں مندرج ہیں اور کتابیں موجود ہیں لیکن استاد کی ضرورت باقی ہے جب تک طالب علم کتابوں کو اوس سے نہ پڑھے علوم کو حاصل نہیں کر سکتا۔ تقویٰ اور اتباع سنت دو مشعلیں ہیں جنکی روشنی میں طالب "راہ راز چاہ میتواند شناخت" لیکن منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سالک کو ایسے راہبر کی احتیاج ہے جو راستہ سے کما حقہ واقف ہو۔ نشیب و فراز راہ کو جانتا ہو۔ اُسکے مہالک کو پہنچانتا ہو۔ راہزنوں اور قطاع الطریق سے مقابلہ کرنے اور انکو دفع کرنے کی قوت رکھتا ہو۔ اگر سالک چلتے چلتے راستہ میں تھک جائے اور پست ہمت ہو جاوے تو اُسکو قوت اور ہمت دے سکے بلکہ اگر ضرورت پیش آئے خود اپنی پیٹھ پر اٹھا کر آگے لیجاسکے۔ وہ راہبر سالک کو جس طرح راستہ کے مہالک سے بچا سکتا ہو اُسی طرح اسکو راستہ کے مناظر کی دلفریبیوں میں بھی پھنسنے نہ دے۔ ان وجوہ سے طالب سالک کو پیر راہبر کامل کی دستگیری لابدی ہے۔ بغیر ایسے پیر کے وہ ہرگز منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مخدوم فرماتے ہیں "از معظمات سلوک اینست کہ نخست مرشد دہادی راپیدا کند" خاتمہ (صفحہ ۹۷ فقرہ ۱۱۷)

جب ایسا پیر راہبر کامل ملجائے تو لازم ہے کہ سالک خود کو تمامتر اس کے تفویض کر دے اور کسی وقت کسی حالت میں اُسکے فرمان سے

تجاوز نہ کرے اور جب تک ممکن ہو اُس کی صحبت سے دور نہ ہو۔

حضرت مخدوم فرماتے ہیں۔ (خاتمہ صفحہ ۷۲ فقرہ ۱۰۷):—

"ملہ بہش باش بہرحالتے کہ ہستی وتا آنجا کہ رسیدۂ اگر صحبت
پیر میسر است نگذاری۔ اینجا جز نیاستے است وقیقہ ولطیفہ
است کہ ہر نظرے وہر بصیرتے آنرا احساس نمی تواند کرد
ومن ہفدہ سال قریب در صحبت شیخ خود بودہ ام باخود
گمانہا داشتم چوں او از سر من رفت محقق شد کہ بسیار کار
بایستے کردن کہ آن احتیاج بحضور او داشت اما چو باز ہم
بد وبرستم چنانچہ حق برستن است او از من غایب نشد
وتربیت بساعت فساعت از من دریغ نداشتہ تا انکہ اگر
گفتم از فہم خود نہ بمجرد علم۔"

۳۰۔ اہل سنت وجماعت کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ مومن قیامت کے روز اور بہشت میں حضرت رب العزت عز اسمہ کے دیدار سے مشرف اور اسکے جمال کے نظارہ سے بہرہ اندوز ہوگا۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضامون فی رویتہ الخ لیکن مومن کی تعریف ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ حب شدید اور عشق اتم کے مبتلا کو قیامت تک صبر کرنے کی قوت کہاں؟

ولے کہ عاشق وصابر بود مگر سنگ است ٭ ز عشق تا بصبوری ہزار فرسنگ است

اُس کو معشوق کا دیدار اور وصل "نقد وقت" ہونا چاہئے۔ لیکن کیا رویت باری تعالیٰ حیات دنیا میں ممکن ہے؟۔ علماے متقدمین میں معدودے چند کا یہ خیال ہے کہ حیات دنیا میں ممکن نہیں ہے مگر جمہور علماے مجتہدین نے فرمایا ہے کہ حیات دنیا میں خواب میں خداوند تبارک وتعالیٰ کا دیدار ممکن ہے اور اخص الخاص اولیا اللہ کو نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ امام الایمۃ المجتہدین امام ہمام ابو حنیفہ کوفی اور امام المحدثین والمجتہدین امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما صدہا بار خواب میں دیدار باری تعالیٰ سبحانہ سے مشرف ہوے اور دوسرے اکابر اولیا کے متعلق بھی روایت کی گئی ہے کہ بارہا اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ اندوز ہوسے۔ اب سوال یہ ہے کہ رویت باری تعالیٰ جب خواب میں ممکن ہے تو بیداری میں کیوں نہیں اگر کاملین کو خواب میں رویت نصیب ہوا کی ہے تو وہ خواب کیسا تھا اور اگر بیداری میں بھی ممکن ہے تو اُس بیداری کی کیا تعریف ہے؟ حضرت مخدوم خاتمہ (صفحہ ۱۴۷ فقرہ ۲، ۲) میں فرماتے ہیں:-

"ایماں را دو رکن است۔ اقراری وتصدیقی۔ اقراری برانیکہ ہر کہ او را جوید یابد واو شئے موصوف بصفات کمال است وتصدیق او بدین است ہر کہ بشرط جستہ است وپیر اشارت کردہ است البتہ بخدا رسیدہ است او را شناختہ است ودیدہ است۔ بعضے فقہا اینجا انکارے کنند علماے ظاہر را

از باطن خبرے نسبت ایشان چنیں میگویند که رویت
بهترین نعم است باید بهترین نعم در دار فضل ترین اکنه باشد
و دیگرے میگوید برائے ابصار را مسافتے باید نه بعد
بعید نه قرب قریب و این در ذات او متصور نه
انه منزه عن کل جهت و سمت و فوق و تحت
و مقابلة و محاذات آرے این باسر اگر بینند که من
و تو بر سر داریم برائے آنرا مسافتے باید و سخن سوالے
تو گفتی لا حول ولا قوة الا بالله مکان متصور نیست
نه رائی را و نه مرئی را اینجا رائی و مرئی هر دو یکیست نه مسافت
است نه مکان نه قرب است نه بعد نه قرب قریب
و نه بعد بعید اما درین حالت آن رائی این مرئی را می بیند
و هر دو یکے اند. آن مرید طالب را نصیب جمالے و
و نظارۂ و بے جہتے است درین یگانگی یکبارگی را علکے
و پر توے نصیب میشود. اے مرد فقیه اے خواجه
دانشمند اے شیخ زاهد و مقتدا اے مولانائے مجتهد
و مفتی اگر همه این کار را بدین صورت است که ما گفتیم
و اگر نه این است نه

نه همه هیچ تو مرا راه خویش گیر و برو　　که تراسعادت باد و مرا نگونساری

۱۲۱ ترجمه آداب المریدین میں حضرت مخدوم نے اس مسئلہ کے

متعلق زیادہ وضاحت سے فرمایا ہے:۔

قولہ۔ واجمعوا علی جواز رویت اللہ بالابصار فی الجنۃ واجماع صوفیان است کہ خداوند تعالیٰ را بدیں چشمے کہ بر روے است ایں حدقہ کہ ہست و روشنائی کہ درایں حدقہ کہ ہست ہمیں روشنائی کہ خداے را خواہند دید۔ من کہ محمد حسینی ام میگویم کہ خداے را بندگان باشند کہ ہم در دنیا بچشم دل بینند وہمیں چشمے کہ بر روے است چشم منعکس بیشود چشم دل میگردد وہمیں چشم می بینند۔ در فتاویٰ سراجی است رویت اللہ فی المنام جایزۃ وانچہ مردم در خواب می بینند آنکہ چشم دل می بینند ہمیں منعکس بیشود در دل ہم چیزے را بخواب می بینند۔ و رعقیدہ حافظی است روا باشد خدارا در خواب بیند زیرا چہ سلف صالح خدارا در خواب دیدہ اند۔ اکنوں بدانکہ این خواب کہ کہ در دنیا دیدہ اند اینچنیں نیست کہ اینجا چیزے دیگر بہ بینند و فردا چیزے دیگر زیرا چہ صفت باری است لایتغیر فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا فی اسمائہ بحدوث الاکوان واختلاف الازمان پس ثابت شد کہ طالب صادق ومشتاق واثق جمال حضرت سبحانہ تعالیٰ بلا کیف وکیفیۃ در دنیا بیند۔ یکے اندیشہ باید کرد کہ

سلف صالح و مشائخ طبقات خانماں بر باد کردند با دیہا
گرفتند و از خلق بکلی عزلت داشتند وچہل گان روز ونگان
ماہ گرد طعام وآب نگشتہ اند وصمت وسکوت را ملازم
حال خود کردہ اند و در ذکر و مراقبہ غرق ماندہ انداین ہمہ
برائے چہ بود برائے این قدر چندیں بر چہ کنند۔۔۔ برائے
ایں را چندیں بالا کشیدن ومشقت دیدن چہ حاجت
است نہ آنکہ طلب نقدے دامنگیر دل ایشاں شدہ است"

۳۲۔ شیخ ابو بکر کلاباذی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور کتاب تعرف
میں مسئلہ رویت کے متعلق لکھا ہے "لم یذھب الی ان اللّٰہ یُریٰ بالبصر
فی الدنیا الا شر ذمۃ قلیلۃ من المتصوفۃ لا یعبأ بھم"۔ حضرت
شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرج البحرین میں یہ
عبارت نقل کی ہے اور اوسکا ترجمہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

"... میگویند کہ سالک ایں راہ بجائے رسد کہ بصر وبصیرت
یکے گردد و ظاہر با باطن یکرنگ شود و امتیاز صورت
ومعنی از میاں برافتد آن زماں خواہ بگوید کہ بدیدۂ دل
می بینم یا بچشم سر۔ حاصل ہر دو عبارت یکے است
اللہ اعلم کہ ایں چہ اشارات است کہ ایشاں میکنند
حقیقت حال را ایشاں دانند کہ گفتہ اند و دریافتہ۔
ولیکن چنیں دانم کہ وجود ایں مرتبہ بس عزیز ونادر است

بیئے بجز واعتقاد مذہب اہل وحدت وجود و تخیل معنی توحید وتفہم سخنان ایشان سخن میگوید یا بقدرے از صفای ذکر و روشنائی باطن کہ بہم رسیدہ ورشاشۂ از منبع حال انصبابا یافتہ ادعا مینماید اینہا آسان است و لے آنکہ سخن بغلبہ قہرمان حال وسطوت سلطان وقت برآید آنرا تاثیرے دیگر و عزتے دیگر است۔ وباوجود آن حق ہمان است کہ کاشفان سر حقیقت ومتوطنان مقام تمکین کہ قوت مزاجیہ علم وحال ایشان باعتدال حقیقی رسیدہ است مہیمن و رقیب احوال ومقامات گشتہ قرار دادہ اند۔ از شیخ ما غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ منقول است کہ مریدے از مریدان ایشان دعوی کرد کہ من خدا را بچشم سر می بینم این حکایت چون بحضرت وے رسید منع کرد و زجر نمودتا از این مقولہ دم نزند و اینچنین نگوید۔ گفتند زجر و نصیحت بابے دیگر است سوال ازان است کہ وے درین دعوی محق است یا مبطل فرمود محق مشتبہ است او بہ دریافت خود راست میگوید ولیکن او را در اطلاع بر حقیقت حال اشتباہ شدہ است وسر کار در نیافتہ وے حقیقت را بچشم بصیرت دیدہ است واز بصیرت وے۔ وزنے بسجانب بدر و ے گشادہ

درحقیقت نصوے بربصیرت اقتاد گماں برد کہ مگر بدیہ فرمی ند
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ این
کلمہ ازان حضرت گفتن بود وحاضران را بصعقہ وسیحہ افتادن
ودیوانہ شدن وراہ صحرا گرفتن سخن کہ از حقیقت برآید
ویرا این تاثیراست وحکایت ادعائی ہماں حال دارد کہ
ویقرءون القرآن ولا یجاوز عن حناجرھم

حضرت مخدوم نے رویت باری تعالیٰ کے مسئلہ پر ایک رسالہ لکھا ہے
اس میں تعرف کی اسی عبارت کی جانب جو اوپر لکھی گئی اشارہ کر کے
فرماتے ہیں :-

"شیخ ابو بکر کلاباذی بمبالغہ انکار دارد کہ در دنیا نظاہر نہ بباطن
رویت بود محمد یوسف حسینی میگوید بعلہ اللہ من آں
طائفہ را دیدہ ام کہ ایشاں یک ساعتے از دیدار او محروم
نماندہ اند"

فرق مراتب یہاں صاف نظر آتا ہے ۔ آمنا وصدقنا تِلْكَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ اور فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ۔ حضرت محدث
دہلوی نے نہایت صحیح لکھا ہے کہ

"چنیں دانم وجود ایں مرتبہ بس عزیز ونادر است" سچ ہے ؎
ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

۳۳ ۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز

کی کتاب خاتمہ اور انکی بعض دوسری تصانیف سے اخذ کر کے میں نے جو کچھ اوپر لکھا ہے اُس سے ایک حد تک معلوم ہو سکے گا کہ تصوف کیا ہے اور صوفی کسے کہتے ہیں۔ صوفیوں کا کوئی علیحدہ مذہب وملت اور اُن کا کوئی علیحدہ فرقہ نہیں ہے بلکہ اہل سنت کی ایک جماعت ہے جس کا مطمح نظر یہ ہے کہ کتاب وسنت کے ہر جزئیات پر قولاً و فعلاً وحالاً عمل کیا جائے اور ریاضت اور مجاہدہ کر کے دنیا کی محبت اور خلق کے تعلقات کو دل سے کامل طور پر دور کر دیا جاوے اور خواہشات وجذبات نفسانی پر بدرجہ اتم غلبہ حاصل کر کے انکو مقہور ومغلوب کیا جاوے تاکہ صوفی طالب کا دل تمام تعلقات کی کثافتوں اور غلاظتوں سے پاک وصاف ہو کر محبت اور عشق الہی سے معمور ہونے کی صلاحیت پیدا کر سکے۔ انسان کی خلقت کا مدعا عبادات آلہی کا بجالانا اور معرفت آلہی کا حاصل کرنا ہے۔ صوفی عزمیت کے ساتھ ہر وقت اور ہر لحظہ اور ہر آن عبادت آلہی میں مستغرق ہو کر اور بمقتضاے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کونین سے منہ موڑ کر اور ماسوی اللہ سے بالکل منقطع ہو کر اللہ تبارک وتعالی جل شانہ کی محبت میں فانی اور مستہلک ہو جاتا ہے اور تقرب کے اعلی وارفع مقام پر ترقی کرتا جاتا ہے۔ اکابر صوفیہ اوس مقدس جماعت میں شریک ہیں جن کی شان میں حدیث قدسی وارد ہے بی یسمع وبی یبصر الخ اور یہ وہ لوگ ہیں جو وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کی گروہ کے رکن رکین ہیں۔ اُنکے لئے

بشارت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ (سورہ فصلت، رکوع ۴) اور اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (سورہ یونس رکوع ۷)۔

۳۴۔ امام المحدثین حافظ الحدیث ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمۃ کی تصانیف میں حلیۃ الاولیا مشہور تصنیف ہے (فی الحال مصر میں چھپ رہی ہے اور نصف کے قریب طبع ہوچکی ہے)۔ یہ اس قدر بلند پایہ اور مقبول کتاب ہے کہ **بستان المحدثین** میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اوس کے متعلق لکھا ہے "

"از نوادر کتب او (یعنی محدث ابونعیم) کتاب حلیۃ الاولیا است کہ نظیر آن در اسلام تصنیف نشدہ... کتاب حلیۃ الاولیا در حضور او آنقدر شہرت و رواج پیدا کردہ کہ در نیشاپور بچہار صد دینار خرید شدہ "

جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے مصنف علیہ الرحمہ نے اس میں تصوف اور کبرائے صوفیہ کا ذکر کیا ہے اور صوفیوں میں سب سے پہلا طبقہ اجلہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا قرار دیا ہے اور سب سے پہلے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرج البحرین

میں لکھتے ہیں :—

"گمان نبرند کہ طریقہ تصوف مخالف مذہب سنت وجماعت است وصوفیہ فرقہ دیگر اند ورائے ایں فرقہ ناجیہ حاشا وکلا۔ خاصہ وخلاصہ ایں ملت اقوم محققین صوفیہ اند کہ در ظاہر وباطن مقتبسان انوار سنت ومکاشفان سر حقیقت اند ودر سلوک طریقہ اتباع عملاً وحالاً واختیار عزلت ظاہراً وباطناً وتحقیق معنی صدق واخلاص ومعرفت مکاید نفس ودقایق ورع وتہذیب اخلاق وتصفیہ باطن ہیچ کس از ایشاں پیش نکردہ وآنچہ ایشاں را از اعمال واخلاق واحوال ومقامات ومواجید واذواق وبرکات واشارات وسایر کمالات دست دادہ ہیچ فرقہ دیگر را ندادہ ....."

۳۶ ۔ حقیقت تو وہ ہے جو بیان کی گئی لیکن تصوف اور گوشہ نشینوں اور مرنج ومرنجان صوفیوں کے متعلق لوگ عجیب عجیب خیالات ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صوفیوں نے اپنے اذکار واشغال کو جوگیوں کے اعمال سے اخذ کیا ہے حالانکہ ایک کو دوسرے سے کسی قسم کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۔ زمانہ حال کے مدعیان "ریسرچ وتحقیق کی ایک جماعت کہتی ہے کہ لفظ تصوف یونانی لفظ کا معرب ہے لیکن لیکن اگر معرب ہوتا تو "تسوف" حرف "س" سے ہوتا نہ کہ "تصوف" "ص" سے جیسے فلسفہ سوفسطہ موسیقی وغیرہ۔ یونانی زبان میں حرف "ص" کہاں ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آج کل کی تھیوسوفی اور اسلام کا تصوف ایک ہی چیز ہیں بعض کہتے ہیں کہ تصوف فلسفہ الٰہیات ہے جس پر مذہب کا رنگ چڑھا دیا گیا ہے۔ بعض یونانیوں کے

فلسفۂ اشراق اور مسلمانوں کے تصوف کو بلکہ ہندؤں کے ویدانت اور تصوف کو ایک ہی چیز خیال کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات۔ ہمکو جس چیز کا علم نہیں ہے اوس میں خواہ مخواہ دخل دینے کی سخت ممانعت ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا۔ صوفیوں کا مقصود تقرب الی اللہ ہے اور وہ کتاب و سنت کی اتباع پر منحصر ہے۔ حضرت مخدوم خاتمہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کے بتاے ہوے راستہ کے سوا وصول الی اللہ کی تمام راہیں مسدود کر دی گئی ہیں دوسری جگہ (صفحہ ۸۲) فقرہ ۱۲۳) فرماتے ہیں۔

بعضے طالبان دیوانگی کردہ اند مولہ شدہ اند قلندر شدہ اند برہمن و جوگی و بہرہ شدہ اند مگر جائے یا بند مطلوب در حجب غیرت و تتق عزت محتجب است بدینہا کسے نیافتہ است مگر دراں رہ کہ پیر فرمود و بغا مبر برد۔

ایک اور جگہ بھی یہی فرمایا ہے اور یہ صراحت کی ہے کہ پیر وہی حکم دیتا ہے جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور انکے احکام کی تفسیر بھی کر دیا کرتا ہے تاکہ طالب اچھی طرح سمجھ جائے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔ ؎

کہ سعدی مپندار راہِ صفا ٭ تواں رفت جز بر پے مصطفیٰ

۲۷۔ حضرت مخدوم کی تقریباً سب تصنیفیں نہایت سلیس اور اوس وقت کی عام فہم فارسی میں لکھی گئی ہیں عبارت آرائی کہیں نہیں کی گئی ہے اُس وقت کے محاورات اور روزمرہ اُن کی کتابوں میں عموماً پاے جاتے ہیں مثلاً نشستن

اور نشیند کے بجاے نشستن اور شیند

۳۸ - حضرت مخدوم نے **خاتمہ** میں کہیں کہیں کسی واقعہ کی جانب صرف اشارہ کر دیا ہے اور اس واقعہ کی صراحت نہیں فرمائی ہے۔ میں نے حضرت مخدوم کی دوسری **تصانیف** سے اور بعض دوسری کتابوں سے اخذ کرکے اون واقعات کو لکھا ہے اور اس کتاب کے آخر میں بطور **تعلیقات** کے شریک کر دیا ہے۔

۳۹ - اس کتاب کو حضرت مخدوم نے ابواب اور فصول میں تقسیم نہیں کیا ہے بلکہ اوس کو مسلسل لکھا ہے اور جو مضمون جہاں خیال آیا وہاں لکھ دیا ہے۔ ناظرین کی سہولت کے لئے میں نے کتاب کے مضامین کو فقرہ فقرہ علٰحدہ کر دیا ہے اور فقروں کے نمبر از اول تا آخر مسلسل دیدے ہیں اور مضامین کی ایک مکمل فہرست مرتب کر کے آخر میں شریک کر دی ہے امید ہے کہ مضامین کی تلاش میں ایک حد تک سہولت ہو جائیگی۔

۴۰ - **خاتمہ** کے تین قلمی نسخے مجھے دستیاب ہوے۔ ایک نسخہ ۱۰۵۶ھ کا لکھا ہوا ہے۔ دوسرے اور تیسرے نسخوں پر سنہ کتابت درج نہیں ہے لیکن وہ دونوں سنہ ۱۱۰۰ھ کے کچھ ہی بعد کے لکھے ہوے معلوم ہوتے ہیں۔ ان تین نسخوں کے باہم گر مقابلہ سے تصحیح کی گئی اور تصحیح میں کہیں کہیں کتبخانہ آصفیہ کے قلمی نسخوں سے بھی مدد لی گئی۔

۴۱ - اس کتاب مستطاب کی تصحیح نہایت محنت اور جانفشانی سے کی گئی اور اب وہ طبع ہو چکی اور شایع بھی کی جا رہی ہے لیکن مجھ سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس محنت اور جانفشانی اور وقت کے صرف کرنے سے حاصل اور اس قسم کی کتابوں کی طباعت و اشاعت سے منفعت کیا ہے؟ زمانہ مادیت سے لبریز ہو چکا ہے اس وقت کتنے ایسے ہونگے جو اس قسم کی کتابوں کی جانب متوجہ ہو کر اون سے منفعت

حاصل کر سکیں گے؟ اس کتاب کی زبان بھی فارسی ہے جو ملک ہند سے تقریباً مندرس
ہو چکی ہے کتنے ایسے موجود ہیں جن کو اس زبان سے دلچسپی باقی ہے؟ جب یہ حالت
ہے تو فارسی زبان کی اس تصوف کی کتاب کی اشاعت سے فائدہ کیا؟ اعتراض
بالکل صحیح ہے۔ خیر القرون کے بعد زمانہ جوں جوں گذرتا گیا اپنے سابق کے زمانہ
کی بہ نسبت خیر و برکت دینی میں گرتا ہی گیا۔ ترجمہ آداب المریدین کے دیباچہ میں خود
حضرت مخدوم نے اپنے زمانہ کے متعلق نہایت پر درد الفاظ میں رنج و غم کا اظہار
کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"زمانہ آخر است تاریخ ہجرت ہشتصد و سیزدہ رسید اللہ اعلم سبیل
آں باشد ہم کسے قدمے در سلوک نہد و طالب وصول خداوند سبحانہ در ہر او
افتد و بہ اسباب وصول مباشرت شود۔ ایام فتنہ و محن است علامات
قیامت خروج دجال طلوع آفتاب از مغرب باشد و غلق توبہ شود
و ظہور دابۃ الارض پیدا گردد و نزول عیسیٰ روے نماید۔ اکنوں طالب کہ
سلوک کہ مرشد کہ رو نہد ہ کہ۔ اللہ اللہ اللہ کار بجائے است ہر کہ
اہل و ارزل ایں طائفہ باشم مردم گویند شاید ختم ایں کار بر من شود۔ ؎
نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس ؎ نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ
شیخ مصنف (یعنی حضرت ابو النجیب سہروردی مصنف کتاب آداب المریدین)
از زمانہ خویش نالید و از ان زمانہ چہار صد سال گذشتہ باشد اکنوں بما
چہ رسد بنیاد کار خراب شدہ است درہا بر بستہ اند جز یک شہرے
باقی نماندہ است تا کدام نیکبخت باشد کہ بہمہ مشقت و محنت دران شہر رسد

درآید و دران خانہ نزول کند۔ ہاں وہاں گوش دار کہ من چند سخنے را ترجمہ میکنم
یحتمل کسے ازیں نصیبہ گیرد مستعیناً باللہ انہ رفیق شفیق و بالاجابت جدیرو حقیق"

حضرت مخدوم نے اپنے زمانہ کی شکایت کی ہے اوس کے مقابلہ میں آج
ساڑھے پانسو سال کے بعد کے زمانہ کو کیا کہا جائے۔ تاہم جیسا کہ اونھوں نے
فرمایا

"من سخنے را ترجمہ میکنم یحتمل کسے ازیں نصیبہ گیرد"

میں نے بھی اس کتاب خاتمہ کی تصحیح طباعت اور اشاعت میں
محنت کی او مشقت اوٹھائی اور وقت صرف کیا صرف اس خیال سے
کہ یہ نہایت مفید کتاب تلف ہونے سے بچ جائے اور چونکہ ہنوز فیاض کا
فیض منقطع نہیں ہوا ہے شاید کبھی کسی کو اس کتاب کے مطالعہ اور اس پر
عمل کرنے کی توفیق ہو وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ

سید عطا حسین

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۶ ہجری

لنگم پلی ۔ حیدرآباد دکن

ا

۷۸۶

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ج وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ○

خاتمۂ ترجمۂ آداب المریدین

المعروف بہ

خاتمہ

تصنیف حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین امام الواصلین شاہباز بلند فضا
لامکاں غواص بحر عشق و عرفان قطب الاقطاب خواجہ
صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز چشتی قدس اللہ سرہ العزیز

بہ تصحیح

حافظ مولوی سید عطا حسین صاحب ام۔ اے، سی۔ ای ناظم تعمیرات وظیفہ یاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوام وضو و تجدید وضو برائے ہر فریضہ و احتیاط در حفاظت چاہ

(۱) از رسوم مستمرہ و عادات ملتزمہ دوام وضو است۔ عوام و خواص ایشاں بے وضو نباشند مگر در حالت مرض یا عرض کہ از روئے حکمت استعمال آب زیانکار آید۔ و دیگر اہتمام دارند برائے ہر فریضہ را تجدید وضو شود۔ و اہتمام دارند بریں کہ مقام در کنارۂ آب رواں کنند یا جوئے یا حوضے و اگر بضرورت احتیاج بہ آب چاہ باشد آں چاہ را احتیاط بسیار کنند۔ کفش و نعلین کسے براں چاہ نیاید و آنکہ پا برہنہ و پیادہ گردد بے پا شستن بر سر چاہ نگذارند و بر سر چاہ جائے بلندے باشد و لو آنجا بدارند یا آویختہ بر سر چاہ باشد۔ دہن چاہ را بستہ دارند تا بیخیال زاغے و غلیوازے و غیر آں نیفتد۔

وضو کردن

(۲) و در استعمال طہارت و وضو بہ نسبت مردم دیگر استعمال آب بیشتر باشد برائے احتیاط تطہیر را۔ و یکے ایستادہ ایشانرا وضو کناند ہر چند کہ اشتراک در عمل میشود ایشاں میخواہند دیگرے ہم بثواب رسد۔ و دیگر مردم نازک مزاج اند صوم دوام و تقلیل طعام ملازم حال ایشانست ابریق پر کہ در مقدار دو سہ آوند آب گنجد برداشتن آں بر ایشاں دشوار باشد و آنکہ دیگرے آب

مسواک در وضو

اندازہ احتیاط در تطہیر بیشتر میشود - و ہیچ وضوئے بے استعمال سواک نباشد -
و شرط کار ایشان است ہرگز زبان و دل را بیکار ندارند و آں وقتے کہ ایشان را
بیکاری گزرد بلائے در وقت ایشان باشد -

تحیۃ الوضو و فرائض
به اول وقت ادا کنند
سنت نماز عصر

(۳) و بعد ہر وضوئے ادائے شکر وضو نمایند - و البتہ فرائض بہ اول وقت
ادا کنند و در سنت نماز دیگر آنچناں اہتمام نمایند کہ گماں رود کہ مگر موکدہ است
و اگر بسبب دریافت جماعت سنت فوت شود بعد ازاں بخلوتے بگذارند و اگر
نخست چہار گانی میسر نیاید بدوگانی اختصار کنند -

بے وضو نخسپند
چوں از خواب بیدار شوند
وضو کنند

(۴) و ہرگز بے وضو نخسپند و اگر از خواب بیدار شوند تجدید وضو کنند و دوگانہ
بگذارند بعد ازاں بخسپند -

(۵) و بعد صبح دمیدن تا تاریکی شب باشد نفلے کہ ازاں شب باقی ماندہ باشد
بداں وقت ادا کنند -

در نماز فریضہ قرات
اختصار بہتر است
حضور در نماز مقدم است

(۶) و البتہ در قرات فریضہ چنانچہ فجر و خفتن و مغرب قرات بہ اختصار باشد
و آنکہ طوال مفصل و اوساط مفصل و قصار مفصل گفتہ اند خود ہماں باید اما حضور دل
ایشانرا مہم تر از جملہ کارہاست اگر طوال قرات شود تحمیل بشریتے مزاحم گردد و
یحتمل حاجتے ہم در پیش باشد در حضور مزاحمت نماند - و در نماز معانی قرآن در
خاطر گزرانیدن ایشاں ایں را تشتت دل و تفرقہ حضور نامند - دل را بر یک خطرہ
داشتن بدانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اشارت کردہ است واعبد
ربک کانک تراہ بہترین کارہا باشد -

مراقبہ از کثرت نوافل بہتر است

(۷) و مراقبہ را از کثرت نوافل غنیمت دارند و ہرچہ بذوق و راحت دست دہد

حضور در وضو

ہماں بہتر باشد و حضور وضو ایشاں اینست در اغتسال ہر عضوے اتصالے و انفصالے تصور کنند۔

تجدید وضو برائے ہر فریضہ و تفصیل وضو نماز فریضہ گزاردن و اعتقاد وضو کردن

(۸) و اگر ایشاں را روزے برائے ہر فریضہ غسلے میسر آید زہے کار۔ و چنانچہ تجدید وضو کنند متصل آں خواہند کہ در فریضہ شروع کنند تخلل جز بشکر وضو و سنت نباشد۔

(۹) و البتہ جامۂ باشد وقت وضو بر سینہ دارند و آستینہا پیچیدہ از آرنج بلند تر کنند تا قطرات آب وضو بر جامہ نیفتد۔ دریں باب اختلاف علما است امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماید نجس لما زال من العضو و بعد ازانکہ وضو کنند بخیزند جامہ باشد کہ بداں تخفیف اعضا بکنند۔ و چوں خواہند در خلا و ملا عمامہ را گرد آرند طاقیہ را از سر دور کنند بلکہ دستار ہم از سر فرود آرند و جامۂ دیگر در سر پیچند و اہتمام دارند کہ در وقت وضو سخن با کسے نکنند الا بضرورت

در وقت وضو کردن سخن نکنند حضوری در طہارت خانہ

طہارت علیہم و در خلا ہم خالی از حضور نباشند یا حضور بر ایشاں چناں غلبہ کردہ است کہ دل را ازاں باز آوردن میسر نیست و آں حضور ضروری وقت ایشاں است یا حضوری کہ لایق آں موضع است و فکرے و اندیشۂ کہ لایق آں مقام است ازاں خالی نباشند اقل ایں قدر باشد دراں حال خود را از جملہ ناہی بکتر و بدتر و خوار تر تصور کنند و کون و فساد دراں حال بدل دارند۔

قیلولہ و غنودنی بیشکے پیش از اشراق یا بعد از دیدن صبح قبل ادائے فریضۂ فجر

(۱۰) و البتہ رعایت قیلولہ کنند اگرچہ مجرد استراحت باشد۔ خواجہ حسن قدس اللہ سرہ العزیز گفتہ است ہر صوفی را کہ مبنی قیلولہ نمیکند تو بدانکہ ہمہ شب میخسپد آں بیداری کہ او در شب کند بے قیلولہ آں بحساب خواب باشد۔ و بعضے کہ ہمہ شب بیدار اند البتہ نہ غلطیدہ اند یک غنودنی بیشکے پیش از اشراق کنند

تا ورا دائی وظائف ثقلے نباشد وموجب ملالتے نبود۔ و بعضے بعد دمیدن صبح یک غنودگی کنند آنرا کہ اعتماد باشد کہ مستحب فریضۂ او فوت نشود۔ در ایں مصلحت باشد ہر کہ ہمہ شب بیدار بود و صبح در بیداری و مدنازکی و زردی در رخسار و در پیشانی او باشد مرداں آنرا البضیا د نور نسبت کنند و چشمہا البتہ غلطان بود بدیں صورت جمالے در روے باشد ایشاں ازیں احتراز کنند۔

شب را سہ حصہ کنند

(۱۱) و شب را سہ حصہ کنند۔ یک حصہ در اوراد و وظائفے کہ در شب آمدہ است یک حصہ بخواب گزرانند باقی دیگر در ذکر و مراقبہ رود۔ میان آں ہر دو ہر چہ او را ذوق بیشتر باشد دراں اہتمام بیشتر کنند۔

وقایع خود پیش کسے نگویند بجز پیر و جوئے تعبیر نباشند

(۱۲) و آنچہ شب و روز ہر چہ از وقائع پیش آید پیش کسے نگویند مگر پیش پیر یا آنکہ او بجائے پیر است۔ و البتہ جویان تعبیر نباشند حوالہ بر و کنند کہ پیش او میگذارند اگر او تعبیر کند مصلحت دراں باب است و اگر نکند مصلحت دراں است و گفتار آں زیانکار وقت او باشد نفس را شر بے بود وقایع کم شود و بعضے را خود بکلی رود و آں دیدن و شنیدن را در واقعہ بدیں مثال تصور کنند۔ چنانکہ شخصے در مقامے میرود و در رہ درختے ہست کوہے ہست سنگریزہا ہست کرے جو یکے ہست۔ آں دیدنہا چنانچہ نورے و نارے یا ندائے ہاتفے ہست یا مہے یا آفتابے و ستارۂ یا رویت صور مشائخ و غیر آں ہمہ ریں حساب شمرند

اول وقت از اوراد خالی نباشد

(۱۳) اول وقت از خواندنی و گذاردنی خالی نباشد۔ در وردے و ادعیۂ و سورتے کہ از وظائف اوست چنانچہ بعد فراغت اینست۔ چوں ازاں فارغ شود وقت بتلاوت بگذراند و اگر مطالعہ سلوکے باشد یا از حکایات

نماز چاشت

مشائخ بود ہمہ شاید آنکہ چاشت فراخ شود کہ ہوا نسبت بگرمی برد۔ بعضے چاشت را سہ قسم میکنند۔ چہارگانی اول متصل اشراق بگزارند۔ چہارگانی دوم وقتے کہ چاشت فراخ شود و چہارگانی سیوم نزدیک نزوال بود ہمچناں نماید کہ وقت مکروہ گزاردہ است۔

وقت قیلولہ کردن

(۱۴) وقیلولہ باید تا زوال شود اگر یک دو طاسے بلکہ سہ چہارے زیادہ گذرد ہم شاید زیراچہ براں معاونت بر شب بیداریست۔ بعد از تجدید وضو و اوراد دوگانہ فی زوال گزارند۔ بعد ازاں یا تلاوت کنند یا مراقبہ شوند۔ اگر مزاحمت آیندہ است تلاوت کنند و اگر نہ حالت مراقبہ بہترین حالاتست۔

نماز فی زوال

اہتمام دارند کہ نمازی را اول وقت ادا کنند خصوص فجر و عصر

(۱۵) و اہتمام دارند کہ نمازے را اول وقت ادا کنند خصوص فجر و عصر را زیراچہ بعد ازایں دو نماز وردے مخصوص دارند پیش از طلوع و پیش از غروب بجا آوردہ شود

اوقات مرجوہ را غنیمت شمرند

تفصیل اوقات مرجو

(۱۶) و ہر وقتے مرجوے را غنیمت شمرند۔ گویند وقتے است کہ دراں وقت البتہ ردّ خواست نباشد ہر چہ از خدائے تعالیٰ بخواہند بیابند۔ و آں وقت بعضے گویند قبل طلوع صبح است۔ و بعضے گویند عند الطلوع بوقتہ۔ و بعضے گویند میان سنت و فریضۂ فجر۔ و بعضے گویند بعد ادائی فریضۂ فجر تا طلوع آفتاب۔ و بعضے گویند آں وقت چاشت است۔ و بعضے گویند وقت فی زوال است۔ و بعضے گویند بعد از ادای نماز پیشین است کہ آں را بین الصلوتین گویند۔ و بعضے گویند بعد ادائی عصر حتی الغروب۔ و بعضے گویند بعد از مغرب تا وقت عشا۔ و بعضے گویند

نیم شب۔ و بعضے گویند آخر شب۔ و قبیل صبح گفتہ اند۔ ہم بنا بریں ہیچ وقتے صوفیان ضایع نگذاشتہ اند البتہ بجدے و شغلے و بصلوتے و ذکرے و مراقبہ مشغول ماندہ اند۔ و آں شب قدر کہ مردم سرگراں آں وقت اند آں وقت ہر روزے و ہر شبے است کدام نیکبخت باشد کہ ادراک آں وقت کند۔

اوقات مکروہہ و رعایت آں وقت داشتن

(۱۷) و بسیارے از صوفیان اوقات مکروہ را رعایت کردہ اند و ہم بدا لوقت بشغلے عظیم مشغول ماندہ اند چنانچہ صلوۃ و مراقبہ۔ ایشاں چنیں گویند کہ فقیہ میگوید کہ آں وقت غضب اللہ است ایں دوستان خدا چنیں گویند وقت غضب ایں تقاضا کند کہ بعبادتے و بکار طاعتے مشغول شوند۔ چہ میگوی اگر خداوندے بر مسکینے غضب کند یا خداوند را در حالت غضب بیند نہ آنکہ بعجز و زاری و با طاعت پیش آید تا تسکین فوران غضب او شود۔ ایں ہم گویند کہ عاشق و محب محل و غیر محل نہ بیند ہموارہ در حسبت وجو باشد۔ و چنیں ہم فرمایند کہ محبوب را در حالت لطف جمالے دیگر است و در حالت غضب حسنے دگر چوں نباشد کہ تو مبتلاے ترکے عیارہ خوں خوارہ باشی و او در غضب خود بر سمندے سوار بودہ دستار را کشر کردہ و جعد بر آں پیچانیدہ سنانے بدست گرفتہ سوئے تو تازد آں رمح را منح و عطائے خویش بر سینہ ات گزارد آنکہ تو سینہ را سپر سازی یا نہ و آں ہیأت آراستہ کند یا نہ ایں نظارہ میسر نیاید تا او در غضب نباشد و قصد جاں تو نکند و ایں ہم گویند کہ فقیہان میگویند کہ ایں وقتے است کہ مشرکان شیطان را پرستند آنکہ تو چہ میگوئی علی رغم انف اعداء الدین و بر عکس خوبیات ایں شیاطین ما رب العالمین را

پرستیم مخالفت دشمنِ دوست و برعکس کردن کار او نشان محبت است۔

تاخیر در نماز عشا تا نصف شب

(۱۸) و بعضے صوفیان گاہ گاہے نماز خفتن را تاخیر کنند تا نیم شب کہ آں وقت مستحب است و چندیں بریں موافق شوند تا نیم شب برخیزند تجدید وضو کنند و بہ نشاط تمام فریضہ بگذارند از آنچہ از نماز شام بلکہ از نماز دیگر بلکہ از بین الصلوتین باز در گزاردن و خواندن گذشتہ است تا آنکہ وقت نماز خفتن بکمال شد ثقلے در طبیعت شد گرانی در مزاج افتاد سبب آں چند طاسے بغلطند استراحتے شود و اندک خوابے آید بعد ازاں بخیزند تجدید وضو کنند بنشاط تمام فریضہ و نوافلے کہ در آخر شب است و ذکرے و مراقبہ کہ معہود دارند بذوق تمام ادا شود۔

خواب و بیداری در شب

(۱۹) بیداری سہ پاس باشد و خفتن یک پاس و بعضے چنیں ہم کنند از اول وقت نماز دیگر تا ادائے نماز خفتن با جمیع نوافل آں سخن نگویند و افطار نکنند بجز قطرہ آبے و بعد از نماز خفتن افطار صوم باشد و بعضے تا سحر ادائے نوافل و وظائف و ادعیہ چنداں مشغول نباشند کہ در ذکر و مراقبہ خلل شود و آنکہ ہمہ شب قرآن خواندن تا ختم شود نیکو کار نیست ایں اما بحصۃ و قسمۃ باید کرد و مراقبہ اعز المشاغل است۔

مراقبہ اعز المشاغل است
صوفیاں بہ استتار کمالات حال خود التفاتے نباشند

(۲۰) و صوفیان را نباشد بدیں التفاتے کہ بہ استتارے کوشند یعنی اگر جمعہ است نفلے نگزاریم کہ بدان شہرت است یا مردمان چہ گویند کہ نمود از خلق میکنند۔ نظر و مستبعد از یں ہر دو منقطع است۔ صوفیان چنیں گویند ہر کہ عبادتے برائے شہرت کند او کافر است و ہر کہ ترک آرد از سبب خلق

او مرائی و منافق بود۔

(۲۱) و اگر ذکر و مراقبہ غلبہ کند وظیفہ وقتی را بداں ترک نیارند و البتہ عمل
ایشاں بریں باشد۔ مراقبہ را در جمیع احوال بعمل دارند اگر در ذکر است مراقبہ
بہ آں منظم کنند و در نماز کذلک۔ سخن در آنست اگر میخورند و اگر رہ میروند و اگر در
حکایت اند یا در صرف امور بشری دیگر اند ہم مراقبہ نباشند۔ و ذکر خفی بعضے
ہمیں مراقبہ را گویند اگرچہ باصطلاح ذاکران ذکر خفی آنرا گویند کہ ذکر بے حس دل
میگویند چنانچہ زبان قایل نیست ارکان ذکر را نگاہدارند یا ندارند۔

(۲۲) طعامیکہ ایشاں خورند آنکہ ایشاں آشامند در ہر لقمہ اقل ایں است
تسمیہ گویند۔ بعضے ہر لقمہ فاتحہ تمام خوانند و ایں را عجیب و غریب مداں تا مردم
لقمہ را بستانند و گرد آرد و بخاید و فرو برد فاتحہ خواندہ شود۔ و آنکہ گویند در ہر لقمہ
تمام قرآں خوانند آں داخل خوارق است از عمل عاملان بیروں است۔

نماز تہجد

(۲۳) و تہجد را گفتہ اند یقظۃ بعد نومۃ او نومۃ بین یقظتین او
یقظۃ بین النومین یعنی خسپد بیدار شود بعد ازاں نماز گذارد و تا سحر بیدار
ماند ایں یقظۃ بعد نومۃ او نومۃ بین یقظتین است۔ و یقظۃ بین النومین
یعنی بیدار بود خفت بیدار شد نماز گذارد و باز خفت۔ و آنکہ ہمہ شب بیدار بود
یا نصف شب اختیار کند و یا پاس آخرین۔ و نباید کہ صوفی غافل خسپد
خواب او ہمچنانچہ گفتہ اند اکلھم کالمرضی و نومھم کنوم الغرقی من دیدم
سلطان محمد تغلق بعضے مردم را پے شگاف کردہ بود سر زیر پا بالا کردہ آویختہ آ
دراں چناں حالت ایشاں را خواب آمدہ است۔ صوفی دردمند طالب

بے خویش و خویشاوند خواب او بدیں مانند باشد ظالمے صوفیؒ را بوہم زندقہ دست و پا بریدہ انداختہ است دراں حالت اورا خواب آمدہ است و احتلام افتادہ است آب طلبید گفت بر اندام من بریزید کہ مرا احتلام افتادہ است آں ظالم از ظلم پشیماں شد گفت اگر زندیق بودے ایں اہتمام در غسل بنودے۔ و البتہ صوفی کہ در خواب باشد باید کہ اورا از وجود خبر بود مگر بسبب عرضے یا مرضے اورا ذہول پیش آمدہ باشد چنانچہ گفتہ اند تنام عیناى ولا ینام قلبی ایں را خبر مرفوع گویند۔ و آنکہ صوفی در خواب بیند و آنچہ کس باصرہ بیند در حس باصرہ احتمال غلط باشد اما در خواب صوفی احتمال غلط نیست۔ بعضے عامداً و قاصداً بخسپند خود را بخواب دہند برائے آں مصلحت تا ہرچہ خواہند برآں مطلع شوند تمامتر اطلاع شود۔ و بدیں سبب علما گفتہ اند کہ خدائے تعالےٰ را در دنیا بخواب بیند شاید خواب را بر بیداری ترجیح دہند چنانچہ جنید قدس اللہ روحہ گفتہ است خواب فعل اللہ است و فعل اللہ بغیر اختیاری است علی ہذا راجح باشد خواب بر بیداری۔ بامدادے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ خفتہ ماند و فاطمہ رضی اللہ عنہا ہم باوے خفتہ است جامہ از سینہ ہر دو جدا شدہ بود رسول علیہ السلام برائے ایقاظ ایشاں دروں آمد چشم بستہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ گفت علی رضی اللہ عنہ بیدار شد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود ایں چہ خواب بود کہ نماز بیگاہ می شود علی رضی اللہ عنہ فرمود ما را خسپانید خفتیم رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود بنا خوشی وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا سخن حیدر کرار کرم اللہ وجہہٗ جوابے نبود لابدی بدین کلام متعلق شد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

در خواب رفتن صوفی کہ اورا بادشاہے دست و پا بریدہ انداختہ بود

باید کہ صوفی را در خواب از وجود خود خبر بود

بعضے صوفیاں عامداً بخسپند تا ہرچہ خواہند براں در خواب مطلع شوند

گمان نبری لوندے غافل وکاہل ہمہ شب خسید دریں کلام ایشاں را مدخلے باشد لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ سخن دربیداراں حضرت میرود کہ از حکم طبع بشری بیروں آمدہ اند۔

ملاقات خضرؑ با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقع شد یا نہ

(۲۴) اختلاف رود بعضے گویند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را باخضر صلوات علیہ ملاقات بود بریں حکم چنیں می آید کہ او نبی است وبعضے گویند نبود بریں وہم میرود کہ ولی است از امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وآنکہ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ مسبعات عشر را از خضر صلوات اللہ علیہ روایت کند وخضر صلوات علیہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنیں گویند ایں ملاقات روحانی بود واز رسول اللہ علیہ السلام مرویست لوکان الخضر حیا لزارنی بریں معنی اختلاف خیزد۔ سکندر برائے حفظ سد یاجوج و ماجوج خضر صلوات علیہ را داشتہ بود خضر علیہ السلام چند سال حافظ آں مقام بود درانچہ بعث نبی شد من اللہ بر و القائے خواب شد صد سال بخفت چوں بیدار شد تفحص کرد کہ نبی آخر زماں مبعوث شد یا نہ ہنوز۔ باوے گفتند مبعوث شد و تبلیغ رسالت کرد و اثبات شریعت کرہ و باز گشت۔ بریں مقال احتمال حدیث اثبات شود لوکان الخضر حیا لزارنی پس آنکہ شریعت بدو رسید او انقیاد کرد۔

خواب من اللہ القا شود آں خص خواص را بود

(۲۵) مقصود آنداشتم کہ خواب من اللہ القا شود آں اخص خواص را بود وقصۂ اصحاب کہف از اں مشہور تر است کہ ما بنشتیم سیصد و اند سال خفتند وایشاں را گماں بود کہ یک ساعتے بود۔ صوفی را خسپانند و از امور اخروی تماشش نمایند کہ آں بہزار سال در بیداری احاطت نتواں کرد۔ مرد بیدار در کا

است وخفتۂ بیکار در کار داد کار یا بد وخفتہ از داد و درد و افکار فارغ باشد۔ گفتہ اند
زمانہ باشد کہ قایم از ماشی بہتر قاعد از قایم بہتر مضطجع از قاعد بہتر یعنی نایم فعلی ہذا
نظارہ شود خواب فضلے دارد اگر للہ فی اللہ من اللہ بودہ باشد۔ و آنرا کہ خواب
شیطانی گویند نباشد مگر اہل وسوسہ و گرفتار ہوا را۔ احتلام اگر عارفان است
بغایت شرف و فضل دارد و اگر عوام را است عقوبتے صرفے خصوصاً طلاب را۔

مرید برائے بیداری بسیار اجتہاد کند

(۲۶) مرید برائے بیداری بسیار اجتہاد کند طعام و آب کم کند خصوصاً
شب را۔ دل بیدار نشود تا تصفیہ او نکند و تصفیہ او بجز بچہار چیز نیست چنانچہ
بارہا گفتم اگر زندہ شد و جمالش بر تو تجلی کرد تو آنی کہ وصف تو در تحریر نگنجد۔
جنید رحمۃ اللہ کہ در شان سہل رحمۃ اللہ گفتہ است آسان سخنے نیست۔

طریقہائے تقلیل طعام و آب

(۲۷) تقلیل طعام بریں تدبیر دست دہد اگر ترا فرض کنیم ہر روز غذا یک سیر است
یک سیر نخود را سنگ ساز و در پلہ بنہ و غلہ دیگر در پلہ دیگر وزن کن نخود یک دانہ از آں
کہ سنگ ساختۂ بیرون کش ہمبریں صورت ہر روزی از آں نخود و غلہ کہ آنرا موزون
ساختۂ یکدانہ بیرون آرد ماہے سی دانہ شود در سال سصد و شصت دانہ شود عنقریب
غذا بچند درم سنگے باز آید تقلیلے درستے دست دہد و با قوت و بے مشقت
بود ہیچ قوتے از منبہ کم نبود۔ تقلیل آب کوزۂ مالامال بدست گیر مضمضہ کن بیرون
انداز آخر از کوزہ یکجرعہ فرو بر بحساب گوئی تمام کوزہ آب خوردی و نفس بوہم خویش
دانست کہ تمام کوزہ در تصرف من آمد کام و سینہ و دل قوت آب گیرند خنک شوند
و آں جرعہ کہ تو خوردی برائے ہضم طعام بسندہ باشد۔ پس آں ہر دو کہ گفتم
سالہا بے طعام و آب توانی ماند و اگر خود ایں نکنی غرض بے طعام و آب حاصل باشد

وآنکہ گویند برائے تقلیل طعام چوبے ترے راموزوں بہ بسازند ہست تدبیر لیکن
عنقریب آں خشک شود آں یک سیر را بود میاں چند روز نیم سیر باز آید بیت
سست شود ضعیف و لاغر نماید۔ وآنکہ گویند دو نانے خورد پر کالہ ازاں کم کند
بتدریج بہ اندک مدتے بہ نیم نان و بدانگے باز آید۔ ہست تدبیر اما بینہ ضعیف شود
و مرد لاغر شود۔ آب ہم بر مثال طعام نہادہ اند۔ جوگی کاسہ از پوست کدو دارد
آں مقدار کہ غذائے اوست بداں سکمش پر می شود مالامال کند بخورد یکضربہ بر
سنگ ساید چیزے ازاں کم شود ہمبریں منوال ہر روزے آں کار کند میان
چند روزے یک کفے باز آید آنہم نیکو تدبیر یست۔

طریق بسیار روز طی

(۲۸) وآنکہ خواہد طے کند نخست صوم دوام پیشہ سازد چند روزے غذا
بعد اداے خفتن کند ہمبریں طریق تا قبیل صبح افطار آرد۔ شبے آنہم گذارد
بدیں تدبیر طی درست دست دہد دو روز یک شب یکطی گیرند دو شب سہ روز و
طی باشد و ہرکہ یکروز بے طعام تواند ماند سہ روز تواند ماند و ہرکہ سہ روز تواند ماند
دہ روز تواند ماند و ہرکہ دہ روز تواند ماند یک ماہ تواند ماند و ہرکہ یک ماہ تواند ماند
شش ماہ تواند ماند و ہرکہ شش ماہ تواند ماند یکسال تواند ماند و ہرکہ یکسال تواند
ماند ہمہ عمر تواند ماند۔ وآب ہم ہمیں حکم دارد۔ ایں تدبیر ہا است کہ گفتیم اگر طالب
را غلبۂ عشق و شوق باشد روزہا و ماہ ہا گذرد خبرش از طعام و آب رود
و در ہیت و نبیت او چنیں دانند تا چہ میخورد ابیت عند ربی یطعمنی
ویسقینی یک تاویل ہمیں گفتہ اند۔ وایں ہمہ کہ گفتیم تقلیل و ترک بشرط
قوام بینہ و قوت مشی۔ اگر ایں دست دہد۔ و اگر ایں دست ندہد اویں کار نیست

اور اترک آں باید کرد۔

یا دل از خانماں خود بر کن   یا تمنائے عشق کمتر کن

تو نہ مرد عشقبازی ما   بروائے خواجہ کار دیگر کن

و کسے چنیں ہم باشد طعام خورد ہر طعامیکہ ہست اگرچہ متعطش و گرم بودہ باشد و مع ہذا آب نخورد ایں را ہم تدبیرے ہست یکدو روزے او بر خود سخت گیرد بے آب ماند پس آں ایں ہم دست دہد۔ و البتہ تقلیل طعام و شراب موجب تقلیل منام باشد و اینکہ تقلیل چہار چیز گفتہ اند ہر یکے موجب تقلیل دیگر نیست و گویند دو کس نخسپند یکے آنکہ مبتلا بہ درد فراق و اندوہ ہجراں بودہ باشد خواب گرد آں سوختۂ دردمند نگردد۔ و دوم آنکہ بمقصود وصل رسیدہ باشد بصرف ہوا واخذ لذت چناں مشغول است کہ او پیرامن خواب نگردد۔

تقلیل طعام و آب موجب تقلیل منام باشد

وہم چنیں ہم گویند اہل یقین را بیشتر خواب باشد کار آسودہ است رہ بسر رسیدہ است مرد با آرام و قرار آرمیدہ است اضطرابے وانزعاجے نماندہ است طلب و درد و سوز رخت بر بستہ اند مرد درزاویہ فراغت اضطجاعے کردہ است ہر آئینہ بفراغت خسپد از آنچہ موجب بیداریش نماندہ است ایں چنوئے ہم خود را او را نیز اے حال سالہا بہ بیداری گذرانیدہ بہ یقظہ معتاد نفس او شدہ باہمہ آرام و قرار خواب را بادے چہ کار کہ معتاد روزگار او نیست۔

اقسام خواب

(۲۹) گفتہ اند النوم فی اللہ باللہ للہ من اللہ ایں ہمہ اقسام محمود است نوم عن اللہ نسبت بمذمت بردارے اما غافل ہم ازو بد و شد من اعز الحالات باشد۔

انواع صوم و صائمان

(۳۰) صائمان بر انواع اند۔ یکے صوم دوام باشد این بہترین صیام است
و گویند صوم داؤد علیہ السلام بہترین صیام است یک روزے افطار کند یک
روزے صائم باشد زیرا چہ اول معتادی شود و در دوم خلاف عادت می باشد
اما اگر بریں ہم عادت شد این نیز ہمچو صیام دوام باشد و شاید نفس بدیں راضی
شود بارے اگر یک روز صائم یکروز بخورم۔ و بعضے در ہفتہ سہ روز روزہ دارند
دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ و بعضے پنجشنبہ و جمعہ بس و بعضے اول مہ و آخر مہ و بعضے
سہ ماہ و عشرین و شش شوال و ایام بیض اما ایام بیض ملازم حال این طایفہ باشد
مگر بضرورت پیری و ضعف بنیہ و خوف زحمت۔ و البتہ صوفی را بے صوم نشاید
بود کہ یکے از ارکان تصوف است۔ و آنکہ گویند کسے باشد کہ ہمہ روز صائم
ماندہ است امساک کند از طعام و آب و قبل غروب شمس افطار کند موجب آنکہ
نفس خود را صائم نداند غرورے در وے نیاید این نیز بر شرط متانت و استواری
نیست اگر آں عجب نباشد این عجب است کہ من کسے ام البتہ ارکان صوم را
نگہ دارم و نفس شکستہ دارم۔ و بعضے اکتفا بہ تقلیل کردہ اند غرض تصفیہ حاصل
باشد اما نام صوم نبود نیکو است اما این نیز شائبہ شرے دارد۔ دیگر صوم از ارکان
دین است رعایت او بشرط کردن امرے کلی باشد۔

اعتکاف

(۳۱) اعتکاف را نیز صوفیان رعایت کنند بعضے یک اربعین و بعضے
دو اربعین و بعضے سہ اربعین و بعضے کبرویان این چنیں کنند دہ شعبان و
سی رمضان این را اربعین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خوانند۔ و سی رجب
و دہ شعبان این را اربعین عیسے علیہ السلام نامند۔ ہمہ سال این سہ اربعین را

رعایت کنند و خلوت گزینند و ملازم ذکر و مراقبہ باشند و نوافل دیگر کمتر بود جز سنت موکدہ را رعایت نکنند و دوگانہ شکر وضو باقی وقت بذکر و مراقبہ گذرانند و بعضے ہم باآخر دہہ ماہ رمضان اکتفا کنند و بعضے چنیں گویند ایں سنت موکدہ است در ہدایہ فقہا ایں سخن نبشتہ اند۔ اما نمیدانم کہ از صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہیچ روایتے نہ دیدہ ام کہ ایشاں ایں سنت را رعایت کردہ اند در ایام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نہ بعد فوت او گرہم بنا بریں است بعضے مشائخ می شینند۔ و چنیں ہم گویند کہ دریں شہرہ است ما ہمہ وقت معتکفیم تعین کردن بوقتے زیادتی باشد۔ و چنیں ہم گویند مقامیکہ درو نماز بجماعت اذن عام باشد چنانکہ خانقاہ و جماعت خانۂ صوفیاں آں بمنزلہ مسجد بود ما ہمانجا ملازم ایم و بشرط اعتکاف می باشیم۔ گویند اعتکاف بر سہ نوع ست اعتکافے معین چنانچہ عامہ را دیدی و میدانی دیگر اعتکاف دوام از انچہ حکایت کردیم و سیوم اعتکاف دلہا باشد یعنی درون دل اہل دل معتکف ایشانست باہمیں و لے کہ داریم ہم بدیں بدل خویش معتکفیم۔ از رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول است کہ جز ماہ رمضان ہیچ ماہے تمام روزہ نداشتہ است و ہیچ ماہے تمام افطار نکردہ است و ہیچ روزے برائے صوم مختص نداشتہ است اما صوفیان تخصیص کنند ایشانرا مقصود رعایت اوراد و وظایف بود۔

اشتغال بہ نکاح بہتر یا تخلی بنوافل

(۳۲) ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ گوید اشتغال بنکاح بہتر از تخلی بنوافل است و شافعی رضی اللہ عنہ برعکس آں فرماید۔ اما از منتہیان نشان داد و شافعی رضی اللہ عنہ سخن از اہل ابتدا گفت۔ منتہی بہر محسوسے و ملذوذے کہ مشغول شود

بحسنہٖ و نسبتہٖ تجلی او بیند او را امتناع از آں نیک نباید بہر حال راضی شدن
مشکل کارے است۔ و از رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روایت کنند خیر
ھذہ الامۃ اکثرھم نساءً و از مرتضی کرم اللہ وجہہ ہمیں نشان یافتہ شود
کان ازھد الناس ولہ اربع منکوحات وثمان عشر سریۃ وہم
ازینجا گویند کہ او ازہد الناس بود فعلی ہذا کثرت نسا از دنیا نباشد گر ہم ازینجا است
کہ گویند عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ باز پس آنکہ عمرش بہشتاد رسید چہار عورت
در نکاح اورد

کالب(؟) تجربہ بہتر
نکاح او از یاں آرد(؟)

(۳۴۳) اما محمد حسینی ابقاء اللہ فیضہ الی یوم التناد بحق شفیع العباد از تجربہ
خود چنیں گوید ہر کہ بیک زن رسید بتمام دنیا محتاج شد اگر تجربہ کردہ دانستہ
و دیگر کارسیان دو نفر است بہر سببے کہ دریں کار شروع شدہ است دوم را
ہم چیزے ہوائے ولذتے باید یا نہ قوت تو صورت اسقاط گرفتہ است و جمال تو
زوال ثبوت کردہ است۔ آنکہ اندیشہ کن آں بیوہ را چہ حالست جز آنکہ بر تو
و بر حال خود شستہ صکّے بر وجہہ خود میکند و میگرید۔ اے دوست ولے عزیز بجاں
سر خود ازیں خطرہ باز آئے واگرچہ اذنے من اللہ می شود ایجاب فرضیت نمیکند
اما اباحتے وجوازے می نماید واگر اینجا فرضے کند اگر مرشدے عارفی و تجلیات را
شناختہ بسیار چیزہا است کہ او میفرماید و تو نمیکنی۔ حکایت کردن مرا اینجا
زیادتی باشد زیرا چہ مرد بانراز یا نکار آید۔ مصرع

ایں نیز بنہہ براں دگرہا

خداوند سبحانہ وتعالی یحیی صلوٰۃ اللہ علیہ را مدح کردہ وکان حصوراً و

گویند قلیل الباه بوده است تو مرد صوفی تقلیل ملازم حال تو شده است تو هم در
حکم قلیل الباه دریں اندک قوت قوت خود را زیر پاے نہی و گرنه از تو ہیچ
کارے نیاید۔ از ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کنند که او گفته است اگرچه
دانم از عمر من جز پانزده روزے بیش نمانده است بااین ہمه نکاح کنم بمیرم
ولا احب ان القی اللہ عزباً نیکو سخنے است ترا اہتمام بر خود شد۔ و
البته خواستی که باسنت میری که رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم زن گذاشته
مرده است اما نظر بر حال آں بیچاره نیفتاد که او بیوه خواہد شد و اولاد خواہد کشید
و او میان مردمان معیوب خواہد شد۔ حاصل با تو میگویم اے یار عزیز دوست من
ناتوانی ازیں کار محترز باشی خود را زبان مده خود را از کار دین پس میندازخود را از جمعی
ورنجور مساز خود را اسیر کوکے مکن خود را در گرداب پلیدی میندازنفس را از حرص و
ہوس باز آر۔ آنیکه من با تو میگویم من عنین صفت و امانده ازیں کارنیم با ہمه
قوتے و شوکتے که دارم ترا تنبیه میکنم و ہیچ صوفی و سالکے رونده دریں کار نیاید
که او بسته نشد شوق کم شود از درد طلب باز مانی و ذوق فوت گردد و اگر عارفی و اللہ
تجلیات گم گردد از شہود غایبے بشاہدے حاضرے راضی شده و سنت او بریں
رفته است۔

اختلاف در مسئله از حضرت شیخ محی الدین ابن عربی

(۳۴) محی الدین رح ابن عربی چند سخن درین محل گوید او عالم غیب گذاشته است
بعالم شاہدے راضی شده است او خبر بدین وجودات بوجودے دیگر قائل نیست
او ایں ہمه صور واشکال را صور واشکال او گوید او از ورائے ورائے شعورے ندارد
والحق وراء الوراء۔ فافهموا واغتنموا این انت من ھؤلاء اگر ا

درایام من بودے اوراازیں شواہد بازآوردمے اوراازیں شواہد بعلو بردمے و
ازوراء الوراء نظارۂ آتش شدے ایمان بتجدید آوردے مسلمان از سر شدے اگر
ایں سخن من خلاف حق والحقیقت است چنگ دوستاں خدا و عارفان خدا و
دامن من۔ او گوید الہ مطلق واله مقید سبحان اللہ اگر فیض او رنگ آمیزی و کیمیا
گری کرد ایں صبغۃ اللہ را تو آلہ مقید نامی جعلناہ الھا ایں چہ سخن است آرے
او الہ بالقوہ بود فی الازل الآزال چوں از قوہ بفعل آمد تو چہ گوئی کہ
جعلناہ الھا دریں باب طول و بسطے کردمے شرحے و بیانے نمودمے اما
الوقت عزیز والعمر قصیر کجا افتادہ ایم لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ہمہ بعد از رسیدن ترک کردن صوفی را پابندی اوراد

(۳۵) صوفی بہمہ اوصاف کمال رسیدہ ہیچ وردے و اورادے از و
فائت نگردد مہما امکن۔ جنید رضی اللہ عنہ وقت نقل تقلیب سبحہ میکرد از آنش
پرسیدند گفت اذا تطوی صحیفتی میخواہم مختتم کار من و عنوان صحیفہ من بدیں تمام
باشد۔ مشایخ ما را با ہمہ کمالے کہ ایشاں دارند شیئے ما از اوراد و وظایف
ضایع نکنند و اگر اہم و اعلیٰ نظر کنی مرد عارف در ہمہ اشیا اورا بیند اکنوں بچہ
مصلحت از معہود و معتاد گردد و از کار کبار رو گرداند و آنچہ انبیا و اولیا بہ آں
رفتہ اند صورت امتیاز نماید۔

آداب طعام خوردن
فضیلت تسمیہ و فاتحہ
چہ دون

(۳۶) طعامیکہ ایشاں خورند بہر لقمہ تسمیہ گویند بلکہ بہر لقمہ فاتحہ خوانند
بعضے بجائے وضو غسل کنند ہر بار کہ وضو شکنند غسل تجدید شود و بعضے برائے
ہر فریضہ را غسل کنند چنانکہ شیخ ما شیخ فریدالدین کرشے رحمۃ اللہ علیہ
و قدس اللہ روحہ بسیاران باشند بوضو شام بامداد گذارند یعنی البتہ شب

ایشاں را خواب نبودے و نوم یکے از نواقض وضو است اگر خفتندے وضو واجب شدے۔ در وضو طبیعت شفائے نقدے در دل است و دفع ملالے ہست و دفع درنے و غبارے کہ بر رو و دست و پا می شود و مر دوا ایم الوضوء المعانے در رو باشد۔

آداب سماع شنیدن

(۳۷) سماعیکہ ایشاں شنوند ساختگی آں من قبل کنند بعد تطییب و غسل و سپیدی جامہ تجدید وضو کنند و تقلیل طعام بلکہ مہتمان ایں کار من قبل طی ہم کنند و اگر می خواستند طے کردن سماع می شنیدہ اند و چند روز از طعام گرمی آوردند۔ در مجلس سماع با عزت و وقار بنشینند و دل را بحضور و مراقبہ آرند و مقصود را در پیش نظر دارند و جمع ہم ہمبدیں کنند البتہ میمنتاً و میسرتاً نظر نباشد یا نظر بر قوال بود یا بین یدیہ و نظر بریں نکنند کہ گوئندہ رعایت گلوے موسیقار میکند یا نہ۔ نظر بر موزونی و ناموزونی بیت نکنند و در خامی و پختگی ترکیب نہ بینند و نظر بر گوئندہ نکنند و البتہ باید کہ امرد و ملیح مطربان نباشند اگر اتفاق حضور او باشد باید کہ لحظہ بسوے او نشود و بہرزہ آہ بلند نزنند و بہر بہانہ واہ واہ نکنند ہمت بریں بر بستہ باشند کہ خود نخیزند تا رقص کردن و جستن او بطفیل باشد۔ والبتہ قصد کردہ میان حلقہ نرقصد۔ و نخواہند توجہ قوال سوے ایشاں باشد۔ البتہ ازیں محترز باشند کہ نظر حضار بر او افتد۔ والبتہ قصد کردہ جامہ سوے گوئندہ پرتاب نکنند مگر کہ وقت آں اقتضا کند۔ و دادہ باز نستانند و اگر جامہ خود افتد بہتر آں باشد کہ باز نگیرند مگر قوال را العطیہ خوشنود سازند چوں نہ باشد حالت سماع حکایت کرد کہ تو از کونین خاستہ از پر کالۂ جامہ نمی توانی خاست

واگر فقیرے را خرقہ جامۂ لابدی باشد او را چہ ضرورت است کہ در سماع در آید خرقہ اندازد یا چناں جنبد کہ خرقہ افتد گوشہ شنید یا در زاویہ استادہ ماند تبرک بحال اہل سماع کند۔ مرید نشاید بحضور پیر جنبشے نماید یا نعرہ زند او را باید متوجہ ہم بہ پیر بود۔ سخن در آنست کہ تکلف کند کہ بگریہ متعلق نشود بہمہ خویش متوجہ پیر باشد اگر یارے بزرگ کہ در مقام ارشاد و دعوت باشد با او ہم ہمیں معاملہ کند۔ والبتہ باید کہ در سماع یاران ہم خرقہ باشند مریدان یک پیر بوند تا صورت اختلافے درمیان نباشد واگر نہ مریداں یک خیلخانہ باشند۔ پیرے را چند مرید ہستند وایشاں دعوتے را از جہت پیر میکنند واگر ایشاں ہم یکجا جمع باشند می شاید واقل ایں قدر بود کہ مخالفے ومنکرے نباشد متعلے بے سوز متفقہے بے ساز استادی بے درد دانشمندیے بے صفا خودنمائے گمراہ ناہموارے بے راہ در مجلس سماع حاضر نیایند واگر اتفاق افتد بطریق بہتر او را ازاں مقام معذرت کنند واگرچہ او صورت اختلاف نمی نماید اما بمجرد حضور قدم او شومیتے باشد۔

حقیقت اختلاف فقہا در مسئلہ سماع

(۴۸) ایں قدر باید دانست سماعیکہ فقیہ حرام یا مکروہ یا مباح یا حلال میگوید تصویر مسئلہ ایں است۔ اگر مردے بہزل برائے تطییب نفس ابرائے خوشی وقت خویش را سرودے میگوید ورقص میکند ایں سماع ایں سرود ایں رقص ایں ہزل بازی حرام است یا مکروہ است یا مباح است یا حلال است فقیہے میگوید حرام دیگرے میگوید مباح دیگرے میگوید مکروہ وکسے حلال میگوید چنانکہ گوشت اسپ ویا لعب شطرنج اختلاف کردہ اند ہمچناں ایں سماع۔ اما اینکہ دردے باشد طلبے باشد سوزے باشد وازاں مزید طلبے شود۔

رغبت در طاعت بیشتر گردد و تقویت بر ترک طعام و آب وطی شود ایں در مبحث فقیہ نیست او باایں گذرے ندارد و او ایں جنس فہم نکند گفتار او در نفسانیات و در معاملات دنیاویاتست او را باایں چکار۔

موانع کہ دراں سماع ناشنیدن بہتر

(۲۹) البتہ در سماع اہتمام باشد کہ شخصے از ابنائے ملوک و ارباب دنیا حاضر نباشند و اگر اتفاق چنیں افتد ایشاں در ذیل صوفیاں باشند نہ در صدر مجلس و ایشاں متبرک باشند ملکی و بزرگی را بر در گذاشتہ آنکہ درون آمدہ بوند۔ و اہل طلب و مرید را تکلیف باید کردن بحضور آں قوم جنبشے نشود و اظہار حالے نگردد شاید نفس را شربے باشد کہ او ازاں غافل ماند۔ و دیگر اگر مصیبتے دنیاوی چنانچہ قریبے و نسیبے فوت شدہ باشد کہ باوے رغبتے بودہ باشد تا آنکہ درد او در سینہ باقی باشد و یاد او در دل بسیار گذرد بداں حالت از سماع محترز باشند خوف آنکہ نفس را اینجا استراقے باشد مرد داند کہ برائے خدائے تعالیٰ رامی جنبم و نفس را دراں کمینے است کہ تو ازاں غافلی۔ یکے را دنبلے براندام برآمدہ است اگر براں دل و ملہ برسد عذاب و درد بسیار نماید مرد سخت متاذی شود ایں مثال بداں ماند مصیبتے بدو رسیدہ است دل دردمند است دراں حالت از درد خداوند براں درد رسد درد بر درد افزاید گریہ و اضطراب بیشتر شود در د خداوند باد در دزن و فرزند خویش و خویشاوند منضم گردد بے شبہہ اخلاص رخت بر بندد و کار مرد مختلط و ممتزج شود۔ ہم سبب ایں است در یں وقت سماع نشنوند۔ شیخ ما شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بداونی قدس اللہ سرہ العزیز نبسہ داشت خواجہ نوح نامش شیخ او را دوست داشتے ہم

حضرت نظام الدین اولیا بعد رحلت نبسہ خود خواجہ نوح تا شش ماہ سماع نشنید

بحضرت شیخ فوت یافت بعد ازاں شیخ شش ماہ سماع نشنید شیخ را ازاں پرسیدند گفت درد نوح مارا تازہ است ترسم کہ نفس را استراقے باشد مرا ازاں شعورے نہ۔

حرکا تے کہ در سماع زیراں احتباب لازم است

(۴۰) ودر سماع دراں موضعے کہ ذوقے شدہ باشد از مقامے بمقامے انتقال نکند کہ انتقال باسمہ انتقال است واینکہ صوفیان زمانہ راہبنی کہ مطرباں را برابر کردہ پاے یکے می افتد و پائے دیگرے میگیرند و دامنگیری شوند کہ البتہ او را درسماع آرند ایں فصلے ازاں باب است ایں مرد بوقت خویش مشغول غیبت ایشان ایں را ایثار نامند تو خود بدیں حرکت وقت خود گم کردی ایثار چہ خواہی کرد۔ وہر بار قوال را بیتے و نغمۂ کہ ترا خوش آمدہ است واصحاب را جز آں مزاحمت نکند وجہد نفرماید کہ ہماں گویند کہ او را خوش می آید گذارد تا ہر کس بحسب خویش نصیبہ گیرد۔ سماع ازاں ہمہ است واگر او را بیتے و نغمۂ خوش آمدہ است ومردماں ازاں ملول اند ترک دہد۔ سماع وارد غیب است اگر نصیب است از غیب ذوقے دیگر وارد ے دیگر خواہد شد۔ وہر وارد ے بجنبد گذارد تا وارد ے پس وارد ے بیاید تا کمال پذیرد۔ چناں شود کہ امساک آں از قدرت او برود و قہر و غلبہ وارد ے میانہ افتد چنانکہ گویند فقیہان النکاح عند التوقان واجب است بداں مشابہ کار کند۔ وبعضے ہمچنیں گویند وارد را از خود دفع نکند و بر خود بگیرد سلطانیست کہ رد و باز آید یا نیاید ما احتیاط تر و تحقیق تر ایںست کہ گفتیم۔ واگر نا اہلے در سماع جنبد و بے سازی کند و مزاحم وقت دیگرے شود او را طریقۂ بہتر از مجلس بیروں کنند

نا اہل را از مجلس سماع بیروں کنند

واگر نمی شود بقہر و غلبہ بیروں کنند۔ واگر صورتے گریہ و جنبش میکند کہ نظارہ آنش
مرد ما نزا بہ تبسم و ہزل میارد او نیز ہمیں حکم دارد۔ واگر از اہل جد و اجتہاد است
و بے ضرب و بے وزن میرود نظر بر ضرب و وزن او نکنند نظر بر درد و سوز او دارند
رقص عبارت از اضطرابے است کہ صوفی را در حالت سماع پیش می آید و آں
اضطراب بوزن ہم باشد بغیر وزن ہم باشد و چنیں ہم باشد صوفی بود کہ در وزن
و ضرب موسیقار مہارتے دارد کامل است دریں کار ناگہاں وارد بر وقت
آرد مضطرب گردد وزن و ضرب را فراموش کند گشتنی و دویدنی و پوئیدنی بغیر
وضع باشد۔ و ذوقے کہ در سماع حاصل شود یکے از نغمہ باشد دوم از محل بیتے بود و آنکہ
از نغمہ باشد آنرا محلے درمیان نیست ولیکن بحکم طبیعت رقتے در باطن می افتد
بحسب آں رقت حسن صوت او را از دست می برد بحسب آں اضطرابے و جنبشے می شود
گریہ و نعرہ ظاہر میگردد شخصے از خواجۂ من قدس اللہ سرہ العزیز موجب آں می پرسید خواجہ
قدس اللہ سرہ العزیز فرمودند ہر چہ حسنے دارد آں از عالم علوی است روح ہم از آن
عالم او بارادۂ خدائے تعالیٰ از آں عالم دور ماند حسنے کہ نغمہ دارد روح را ندکر عالم او می
افتد چنانکہ شخصے از دیار خود دور افتادہ بود نشانے و مکتوبے از دیار او بدو رسد چونہ او را
خوشی و لذتے و گریہ و رقتے روح را از شنیدن نغمہ ہمیں مثال است دریں چنیں وقت
صوفی کہ از مراقبہ و ذکر نصیبے دارد دریں نغمات دل را بمراقبہ دہد یا بحبس دل
دل را بذکر خفی دارد مراقبہ نیک دست دہد و روح را عروجے شود و اثر ذکر زود ی
ظاہر گردد۔ شیخ ما شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز را نقل کنند چوں
سماع شنیدے در مراقبہ شدے بوزن گفتار قوال روح را سیرے و طیرے

ذوقیکہ در سماع حاصل آید دو صورت دارد

دادے۔ نیکو استماع است ایں محققانہ کار سیت ایں ہر کسے را دست ندہد جز ہمیں طایفہ مخصوص را۔ و دریں حالت روح را از نغمہ حظے وافر است و دل را تصفیہ تمام حاصل است و تطیب قلب مع اللہ کہ در سماع گویند بدیں ہمہ مرتب است۔

حمل معنی بیت بر سماع

(۴۱) و آنکہ در حمل بیت مشغول می شود اگر بیتے ظاہر است ہم بظاہر آں دل میدہد حملے بے مشقتے و بے رعایت استعارتے درست تر درست است وایں آسان ترین طرق است پیشتر ازیں میان صوفیان سماع ہم بدیں نمط بودہ است ابیات ظاہری میگفتند کہ بزہدے و عبادتے و ترکے نسبت دارد رباعی ازیں جنس میخواندند و حلقے و دستکے برآں میزدند و صوفیاں ہمبرآں اضطرابے میکردند و رقص میکردند۔

از مضمون بیتے کہ از آں صوفی در رقص آید مقام و منتہای او را شناخت

(۴۲) و آنکہ گویند اگر خواہند کہ بدانند کہ ہر یکے در کدام مقام است سماع در وہند از اینجا معلوم شود ہر کسے از کدام بیت میجنبد بدانند کہ ایں مرد آں مقام دارد۔ مثلاً بیتے مبنی از زہد است صوفی بداں اضطراب کند و بجنبد بدانند کہ او مقام زہد دارد و کذلک خوف و کذلک رجا۔

واقعہ حالت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی در حالت سماع

(۴۳) خواجہ ما شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز را بیتے از جنس تسلیم و رضا گفتند۔

بیت

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

دوازدہم ربیع الاول در خانہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس اللہ سرہ العزیز عرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بود بیتے کہ تو شنیدم ایں بیت را گفتند حضرت شیخ را موافق حالت او افتاد ایستادہ قدمے چند می آمد و می رفت

ہمدریں بیت سہ روز شنید چہار دہم ماہ مذکور بحکم تسلیم و رضا جان عزیز را چنانکہ خواست بدست خود سپرد۔ اکنوں نمیدانم تا کدام تسلیم بود۔ تسلیم اہل محبت بود یا تسلیم اہل معرفت۔ بے نزاع از میان ایں دو تسلیم یکے تسلیم بود اما تسلیم معاملات آں تسلیم نیست کہ در و بذل روح شود۔ محب با محبوب خواہد یکے گردد و ایں میسر نہ زیرا چہ بہمہ حال بینہما اثنینیت باقی ماند۔ محب دل بہ تسلیم دہد با ہمہ سوختن و با ہمہ درد و افروختن ہر آئینہ اینجا محل بذل روح و تسلیم نفس باشد۔ مگر شیخ ما قدس اللہ سرہ العزیز ہمیں کرد کہ ادب ما ایں نمیکند و ما را تدبیر جز ایں نباشد سوز و درد آنگہ آراد از تفصیل بہ اجمال روند از جزئیت بکلیت روند ہر زماں از غیب جانے دیگر است ہمیں باشد۔ جانے کہ بجاناں زندہ باشد او بصد ہزار جاں زندہ است بلکہ عدد جانہا در عدد و حصر نیاید۔ اکنوں ایں بیت ظاہر بود شیخ قدس اللہ سرہ العزیز ظاہر شنید ہمبداں معاملہ کارے کرد کہ لایق ایں بیت بود۔

(۴۴) اما بیتے کہ بظاہر ہر مقامے و حالے آشکارا معنی نباشد آنرا بہ تجمیل شنوند و خدمت شیخ ما نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز ابیات را بدیں وضع شنیدے چہ پارسی و چہ عربی و چہ ہندوی۔ معاملتے کہ میان عاشق و معشوق رود شیخ قدس اللہ سرہ العزیز بہ تجمیل آں شنیدے و ذوقے کہ لایق آں بودے گرفتے پس او ہمیں ماند۔ میان صوفیان عجب نظارہ است در مجلسے دہ بیست نفر در جنبش باشند در رقص در آیند ہر یکے نگر بدیہ و ہر یکے نعرہ زند و ہر یکے بر قصد و اللہ اعلم تا محل ہر یکے چیست۔

شنیدن بیت بہ تجمیل معنی۔

طریقہ تحمیل یکے اینست از کلی بکلی روند حاصل ایں را برحال خویش برابر کنند
ذوقے ووجدانے بداں حاصل شود۔ مثلاً بیتے از وصال است یا بیتے از فراق
یا بیتے از حکایت ناز وکرشمہ میکند یا بیتے از خد وخال وقد وقامت او خبر
میدہد یا بیتے باہمہ وصال عاشق سیراب نیست۔ اینجا دو طریق است یکے
ہمانچہ گفتیم ودوم حالتے خاص دارد وآں خاصہ را بایں خاصہ مناسبتے
تا نیست آں حکایت ازیں حکایت خبر میدہد۔ چنانکہ پدرے باشد پسرے
گم کردہ است قصۂ یوسف علیہ السلام پیش او گویند حال خود را بہ آں حال برابر
یابد ہر آئینہ گریہ واضطرابے پیش آید۔ وآنچہ از ناز وکرشمہ حکایت است
او طلبے ودردے وسوزے دارد بیتے از ناز وکرشمہ کہ میان دو نفر در مجاز
میرود ایں را بشنود واماندگی کہ او راست ودردے وسوزیکہ او راست
وافروختنی وسوختنی کہ او دارد ولذتے کہ او ازاں میگیرد ایں ہمہ را برابر دارد
گفتیم بحسب ایں او را ذوقے دست دہد یا گرید یا گردد یا اضطرابے کند خبر آں
اکنوں اگر ہر یکے خواہم گفت کہ گفتہ ام ایں مختصر بہ تطویل میکشد اگر تو فہمے
داری او را کے کن۔

حمل معانی اشعار از مجاز بہ حقیقت وسماع

(۴۵) درمجلس ایں بیت گفتند بیت

قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند ہم راندی
جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم کرد ہم کردی

اعتراض حاجی بر خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رح

صوفیان عزیز دراں مجلس بودہ اند وخواجہ من ہم بود قدس اللہ سرہ العزیز ہر یکے
را ذوقے واضطرابے وگریہ وگشتنے بودہ است شاعرے احمقے ستورے

خرے دراں مجلس حاضر بود او باخود گفت در خیال خویش ایں گماں برد کہ ایں
حمل بحقیقت چوں راست آید خدائے تعالے را چگونہ گویند کہ جفا کردی و چگونہ
گویند کہ قلم بر بیدلاں راندی فعلی ہذا ایں کفر باشد و اگر برہیچ خود نیست خود
سماع مجاز است حرام مطلق است۔ آں مرد و مسدود را ازیں چہ آگہ کہ ایشاں
از حالے بحالے روند از حکایتے بحکایتے روند و از کلی بکلی افتند۔ بعضے را
اقل ایں چنیں بودہ باشد کہ او گفت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ عمرے
در دعا گذشت و در طلب رفت سوختگی بر سوختگی افزود عمر ہمدریں زدود و
مقصود بدام نبود بریں امید سالہا ریاضت کردیم و مجاہدہا دیدیم و ہیچ مرادے
بدام ماندا دند و البتہ طلب در دل القا کرد سوختن بر سوختن زیادہ گردانید با ایں
ہمہ امید وصالے درمیان نہ و دیدارے نقدے در پیش نہ وَایْمُ اللّٰہِ من ترا
راست میگویم اقل کسے کہ میاں ایشاں بود بدیں صفت بودند۔ کرے خرے
متعلمے بے علمے دانشمندے بے دانشے پیرے طفل وشے در مجلس حاضر بود
صوفیانرا در ہندوی اضطرابے بود و معنی آں ہندوی ایں بودہ است کہ
عاشق وزیں بر۔ و معشوق وزاں بر۔ درمیاں آبے عمیق ایں عاشق دریا پاک
واندوہ والبتہ مانع درمیاں کہ بدو نتواند رسید آں واماندہ فرو ماندہ میگوید
کہ ایں را بحقیقت چہ نہ حمل تواں کرد۔ ایں قدر حس نیست در روے ایں قدر فہم
نیست باوے کہ بداند ایں حکایت در دو فراق عاشق و معشوق است۔
عاشق از طرفے می سوزد و در طلب و در دمی میرد مانع درمیان۔ مَن ایں دو
حکایت برائے چہ آوردم تا تو از ینجا فہم حمل کنی واحوال منقلب صوفی و

طالب را بحقیقت بداں کہ ایشاں در وقت خویش بہز لتے و بغفلتے ویاوہ نہ اند۔ سخن من در طالبان و واصلان و عارفان است تو برائے خدا لے را رقاصان لوندو و ہنگان کلندرا درمیان نیاری و بدیں سخن قیاسے نکنی۔

اشارات و معانی انواع رقص ہا کہ صوفیا در سماع کنند

(۴۶) رقصے کہ ایشاں کنند دریں چند اشارت بود۔ اگر ہر دو دست را بالا بر آرند و بگردند و بگرانند و گرد سینہ برند اشارت بدیں باشد کہ کونین را جمع کردیم بیکجا نہادیم۔ و اگر در عین سماع دستک زنند اشارت بدیں باشد کہ کون و مکاں را ہیچ باز آوردیم یا خود بریں اشارت باشد کہ ہرچہ کردیم کردیم ہیچ بدست ما نیامد یا خود اشارت بدیں باشد کہ ما شادمانیم کہ دوست با ما است یا خود اشارت بدیں باشد کہ کار بکام ما است یا خود اشارت بدیں باشد کہ مصیبت زدگانیم خالی دستانیم۔ و آنکہ پائے میکوبند اشارت بدیں باشد کہ خود را زیر پائے خود کردیم کہ ما از خود بدر شدہ ایم یا خود اشارت بدیں باشد کہ غیر خدا را زیر پا کردیم و بکوفتیم و نیست و نابود کردیم یا خود اشارت بدیں باشد کہ میخواہیم از سفل بالا شویم اما طبع جبلی باز بسفلی میآرد روح میخواہد عروج کند و قید نفس پائے بندش می آید یا اشارت بدیں باشد ہمہ موجودات زیر پائے ما است و ما از ہمہ فارغیم۔ گشتنے کہ ایشاں کنند اشارت بدیں معنی باشد کہ ایں آسیائے وجود گردانست البتہ بیک صفت بودن ندہد و دیگر میگردیم ہر طرف و ہر سوئے میجوئیم تا از کدام رہ و از کدام سو در جمال معشوق نظارہ شود۔ و دیگر اضطرابے است لطیف حادث می شود بسبب آں اضطراب گشتنے است و کسے باشد میان ایشاں کہ ہر دو دست بستہ رو

در سماع او گوید که من ازین جهان و ازان جهان خواستن نتوانسته ام همه ازان
بسته مانده ام و دیگر آخذم نه تارک - و یکے دستها بر سینه نهاده میگرد و اشارت
بدین باشد که هنوز من در حفظ دلم و لرا نگاه میدارم تا بحالتے پریشان نشود و
گرفته دلم کارے نمی کشاید و دیگرے دل را نگاه میدارم هرچه دل فرماید آن کنم -
و یکے دیگر هر دو دست در بغل کشیده اشارت بدین میکند که ره من نکشادن
است و کار من در پیچیده است فتح بابے نمی شود و دیگرے چنین کند
اشارت بدین دهد محبوب را در بر گرفته ام و با خود در کشیده ام البته نگذارم
و یکے دست بر سینه زند مصیبت روزگار خویش میدارد و این در مصیبت است
البته مطلوب را در نیافته ام و چه دانم یابم یا نیابم - و دیگر اگرچه یافته ام
کار بمراد نیست او بحسب هوائے من نمیرود - و دیگرے هر دو دست در پس
کند چنانکه از پس بسته باشند یعنی من بسته ام مرا کشادگی نیست و هر روز کار من
پس تر می افتد پیشتر نمی شود - و آنکه یک دست را گرد آرد و دوم را گرداند
او میگوید واقفم چیزے پیشش می آید و چیزے دست می آید و چیزے دست
نمیدهد - و آنکه او گامے می نهد پیش میرود و گامے میزند پس می آید یعنی حالت
من برین جمله است یقدم رجلا و یوخر اخری مصراع

رفته رها نمیکند آمده ره نمیدهد

و آنکه او آه زند یا از گرفتگی درونه است یا تنگدل ذوق ندارد از بس ذوق
و لذت فریاد میکند - و آنکه انین میکند از بس ذوق هم باشد و از سختی رنج هم بود
و آنکه خنده کند یا متبسم باشد و کسے بود قهقهه از و بر آید یا بر بخت بد خویش

نند ویا از بس شادی و وجدان است - و آنکه گریه خالی هم ازیں و صفت
شد بر حرماں هم گریه بر عدم وجداں هم گریه و بر عدم کمال هم گریه - و آنکه
ت بر دست یکدیگر پیچد چنانکه کسے گم کرده فسوس کند یعنی چیزیش بدست
ده بود و آں باوے نماند یا خود مانده است اما خط ازوے نمی تواں گرفت
دره نمی تواں برد یا خود افسوس و دریغ می آید کاریکه شایستے و بایستے
ن آں میسر نمی آید - و یکے هو کند اشارت بدیں باشد او هو هو است و جز
یگرے نیست -

حالات و واردات سماع بر اقتضائے آنہا صوفیان در رقص آیند

(۷۴) و من ایں اشارات کاملاں و متوسطان و مبتدیان گفته ام
صادق باید بحسب حالت او حرکتے و سکنتے از و زاید - و دیگر حالت سماع
ست بے ضبطی و اضطراب و گم گشتگی است دریں حالت چنیں هم باشد
ع باشارتے متعلق نیست بحسب اضطراب خویش بحکم طبیعت ازینها زاید
وند اند جز همیں درماندگی و اضطرابے بحسب چیز یکه پیش آمده است همال
ند - یکے باشد که در سماع در آید در حرکت و سکنت در روے او جمالے
شد که هم دراں حالت نماید و دیگر اقبح صور گردد نباید بدیں حالت و بدیں
یت کسے نظاره شود تا حالت کشف تجلی چه اقتضا کرده است - و کسے
شد که در حلقه سماع مقصود را او ایر و حاضر بیند - و کسے چنیں هم باشد اما ایں
در مروے است چنانکه کسے را معشوقے هست آں معشوق میر قصد ایں
ا برا و بحضور میر و د در مجاز تصور کن که عاشق را چه ذوق است بدیں قیاس
حقیقت برو - میان صوفیان کسے نظر باز هم باشد نظر بر ا ار د و بر صورت زیبا

نظرے و ابتلائے وارد و مرداں حقیقت ایں سماع را اعتبارے نکنند
در دو سوز او را وزنے نہ نہند کہ مرد صورت پرست است مگر کسے اینجا
کیمیا گری کردہ باشد مجاز را برنگ حقیقت بردہ باشد۔ حقیقت اکسیرے است
اگر بر سنگ زنی و بر خارہ طرح دہی زرے خالص گردد اکنوں ایں کارے
دیگر است تا کہ بود و کہ باشد واللہ اعلم مصراع

اینجا نرسد زورق ہر سودائی

اینجا گفت و شنود ما نیست

حرکاتے کہ در سماع صوفیاں را از اں اجتناب باید و احتیاطہا کہ بکار باید برد

(۴۸) و در سماع باید کسے را مزاحمتے نہ دہد و چناں نرود کہ دیگرے یکسے
رسد و دست و پا و اندام کسے آزردہ نشود و ہوش داشتہ برود۔ و ہر کہ در سماع
دعوی آں کند کہ من بیخبرم و از حالت سماع بیخبر است چنیں ہم باشد
ولکن کالبرق الخاطف و کسے باشد او را از من خوانند و مقعد گویند
اما در سماع قوتے نماید کہ صحیح قوی را آں قوت نباشد و آں وارد است کہ
او را از و بردہ است و او را در تصرف خود آوردہ است۔ و اگر در سماع یکسے
و دیگرے رسد اندام او آزردہ شود معلوم کہ آنکس از اہل سماع نیست۔ و باید پیش نظر
مطرباں نگیرد و در حلقہ مزاحمتے نہ نماید و اگر ذوقے بتمام ہست گوشہ گرفتہ
بفراغت خود بوقت خود خوش باشد۔ و گریہ بسیار بہ آواز بلند نکند و
اگر آوازے می خیزد زباں زیر دنداں نہد۔ و در سماع باید سیر خوردہ نباشد و
کذلک پیاز و گندنا و در حالت جنبش و ہش از تنبولے و غیر آں خالی
باید و حمل را بر زبان نگوید۔ و آنکہ در اثنائے سماع گوئندہ را باز دارد قصۂ

فرو خوانند باز گوینده را در گفتار آرد در رقص شود ایں مرد از دایرہ قوم کلّا و جملتہً خارج است
و باید در سماع بغضب و تعصب نباشد و نمودار کسے نکند و نخواہد وقت کسے را
شورش کند و البتہ قصد آں نباشد کہ ہمیں من در سماع باشم دیگرے نہ و سماع
زاں ہمہ است۔ و اگر کسے را در سماع بیند بہزلے و تبسمے ایستادہ است اگر
بر سینہ اش دست زند و بر رخش طپانچہ فرود آرد شاید۔ حکایت ذوالنون
رحمتہ اللہ علیہ شنیدہ باشی بالا رفتہ است۔ و در سماع طریقہ مخنثان نجنبد۔
ضروب لباز ایشاں نزند و البتہ دراں کوشد کہ بہ ترتیب رود اما اگر در اوزان
موسیقار یا در گفتار خردہ ذوقے باشد آں از قبیل نغمہ است آنرا اعتبار کردہ ایم و
آنکہ گوینده خوجا گرید و میراں گوید و مرزا گوید خود را بداں ندہد و آنرا محملے بر خود راست
نگیرد۔ و میل در پارسی و عربی باید بیشتر از ہندوی بود و آنکہ در ہندوی سخنے
فاحشے باشد اگرچہ حمل درستے دست میدہد اعراض ازاں بہتر برائے آں
نیز با خلوت لایق تر است و تنہائی مبارک تر و سماع باید حضور عورتے نباشد
اگر خود گوینده ہماں عورت بود فعلیک بالتوبۃ والاستغفار اما اگر
از ورائے حجاب و ورائے سرا وقات بغیر آنکہ ترا قصد اصغا باشد در گوش
آید و ترا دراں لذتے باشد آں مستثنےٰ است۔ و آنچہ از روے شرع
میان فقہا اجماع بتحریم آنست چنانچہ بعضے مزامیر ازاں نیز بجد محترز باشد
خصوصاً کسے را کہ از اہل ارشاد و دعوت بود۔ و مجلس سماع را احتیاط کند کہ در
دروازہ و غرفہ و دریچہ عورتاں نظر نکنند کہ آں شومتے عظیم دارد شوم نظر انند
بہوا پرستانند و اہل ابتلا و شہوت اند بہمہ وجہہ روے از ایشاں

در مجلس سماع سرود گوی
عورت نباید و اگر گوینده
عورت سماع از ورائے حجاب شنید

مزامیر نزدیک فقہا
حرام اند صوفی را ازاں
بجد محترز باید بود

گردانیدن واحتراز از ایشاں از واجبات کار باشد۔ و در سماع گاہے سر گرداند
و چہرہ پیچاند ازیں نیز احتراز باید۔ و اگر میسر آید گوینده ہم از قوم بود زہے کار
و نظر یا بر گوینده دارد یا منحصر ہم بدل خویش کند و دراں کوشد تا در سماع جامہ کوتاہ
پوشد۔ و برائے سماع را اختیار شب بہتر باشد زیرا چہ استتار حالے ہست۔ و اگر
شخصے بود کہ برو آینده و رونده بسیار است او را روز شنیدن بہتر زیرا چہ آینده
و رونده پریشانی وقت ہست بدل آں پریشانی اگر ایں جمع دست مید ہد نیکو
کاریست۔ و دیگر البتہ مستمع صاحب فراست باید کہ او بفراست خود مستمعاں را
و دیگراں را تفرقہ تواند کرد میان ایشاں مستحق و با درد کیست و خود نما ہوا پرست کہ
و اگر یکے بلباس قبا و کیتا باشد و او بذوق سماع مستغرق باشد و ذائق از حال بود
تو او را نا اہل شمری و خواہی کہ او را مزاحمتے کنی آں غلطی فاحش باشد۔ و اجابت
دعوت سماع از ہر مستدعی نکند دراں خانہ کہ از ہر جنس مردم جمع اند صوفی بذوق
سماع در میان در آید مبارک نباشد مثلہ نماید فالاحتراز اولی۔ و دیگر در اعراس
و ولائیم کہ مرداں آں جا و کنند و از ہر جنسے مردم در آنجا حاضر شوند بحسن عبارت خفیہ
احتراز گیرد۔ و گفتہ اند بے اجازت مضیف بدر نشود اما اگر بیند کہ مجلسے ناسازوار
است جائے گفت و شنید نیست دریں محل اجازت طلبیدن حاجت نباشد
البتہ رہ کار خود گرفتن بہتر۔ و آنکہ سماع اول خیزد او را بباید دانست کہ خیر و شر
آں مجلس را او حامل است و آنکہ اول خیزد باید ایں چنیں باشد کہ واہب
ذوق تمام مجلس باشد اگر بعد از گرفتگی در سماع شود آنرا در گلوئے او پیچیده
او را شوم قدم گویند۔ چنانکہ از نظر عورت احتراز واجب است ہمچناں از

چنانکہ از نظر عورت

احتراز واجب است ہمچناں از نظر مرد فقیہہ

نظر مرد فقیہہ۔ عجب مرد لیست او و عجب شخصے است او اضطراب و گریہ و اندوہ و حزن را لعب می نامد۔ چنانچہ عورت نظر بر رقص و گردش او می کند او ہم برین صفت است۔ شنیدۂ کہ مصراع

نامرداں را ازیں قدح رنگے نیست

پیدا نغمہ و ادمے ہمچناں نغمہ شود

(۴۹) اے عزیز اصل وضع موسیقار بر چند چیز آمدہ است۔ یکے آں کہ شخصے را حزنے و اندوہے پیش افتادہ و غمی و درد روے نمودہ او بطبیعت بحکم جبلت انینے بہ آہنگے حزینے میکند ہم ازیں جملہ ایں انین حزیں را طولے و عرضے و انتہائے و ابتدائے بر بستہ اند پردہ و راگ نام نہادہ اند۔ دیگر حکیمے دیدہ بودہ احساس کردہ بلند بر آمدہ است بادے بر رومیز و آہنگے ازو بری آمد او بریں قیاس چوبے و نے را تراشیدہ بروزن حلقوم ہا ساخت و او را سوراخہا نہاد و بداں بر بست دم در و انداخت از و آوازے خاستن گرفت از کثری و راستی و پری و تنگی آوازے مستقیم کرد۔ ہمچنیں گویند شاید کہ روندہ سالکے بمشاہدہ خویش احساس ہم کردہ باشد۔ آنجا کہ ہر ہفت فلک یکجا جمع اند از گردش ایشاں آوازے میخیزد چنانچہ اینجا گردوں میگردد و آنجا کہ چوب و آہن است آوازے میآید ہمبریں مثال است و اگر آں آواز اہل دنیا شنوند سخن در حیات ایشاں باشد۔ و چنیں گویند داؤد علیہ السلام بہ انواع آہنگ داشت چنانکہ از چنگ و از رباب و از نے و مشکک و از غیر آں میخیزد ہمچناں حلق زدے چنانکہ جملہ خلق در پس شنیدن او بودندے از جملہ خطرات و ہوس باز ماندہ بودندے ذراری ابلیس بر ابلیس نالیدند کہ وسوسی ما را با بنی آدم مساغ نیست و نماند

زیراچہ داود علیہ السلام آہنگہا پیدا آوردہ است کہ مردمانرا از خود بردہ است۔
وایشاں را اسماع نماندہ است کہ وسوسہ ما را در دلہائے ایشاں جائے شود و
باغوائے خویش ایشاں را توانیم برہ خویش آوردن ابلیس آمد گوش نہاد احساس
کرد کہ ایں کار آں کار است کہ مردم ہمہ از خود روند بدیں متعلق مانند آں بدبخت
رفت ہم بر مثال آں مزامیر ساخت اہل ہوا و لذت و مبتلایاں حسن را برہ خود
آورد۔ کلیہ است تو بدانی چنانچہ شاعر حسن معشوق و کرشمہ و ناز و نیاز او را
و شکل و رفتار و گفتار او را و معاملتے کہ میان عاشق و معشوق میرود از جنگے و صلحے
و خشمے و جفائے و وفائے و دل دادنے و انکار کردنے و قبولے و ردّیے و
در شکنے و غمزہ زدنے و رفتار و گفتار و لحظہ و چشمک و اشارت و عبارت کہ میاں
ایشاں است در گفتار می آرد ہمبریں قیاس او گفتار موسیقار ایں عبارت را
اشارت آہنگ و آواز بربستہ است شاید ایں خیال و اضع ہم ازیں حال
خبر ندارد اما واقعہ ایں است از آہنگے بہ آہنگے کہ میرود و از پردہ بہ پردہ کہ می شود
و ہر نور آگہے بر آگہے کہ می اندازد ہمیں راہ ہمی پندارد بعد آنکہ ایں جملہ درست
ترتیب شنید آنچہ ما گفتیم ہماں تمام تر می آید اما ہر کسے اینجا فہم نبرد استادان ایں کار
اینجا فہم نبرند دیگر خود کیست ۔ محمد حسینی سلمہ اللہ تعالیٰ الی یوم التناد بحق
شفیع العباد مبتلائے ایں کار است و در وقت و رقت ایں بسیار فرو رفتہ
است ازیں دریا ایں گوہر ثمین را بیروں آوردہ است اگر ترا ایں لطافت طبع
و ایں ابتلا باشد بدیں لطیفہ رسی و اگر نہ ماہران ایں کار ازیں غافل اند۔
خبر ندارند کہ ایں چہ سخن است ۔ صورت ایں کار بر من تجلی کردہ است بمشاہدہ

سبب رغبت نغمہ بمتبلا ہے آں بہت سمع

دیدہ ام و دانستہ ام ایں از ظنے و تخیلی نیست ایں از تحقیق و یقین است
چنیں گوئیم در انسان پنج چیز است روح و دل و نفس و طبع و عقل چوں گویند
بیتے و نغمہ آں یار کردہ گو یند روح در نغمہ برود دل در حمل بیت شود نفس
در راستی و کثری شعر بیند عقل در حکمتے کہ شاعر بربستہ است دراں نظارہ کند و
طبع در راستی و کثری موسیقار آویزد ہر پنج غذاے خویش یابند ہر یکے بذوق
خویش مشغول شوند مخاصمت از میان برخیزد آرامے و قرارے و اطمینانے
در بنیہ انسان شود ابتلائے اہل دل بسماع موجب ہمیں است وجز ایں ہر
عملے کہ ہست یا غذاے دل است یا غذاے روح است یا غذاے نفس
است باقی ہمہ مخاصم اند۔ ہم سبب ایں است در ہر کارے کہ باشی ثانی حال
ملال افزاید مثلاً حلوہ غذاے نفس است تا آنجا کہ نفس تواند ایں را بسر برد
بعد آنکہ سیر آید ملول شود۔ و کسے باشد در سماع بنیہ او ہیچ بدیں اغذیہ متعلق
نشود وارد سے ازاں طرف بیاید ہم یکبار او را از دے برد ہمہ روح و ریحانے
و ہمہ دل و انوار او باشد اینجا شئے مائی را مدخلے نیست

اقسام سماع مستمعان

(۵۰) سماع بر سہ نوع است۔ یکے را ہاجم گویند کہ بغیر حملے و بغیر مہلے
ابتدائے سماع بمجرد قول قوال از دست برد و اضطرابے فاحشے پیش آید کہ
مردم را بے ضبط کردہ اوزان موسیقار از دست بردہ دیوانہ وار ساز د۔
و دیگر سماع است وارد سے در آید آں وارد را مور و د علیہ یا فرو خورد تا کالتر
گردد یا ہماں وارد را غنیمت شمرد فی الحال در پے وارد رود۔ و سماعے
است کہ بموافقت اصحاب در آید و موافقت اصحاب کردن بچند مصلحت

باشد یکے آنکہ ایشاں در وقت اند رحمت من اللہ بر ایشاں نازل است ایں نیز رود موافقت کند تا ازاں نصیبے و نسیمے یابد ہر کہ در جمع شرابخواران باشد کہ ہیچ نقد وقت او نیست پیالہ و جرعہ ازاں نیا شامیدہ است اما از نسیم شراب نصیبے گرد و حرکات و سکنات کہ مستاں کنند ازاں او را نصیبے باشد ہمبریں مثال موافقت اہل سماع را بداں و ہمچنیں موافقت کنند برائے آنرا کہ از تواجد بوجد رود و از توافق بوفاق شود۔ و دیگر یاران در سماع باشند و او فارغ ایستادہ ماند از میان ایشاں بیگانہ نماید و بیگانگی شرط یگانگاں نیست با ایشاں ہم موافقتے کند تا از ایشاں جداگانہ ننماید۔ و دیگر اینچنیں ہم باشد کہ دراں حالت بہ سخت دلی و کدورت نفس خود بگرید کہ اصحاب در ذوق و رہ بکار خدا بردہ و من محروم ماندہ ایں نیز از دردمندی خالی نباشد و از سماع محروم نماند۔ اگر مردے فریضۂ نماز میگزارد و دیگرے بہ نیت نفل با جماعت موافقت کند ثواب آں جماعت یابد و رحمتیکہ دراں جماعت نازل شدہ است او دراں شریک باشد سماع را ہمبریں قیاس کن۔

بعد از سماع دل خود را گرد آرند و خیال خود را بالمقصود قایم دارند

(۵۱) بعد از سماع باید کہ دل را گرد آرد و بخیال خود بمقصود تمام دہد اینجا فتوحے است بتجربہ تواں دانست اینچنیں نباشد ہماں زماں سماع شنید نعرہا زد گریہا کرد رقصہا نمود ہمہ دراں ساخت بخوردنی و آشامیدنی و بہزلے مشغول شود نہ ایں کار اہل سماع است اینچنیں مرداں ازیں دایرہ بیروں اند۔ اگرچہ یلوح و یروح گفتہ اند آں لا یسحہ شد اگرچہ او صفت یروح گرفت اثر شں باقی ماند۔

اسماع مزامیر
حسن صوت

(۵۲) مشکک و دف میان فقہا وسعتے و فسحتے دارد امامزامیر دیگر آنرا باتفاق فقہا محرم گویند۔ اگر شنونده اہل دل باشد فالامر مفوض الیہ او گویدان لکل ملک حمی و حمی اللّٰہ محارمہ چوں درون ایں حمی کہ محرم حریم اوست او بلطف دل آنجا مدخلے دارد اینچنیں فتوی ندہند اہل دل دانند وآں کار حوالہ ایشاں باشد۔ اما ایں قدر بتواں دانست کہ دریں محرم تلوثے نیست باد ہوائے بہوائے میرود و در تحلیل و تحریم آں متعلق شدن کارے زیاد تیست چنانکہ یکے بصحرائے و سبزہ و باغ روانے میرود و موانست میکند واز آنجا حظے بردارد و مزامیر را نیز براں قیاس کند۔ واختلاف فقہا دریں باب است۔ مزمارے حکیمے ساختہ است تمام بصورت آدمی بعد آنکہ ایں مزمار درکار میدارد آنکہ بچشم نسبت دارد تاریکہ آنجا بربستہ است آوازے می خیزد کہ تمام حکایت از چشم واز غمزہ و کرشمہ میکند ہمیں مناسبت سینہ و دست و پاے۔ ایں چنیں را حرام یا حلال یا مکروہ گفتن بحث زیادتیست وآنکہ از درونہ او آہنگ موسیقار خیزد و او بحسب وقت خویش آنرا نوازد اینجا نیز سکوت است جاے نفی و ثبوت نیست۔ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم فرمود زینوا القراٰن باصواتکم اینجا فقہا گویند از قبیل قلب است ای زینوا اصواتکم بالقراٰن خلیکن از قبیل قلب شو گو باز تزئین صوت بقراٰن آمد۔ بمشاہدہ و تجربہ دانستہ شدہ است مقری ایں آیت بخواند لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ باہنگے لطیفے رقیقے ہر کہ بشنود از گریہ واز آہے واز حضورے خالی نباشد وچنداں امیدواری در سینہ او

افتد کہ اثرا اندازہ نیست بشہقہ و نعرہ ہم کشد و بذل دستارے و خرقہ بر مقری شود نہ آنکہ ایں تزئین قراں بودبصوت و برعکس آں کسے خواند شاید نادانے باشد کہ نزبہکار شود گوش ہم نہ نہد بگفت شنید و بخوردن و آشامیدن مشغول ماند۔ و آوود علیہ السلام زبور را بالحان خواندے قصہ مشہور است کہ جہانے آنجا بذل روح کردے و اگر بغیر آہنگ خواند ہمانچہ گفتیم ہماں است چوں حسن صوت معجزہ آمد و معجزہ شے حسن باشد بلکہ احسن او را حرام گفتن یا مکروہ گفتن از حد عقل بیروں باشد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میگذشت ابوموسیٰ اشعری درون خانہ خود کلام اللہ میخواند الحانے خوش داشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایستادہ شد زمانے خواندن او را شنید بعد آں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوے گفت تو میخواندی و من ایستادہ بیروں شدہ می شنیدم او گفت یا رسول اللہ اگر میدانستم تو میشنوی من خوشتر و خوب تر میخواندم لحلارت تحبیراً ازاں حکایت کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درباب او فرمود لقد اوتیت مزماراً من مزامیر آل داود۔ آہنگ داؤد علیہ السلام را مزمار نام کرد ازانچہ من گفتم داود صلوات اللہ علیہ بہر آہنگے حلق بزدے۔ آل داؤد گفتہ است ہر جا کہ خوش خوانے بر اوزان موسیقار تو اند خواند از آل داؤد علیہ السلام باشد گفتہ اند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قران را در پردہ حجاز خواندے۔

(۵۴) والبتہ نشاید صوفی را خصوصاً کہ با عزت و وقر باشد در مجالس و محافل شنید آہنگے کشد و نعمہ برگیرد و بہ وزن موسیقار اہتمام نماید کہ ایں صورت استخفاف

صوفی را در مجالس و محافل آہنگ نغمہ کردن نشاید

وارد است چنانکه صورت انکار می نماید و چنانکه این کار کسانیست که در صورت مستخف و مزوری اند اما اگر اصحاب یکدگر باشند آن صورت علیحده است۔ و دیگر این قسم را پیشه نسازد چنانچه غزل و شعر را این هر دو آن عمل دارند که به طبیعت دل را فرو میگیرد و مردم از حضور و مراقبه محروم ماند۔ دل یک خزانه دارد در و جز یک چیز نگنجد و نیز صوفی را نشاید در شنید تا جلدے و دیوانے از شعرے و غزلے نویسد و هم همچنین در ین که قولے و ترانه و غزلے و صوتے پردازد۔

سماع را پیشه نسازند

و در سماع بسیار ننشینند

ترک مراقبه و شغل نکنند

(۵۴) و البته سماع را پیشه نسازد و هر روز و هر شب سماع را نشنود و بر قصد احیاناً این کار باید کردن چنانکه از حکایتهائے مشائخ شنیده۔ بزرگے گفته است ولا تکثر الجلوس فی السماع فانه ینبت النفاق نفاق آن باشد که دل را مزاحمت کند و او را بدوره ابتلا شود خالص بحضور ذکر و مراقبه نتواند شد و در اثنائے سماع دل بذکر کنند چنانکه از کبراو یاں دیده باشی شنیده باشی در اثنائے سماع بر ضرب سماع الا الله الا الله میگویند این سماع نباشد این ذکر باشد بروزمے خاص فتوح سماع این جا نظاره نشود اگر تاثیر باشد تاثیر ذکر بود۔ اے عزیز سماع عشقبازیست که مردم بخیال یا بحضور یا معشوق میرود و اینجا ذکرے و فکرے را مساغ نیست بازیچه بحق و حقیقت هست اگر آئی دانی۔

و در سماع چنانچه حمل نظیر بر نظیر گفته اند حمل نقیض بر نقیض هم هست

(۵۵) و در سماع چنانچه حمل نظیر بر نظیر گفته اند حمل نقیض بر نقیض هم هست یعنی اگر از وزن موسیقار یا از گفتار بیت قایل را قربتے و وصلتے معلوم و مفهوم شد او که ازین دولت محروم است اضطرابے میکند و گریه میکند بر اینکه قومے چنین اند من ازین دولت محروم و یا یکے بدولت قرب و اتصال رسیده است در گوش او

حکایت افتراق و بعد سماع می شود ہم براں قیاس محل است اینجا شکرتے و نعمتے و راحتے و خوشی و ذوقے دست میدہد اگرچہ مسموع براں حکایت میکند و آں مردم کہ از حقے و حقیقتے خبرے ندارند ایشانرا بہ طبیعت ذہولے و رقتے میباشد بداں ماند چنانچہ شتر با واز دف و حدا مستاں می شود و چنانچہ مار سیہ و غیر آں از حیوانات آنچہ نر بطبیعت در وے موثر است و آں آدمی راکہ ایں نیست غلظت و شکیمت و قساوت بروے غالب است بیت سعدی رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی بیت

شتر را کہ شور و طرب در سر است — اگر آدمی را نباشد خر است

داؤد علیہ السلام کہ سکینہ را استقبال برقص کرد از غایت فرح بود رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم کہ در طواف رمل کرد از بس خوشی بود غنچہ کہ میشگوفد بوے خوش درونہ او غلبہ میکند او بطبیعت میکشاید انسان قابل را ہمبریشاں قیاس کن

(۵۶) ونشاید در سماع اگر تشنگی غلبہ کند جرعہ آب نوشد و نشاید دہن و لب درجنبیدن باشد بریں مثال کہ گرچیزے میخورد و اصحاب میجنبند تا اقل سرکے باید جنبانید۔

(۵۷) در سماع کسے را تنہا نگذارند و البتہ دیگراں با او موافقت نمایند و البتہ در سماع اہتمام باشد کہ نیفتد و اگر کسے از سبب تیر گشتن و یا بقوت وارد افتاد صوفیان از و ماجرا استانند و اگر افتد او را افتادہ نگذارند البتہ در آیند باحترام برگیرند۔ و اگر او خود را بر زمین زند او کسے است کہ خود بر زمین زند خود برخیزد و اگر ایں کار را پیشہ سازد او را نگیرند بما نند انیش گردن ندہند و اگر

در سماع آب نہ نوشند

در سماع کسے را تنہا نگذارند۔ اہتمام کنند کہ در سماع نیفتند و آداب سماع

البتہ زود مسکند براے این کار را و را گیرند از مجلس بیرون کنند۔ واگر کسے است که او از غلبہ شوق دوار داز مجلس بیرون میفگند اصحاب موافق شده با او بجنبد اما این تا حدّ و راست و اگر از آنہم میخواهد بیرون افتد گرفته ستم کرده درون آرند و آنکه خرق خرقه کند یا بیرون کشد از برود بقوال جامه دگر براو بندند تا آں پارگی پنہاں شود و برہنگی او پوشیده گردد۔

(۵۸) و نشاید صوفی را در سماع خود ہم سرودے میگوید و برقصد۔ و نشاید صوفی را که از گوینده تعیین بیتے طلبد و گوید در فلاں پرده و یا فلاں راگ نواز این کار عیب است ہرچہ از غیب آید بے عیب است و ہرچہ با ختیار تو باشد معلول بود۔

(۵۹) و در رقص پا بر زمین سخت نزند و خود دستک آنچناں نزند که آواز ش مخل حاضرانش افتد۔ واگر بر زمین سخت زند مختمل پاے بر پاے کسے آید پاے آں مسکین از دست تو آزرده شود و دیگر اگر سنگریزه تیزے و یا خارے و سوزنے باشد تو پاے سخت زنی او چناں در پاے تو خلد که تو درمانی و تا کار تو بکجا کشد۔

(۶۰) واگر با تو صوفی در سماع بحضور آید خواهد که تو با وے موافقت کنی و ترا ذوقے نیست ترا موافقتش باید کرد و لیکن آنچنانکه آں یار چنیں داند که آں ذوق است و بالذات است آنچناں نزود که او داند ذوقے ندارد لسنتم است که ایں رامی جنبانم و اگر تو بحضور او گرم روی گرمی او کم نشود و اگر در تو سردیست گرمی نیست ذوق ندارد تو بداں صورت بریں سوخته گرم دل بریں صنعت شوی نه آنکه عکس سردی تو بروے زند گرمی آں مسکین را سرکند۔

سفتن در سماع خود سرود گفتن

نشاید صوفی را که سرود گوید برقص درون آید

فرمائش کردن از مطرب برائے سرود نشاید

در حالت رقص پا بر زمین سخت زدن و دستک زدن نشاید

اگر در سماع صوفی را حالت آید و خواهد که دیگرے هم موافقت کند او را موافقت باید کرد۔

آداب دیگر در بارهٔ رقص

واگر تو گرم دستی نمائی شاید حرارت آں سوخته بو ہم آشنائی با تو پرتوے و
عکسے زند تو نیز بداں محظوظ گردی۔ واگر یارے دوستے بحضور میرود تو یکے از
ایشانی باید که دست وپاے چناں زنی چنانکه ایشاں زنند حرکتے دیگر پیدا
نیاری که آں مشتت ومفرق افتد۔ واگر کسے ازیں گروه بگرمی وقت خود درمیان
حلقه تیزی وگرمی رقصد معذورش دارند اصحاب بحال او تبرک کنند۔ وسماع را
نگیرد و نماند وچناں نه رقصد که حاضران ملول شوند وگویندگان مانده گردند ایں
نوع روزگار موجب نقار کبار باشد۔ واگر در بیتے ونغمهٔ ترا ذوقے ہست ومی
بینی اصحاب را نیست ایں را باید که فرو خوری برائے اضطراب وزیادتی کار را
باید که جداگانه شوی۔ واگر ذوقے ہست ودیدی که اصحاب ہم ذائق اند وراحتے
ولذتے دارند۔ ایں محل آنست که جرعه چند بکام تو شوند وازیں جام ترا مستی و
ذوقی باشد۔ والبته اہتمام کرده اگر تو در سماع ہستی وذوقے باوج برآمده
ہمدراں حالت در اثنائے آں لذت وذوق بگیر بر خود وبه پیچ در دل وحال
بنشیں باہمه سوختگی وباہمه درد ولذت وشوق۔ واگر دریں میان اصحاب را
ذوقے افراطے ہست وترا ہم دراں تفریطے نیست ذوق بر ذوق افزاید و
راحت بر راحت در گیرد وشوق باشوق آمیزد وہمسریں مثال اگر صاحب ذوقی
بدانی دریں چه مزید است وچه راحت است۔ شنیده میاں ہوا پرستان که
ایشاں گویند اگر فحل بر حورائے شبید وانزال کند وخیزد آں حور او ماده خرے
نماید واگر بر ماده خرے بغیر انزال جدا شود آں ماده خر در رغبت او حورائے نماید

سماع صورت عشقبازی است

(۶۱) اے عزیز گفته ام سماع صورت عشقبازی است اگر باکسے عشق وری

وترا با او اختلاف معاملات افتادہ است آنکہ سماع کار تست و آنکہ گویند بجوئے در جائے یا چہ وچہ آں وظیفہ سماع نیست آنرا در او وظیفہ بہتر و در بہتر گوشہ خانہ بہتر۔ در باغ کسے شود کہ او را مطلوب نظارہ سرو و یا بوئے گلشنے باشد۔ و اصحاب را نیز ایں قدر بباید کردن کہ سماع را ایں قدر نگیرند نمانند اگرچہ ذوق ہمہ را است کہ گویندگان تنگ آیند بجاں شوند و استادگان را اگر و با درد شود۔

(۶۲) و در سماع بیتے نخواند و نام کسے نبرد اگر نام پیر در زبان رود شاید و باید در سماع کہ آید بے تعلق باشد آں قدر کہ اوراد و باشد کہ اول وقت را یا آخر وقت را بجا آرد آنکہ در سماع آید کہ فارغ کند بنشیند و اگر وردے باقی ماندہ باشد ضرورتاً برائے اتمام آنرا بیروں می باید شدن ولیکن آں مراہل جمع را مخالف جمع باشد و مباین نماید و سبب تفریق و تشتیت بودہ باشد و دیگرے را ہم ایں بباید کہ بخیزم چنیں و چناں بکنم علیٰ ہذا مجلس بشکند و تفرقہ و انتظارگی پیش آید چوں قوالان چنیں بینند بگاں دوگاں ایشاں ہم بروں شوند در سماع احجاف شود خصوص کسیکہ او سراست خلق را بر و نظر است و اگر میزبانے است ساعتہً فساعتہً لطعامے و بمیوہ و بشیرینی و خوشبوئی پیش آیند۔ و اگر عرس است تبرک بروح کسے است کہ عرس او کردند اینجا ہمیں مقصود سماع است طعام و غیر آں بطفیل سماع۔

(۶۳) و اگر در سماع ارذل الناس راہزنے شود و او برخیزد ہمہ را لابدی است می باید خاست پس آں او را بطریقہ بہتر دفع باید کرد۔ کسے را باید کنارش گیرد آہستہ آہستہ با او بباید یکجا در جمع بنشیند۔

برائے سماع مکانے محفوظ و محصور باید

(۶۴) و برآئے سماع را مکانے محفوظ بلے باید باد گزارے صحنے کشادہ نباشد والبتہ بالا چیزے برآوردہ باشد اگرچہ مظلہ باشد یا درصفہ شنوند صحرا ہا سماع گیر نباشد۔ آواز ہوا گیر دو در دل نیاید اگر ہوا را گرفتہ باشد آواز دیکہ خورد باز گرد محل نزول او ہمیں دل است و البتہ اطراف مکان سماع بچیزے گرفتہ باشد و اگر صحرا است و اگر نہ ہماں دیوار خانہ لبندہ است۔

اگر گورے را دستار جدا شود او را بحال او گذارند

(۶۵) و اگر در سماع کورے از دستار جدا شود باید کہ خود بدست خویش باز پیچد نگذارد کہ دیگرے بیاید پیچد و نگذارد کہ پابند گلو گیر او شود و اگر فاحش کشادہ است بکشاید تمام را بر زمین اندازد۔ و اگر سوے گویندگان پرتاب کند آں جامہ ہم از ایشاں باشد و اگر بر زمین امانت نہادہ بود فالامر مفوض الیہ اگر مرد با ہمت و حمیت و مروت است قوالان را خواہد داد و اگر مرد بحجت خست دلیل گویداو داند

سماع و رقص در مسجد نباید و مستقبل قبلہ و قبلہ را پشت کردہ نہ نشینند

(۶۶) و سماع و رقص البتہ در مسجد نباشد۔ و برائے سماع را کہ شنید آنکہ متوجہ الیہ مردم ہستند ایشانرا باید مستقبل قبلہ نہ نشینند و قبلہ را پشت ہم ندہند و قبلہ در احد الطرفین باشد و مطربان را نیز باید مستقبل قبلہ نہ نشینند۔ و در مجلس با مطربان در اصطلاح مطربان سخن نہ گوید کہ موجب استخفاف حال او باشد۔ والبتہ کسے را در مجلس آرند کہ مردمان بزرگ را ذوقے و رقتے حاصل شود۔ البتہ عظمت و حشمت ایشاں مانع است تا کسے مقدم شود آنکس برخیزد تا ہر کسے بوقت خویش شود و سماع بستہ نگردد۔ والبتہ جام ذوقے را فراغ نکند و اگر قوۃ طیرانے باشد در مجلس ارائت آں نکند و اگر بر ضمیر کسے مطلع شود آنرا بیرون ندہد

اظہار خرق عادتے کہ نوع در مجلس سماع مناسب نیست

اظہار آن نکند و آن اطلاع را از تفرقه حال خود شمرد و از بی ذوقی نقد وقت داند۔
و آنکه او تنها سماع شنود با او کسی نیست اوست و گوینده نکو سماع است آن
اما در شراب ذوق وقتی است که با حریفان باشد تنها خوردن چندان لذتی
ندارد سماع کذالک و در تنهائی جز اضطراب بر خود زدن و پیچیدن دگر کاری نیست

در سماع گوینده را با طهارت بودن ضرور است

(۶۷) و باید در سماع گوینده هم با طهارت باشد و چیزی آلوده نبود و اگر
آلوده باشد با ستخفاف از مجلس بیرون کنند۔ و البته در سماع که آید از خانه خود
چیزی بخورد و بیاید و بران وعده که کرده باشد همیران وقت حاضر شود۔ و در

در دعوت کسی دیگر را بی اذن صاحب خانه
دعوت همراه خود نبرد

استدعا کسی را برابر خود نبرد۔ اگر مردی معتبر باشد برابر او کودکی بود که مصلای
او و رومال و پاپیزار او را گرده آرد او را با خود در مجلس نه نشاند مگر مضیف گوید و اگر
ملازم حال او باشد و مزاحم وقت او شود که بباید که او را برون گذارد و با صاحب
ضیافت بگوید که یکی برابر من آمده است اگر اشارت تو باشد درون طلبم و اگر
او نطلبد او را درون نیارد و بدین از صاحب ضیافت نرنجد۔ درین چند
چیز هست یکی درین باب حدیث است اگر شخصی در خانه ضیافت بغیر استدعا
در آید دخل سارقا وخرج مغیرا دزدانه در آمده باشد و غارت کرده
برون شود و دیگر خصم خانه برای چندی را معین طعامی پخته دیگری بیاید
مزاحمت دهد او طعام که او را بخوراند نه آن که بر مضیف گران افتد و او از مردم
خجل ماند۔ و دیگر مجلس است هر کسی محرمی و آشنای را طلبیده است و بایسته
و خواسته را طلبیده یکی نابایسته و ناخواسته در آید نه آنکه مخل و موحش
ایشان افتد۔ و آنکه بغیر استدعا در آید سخن در اباحت اکل اوست اگرچه خصم خانه

با ذل بود و بدینہا نپردارد اما او راچہ میگوئی کہ او آں طعام خورد او ہم بے مروت کسے باشد و بے شرم و بے حمیت کسے باشد۔ در نفس مردم آں عزت باید کہ صوفیاں کردہ اند اگر طعام کسے خورند پس آں مزد وندان طلبند یعنی وندان ما برائے طعام ہر کسے بجنبد برائے طعام تو بجنبیدہ مزد دنداں باید برائے شکرانہ را مزد دنداں نام نہادہ اند۔

آداب نشستن در مجالس و مجلس طعام

(۶۸) و البتہ قصد آں نباشد کہ در مجلس درآید و صدر گیرد چنانچہ علی العموم میاں مرداں دیدۂ بلکہ اہتمام دراں باشد کہ صف نعال اختیار کند و اگر مرداں معذور ندارند بصدر بطلبند باآں ہم در صدر ہمچناں شیند کہ نگینہ در انگشتری چندے گذارد و در صدر خود فرود چندے شیند۔ اگر مرداں در صف نعال البتہ نمیگذارند بالائی طلبند دریں محل ہم نہ پیچد نماند کہ بالا نخواہم آمد۔ الضیف کالجمل گفتہ اند مجلس حیث مجلس۔ و اہتمام او دراں نباشد کہ نخست طشت پیش او آرند و پیش ہر کہ برند او بداں راضی باشد۔ و اگر در مجلس بزرگ ہمو است و خلق ہمہ متوجہ و متعلق او اگر نمیرود و در صدر نمی شیند ہر جا کہ آدمی شیند صدر ہماں جامی شود بہتر آں باشد کہ تکلف نہ نماید ضرورت برود و در محل خود شیند۔

آداب طعام خوردن در مجالس دعوتہا

(۶۹) و در طعام لقمۂ اول در دہن خود نکند بگذارد تا مرداں در خوردن شوند بعد آں لقمہ در دہن خود کند۔ در مجلس اگرچہ اندک و اندکتر خواہد خوردن ما نشستن بداں وضع باشد کہ حاضراں گمان برند کہ تا چہ قدر خواہد خوردن و چہ قدر لقمہ بر خواہد داشتن اگرچہ لقمہ اندکتر بر خواہد داشت۔ اما طریقہ استنکاف نہ نشیند کہ مرداں دانند چیزے نخواہد خورد آں ساز متکبراں و متجبراں و خود نمایانست و

صفتے بمردمان نازنین هم وارد آنرا که عروسکان نام نهند۔ و لقمه بزرگ نستانند که
ایں بحرص نسبت دارد لقمه موازنه گیرد و خورده خاید پیش از آنکه مردماں دست بکشند
دست نکشد تا آخر وقت دست و دہاں در جنبش دارد تا ہر کسے قدر خود را فارغ
کند بلکه مردمان دست گرد آورده باشند و ہنوز قدرے دست بدارد در طعام
شاید آنجا کسے است که او را طلب باقی است و حیا مانع آمده است او نیز مقدا
خود را فارغ کند نخیزد۔ و البته طعام پیش خود خورد راستا و چپا و میانه دست
نیدازد اگر ناں خورشے و طعامے ازو قدرے دور باشد بقصد تمام اندازد از اں
کاسه و از اں صحنک لقمه بپیچد بستاند ایں سیرة مردماں با حشمت و عزت نیست
و طعام با ترتیب خورد نخست نان و گوشت و ترشی که بآں ہضم باید کردن پس آں
برنج و ہر چه مانند آں باشد بعد ازاں شیرینی یکدیگر را خلط نکند و آشے که باشد یا
نخستِ طعام بیاشامد یا بعد اتمام طعام۔ نخست برائے تقویت مزاج و معده
پر کردن که بسیار طعام خورده نشود و آنکه آخر خورد برائے آنرا که در ہضم قوتے دہد
و اگر در طعام از حصه خود خیزد اگر حصه نهاده اند بدیگرے دہد له ذلک اما در مجلس
پیر شنید بحضور او ایں گستاخی نکند۔ در مجلس شیرینی که نهاده اند و کسے از اں حصه
بر میگیرد و اکثر مردماں ہمیں کرده اند نشاید ترا التعزز نے و تکبرے مانع آید۔ گفته
اند یک نان بشیرینی بپیچیدن شاید چنانکه ایشاں گویند یک نان غلاف است
دومی خلاف و از مجلس برنگیرد بکسے ندہد که آں حصه او نیست مگر آنکه مجلس مخصوص
برائے اوست متصرف اوست ہر چه کند شاید۔ و آنکه او را بادے میکند
و کسے میر انداز مجلس طعام او را نصیبه کند۔ البته در مجلس بطعامے لذیذے

مخصوص نباشد مگر آنکه او را ضرورت است که او را طعام پرہیزی باید خوردن و
برائے او ہماں جنس کردہ اند و باآں ہمہ از آں ہم قسمے بکسے دہد تا از طائفہ
شر الناس من اکل وحدہ نباشد۔ باید کہ طعام صدر و نعال یک طعام
باشد و اگر انواع کردہ اند باید کہ آں انواع بمردم مختلف باشد۔ و اکلے فاحشے
نکند چنانکہ ہمہ دست و انگشتاں متخلط بطعام شوند و لب و دہان و آنچہ از
حوالی اوست از آلودگی نگاہدارد و البتہ لقمہ بسہ انگشت بتاند مگر طعامے است
کہ بسہ انگشت جمع نمی آید چنانچہ دو دیہ۔ و البتہ شکم را گرسنہ دارد و بہیچ وجہ
پر نکند ایں سخن بالا گفتہ شدہ است۔ و مدح طعام بسیار نکند گوید زہے لذید چہ
خوش پختہ اند۔ و ذم ہم نکند اگر خوش آید بخورد و اگر نہ دست گرد آرد مگر آنکہ صاحب
خرج و صاحب طعام او باشد تتبع آں ضروری است ہنر و عیب آں پیدا کردن
لابدی است تا خباز و طباخ ہمیں شیوہ نگیرند دیگر طعام را اگر بد پزند داخل
اسراف شود زیرا چہ اسراف تضیع مال است و دریں تضیع می شود و در وقت خوردن
بر پائے چپ نشیند و پائے راست را بر گیرد گویند بریں ہئیت طعام خوردن سنت
است مگر پیش شیخ و مشائخ دگر ہر چند کہ سنت است اما سنت ہدی نیست
امثال آں سیرت در بعض محلہا مطروح است۔

آداب خلال و مضمضہ کردن

(۷۰) و خلال بعد طعام بدبہند حاضر انرا ایں قدر باید در مجلس نشستہ مباشرت
در خلال نکنند زیرا چہ در بروں آوردن تغیرے فاحشے باید کردن ہر چہ در دندان
پیش باشد آنرا دور کند بعد آں می تواں در محلے دیگر باقی دور کند و در مجلس مضمضہ نکند
و آں مضمضہ در طشت نیندازد مگر آں کہ لابدی باشد۔ لابدی او چیست مردے کہ

کبر سن شدہ است در اطراف او طعام میماند آنرا مضمضہ کند فرو برد یا در
طشت اندازد اینکہ مضمضہ کند فرو برد بہتر۔ این نوع را از اداب طعام نسبت
کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمچنیں کردے در احیا و در قوت نیز
گفتہ است۔

آداب آب خوردن در اثنا طعام خوردن نباید طعام خوردن۔

(۷۱) و بعد از طعام متصلا آب نخورد و ازیں کار محترز باشد سبب آنکہ طعامے
نرمے است آلودگی کوزہ شود حاضر انرا کراہیت طبع باشد و اگر درمیان طعام آب
خورد معدہ را آب سرد کند معدہ مختبط شود اول معدہ طعام را گیرد گرد آرد و برائے
ہضم را مزیدے مددے طلبد بعد از ساعتے تو آب دہی زود ہضم کند و زود دفع
کند و آنکہ مبالغت کنند در مجالس بعضے البتہ آب ندہند ہمچنیں شاید اما احتمال
بعضے را حادثہ در گلو شدہ باشد کہ خشکی در مزاج اوست البتہ طعام را می چفسد
میدارد در حلقوم او ایں چنیں اشخاص را آشکارا از مردم امتیاز نکنند اما بتدبیرے
دفع حاجت او کنند۔ و نشاید زلہ بہ بندد و بعد آنکہ حصہ نہادہ باشند خوش
بیاید ببرد و خوش نیاید بگذارد۔

بعد طعام شکر میزبان آوردن

(۷۲) چوں از مجلس خیزد مضیف را دستے گیرد و بصورتے پیش آید یا بزبان
یا بہ ہیئتیکہ او داند کہ شکر آں طعام بجا میآرد۔ و اہتمام کند در اثنائے طعام
خوردن و بعد ازاں آروغہائے ناساز و از نزند چنانچہ مردماں آواز ہا برمیآرند
اگر آروغ مزاحم شود آہستہ ترے دفع کند اما آنکہ مردے معذور باشد
معذور است

در اثنا طعام و بعد آں پیش مردماں آروغ نباید

صوفی اکثر الاحوال

(۷۳) باید کہ صوفی اکثر الاحوال صایم باشد۔ خوردن او جز قریب

صایم باشد
اوقات طعام خوردن

بوقت نماز خفتن نباشد یا آنکہ چاشت فراخ قریب استوا و اگر بریں عادت گیرد خود حکیمانہ کارے کردہ باشد و اگر نہ از دو وقت طعام خوردن زیادت نکند۔ و آں ہر دو وقت آں قدر خورد کہ دیگرے میانہ روز آنقدر یکوقت خورد۔ و البتہ در وقت خوردن قایل بذکر باشد یعنی لا الہ الا اللہ یا امثال آں اذکارے کہ ہست اذیبوا طعامکم بالذکر برائے او درست تر باشد۔ برائے آنکہ شب را طعام بسیار خورد و تدبیر بسیار نکند انواع بسیار می نہد تا بسیار خوردہ شود مشتہی و مرغنے بر آں استعمال میکند و اگر انواع طعام باشد از ہر یکے بخورد بداں قدر اگر یک طعام خوردے چہ قدر خوردہ شدے چوں مجموع را جمع کند ہماں قدر باشد۔

احتیاط در اکل حلال

(۷۴) صلحائے ما تقدم ایشانرا در باب لقمہ احتیاطے بود کہ آں احتیاط در زمانہ ما افسانہ باشد اما ترا باید کہ سختی محضے نباشد و تا ویلے را در آنجا مساغ بود و دیگر متقابل طعامیکہ میخورد جز از او را دخویش وردے دیگر را گیرد جبر نقصان آں کدورت شود۔

آداب میزبان و مہمان بایکدیگر

(۷۵) و با ہر کہ طعام شرکت افتد باید باوے دراں طعام مشترک معاملتے کند کہ وے راضی شود و خوشاں خیزد۔ و البتہ طعامیکہ پیش مہماں آرند سریع الہضم باشد ثقیل در معدہ نبود و طعام بادگین و باد انگیز نباشد و انچہ در وسع مضیف است تقصیرے نکند و انچہ بر نفس او دشوار است آں پیش اضیاف نیارد۔ وضیف را نیز باید ہر چہ پیش وے آرند راضی باشد و اما اگر صاحب دستگہے باشد و طعامے دنیئی و قلیلے بیارد تحمل در خاطر ضیف

چیزے گذرد۔ و آنکہ مستدعی بیاید نشاید کہ خالی دست آید ایں ہبباید
دانست کہ نقد خیر الاشیا است ہرچہ تو خواہی آوردن جز نقد اگر آں صاحب را
بداں احتیاج ہست آں نقد برائے دفع حاجت او کافیست اما اگر بنقد
حاجت باشد شئے بجاے او بکفایت نکند و آنکہ نقد آرند اگر خواہد تنکہ زر بُرد
آنرا صرف کناند خوردہ و ریزہ کردہ برد زیراچہ ریزہ ہمہ جا کار خواہد آمد تنکہ
زر بجاے ریزہ کار نیاید۔ البتہ جا مدے ہست می باید شکست تا کار آید اگر
یکجا خرچ کنند مصالح دیگر بماند یا کالاے برند کہ اکثر احوال مردم بآں کالا
کارے دارد یا چیزے برند مناسب آں حال و آں وقت و آں مقام باشد
مثلا مردے ترا در باغ مہماں طلبیدہ است انچہ مناسب آنمقام است آں
برند و اگر یکے کار خیر دخترے دارد زر و نقرہ و انچہ مناسب آں باشد آں برند
و اگر گل برند آں خسے کہ باوے یار میکنند از وے جدا کنند برند قبیح بحسن
نیا میزند مگر آنکہ او را محافظ و غلاف او سازند ہر بار تو خواہی بکنی آں خس را
گیری و گل را نزدیک بینی آری گل تبری و تازگی خویش سلامت ماند و اگر نہ
ہر بار دست گیری و بوکنی حرارت دست تو بگل رسد پژمردہ گردد بوے کم گردد
اما گلے کہ بر تربت اندازند البتہ خس از وے جدا کنند۔

(۷۶) و اگر کاردے پیش کسے برند باید کہ باآں کارد سوزن ریسمان انداختہ
ہم باید زیراچہ آن آلت بریدن وایں آلت پیوند کردن و دوختن۔ یکے
با یکے ضم کردن است اگر برندہ را پیش کسے خالی بری آں او را فال بد باشد
چوں حالت دوختن برابر باشد اشارت بدیں شود بدیں ببرو بدیں بدوز

کارد سے پیش دو شئے تحفہ بردن

آداب بردن آوندے وا شیائے دیگر بطور تحفہ

چنانکہ خیاط جامہ را تقطیع کند و پیراہنے وازارے بدوزد۔

(۷۷) واگر آوندے چنانچہ حقہ و یا طبقے و امثال ایں پیش کسے برند مجرد نبرند چیزے دراں آوند باشد چنانکہ مناسب آں آوند است مثلاً شانہ دانے برند البتہ درمیان آں شانہ باشد یا بجاے او چیزے دگر ہم چنیں آوند ہاے دیگر۔ و چیزے سیاہے و دریدہ و پارہ و خاکسترے و نشان گورے اگرچہ از گور بزرگان باشد و طعامے اگرچہ بروح بزرگے باشد پیش کسے علی الصباح مجرد آنرا نیز نبرند اگر تو گوئی تبرک بزرگان است ہم چنیں است اما از مردہ رفتہ آمدہ است۔

آداب نان خوردن

(۷۸) در طعام خوردن باید پرکالہ پرکالہ نکنند نانیکہ خورد تمام خورد یا تا نیمے رساند۔ نیمے خورد و برنان دگر دست اندازد و پرکالہ کند ایں کار نکنند مگر آں کہ بریں نسبت باشد کہ نانے درست درکندوری نمیگذارند برمیدارند و پرکالہا ہم درکندوری میگذارند کندوری باآں می پیچند آں پرکالہا طبخی و طباخ و کودکاں بخورند آں بہتر است و مرضی است بکند۔ واگر برکسے طعام بردہاند در طعام اندک نبرد آں قدر برد کہ اگر تنہا است واگر با خلق است آں قدر بود کہ کفایت رسد۔ درویشان چنیں گفتہ اند ہرکہ خالی آید خالی رود البتہ چیزے باید بردن ایں روش میاں ایں قوم است۔ چند نانے میان چند نفر باشد نانہارا بشکنند درمیاں اندازد تا معلوم نشود کہ کسے چہ قدر خورد آنکہ میخواہد او اندک خورد حال او ہم کسے را معلوم نباشد مستور ماند و آنکہ بسیار میخورد حال او ہم کسے را معلوم نباشد دیگر اشارت بدیں ہم باشد

کیفیت طعام خوردن یاران و چگونگی صحبت ایشان با دیگران

پارہ پوشانیم و ٹکڑہ خوارانیم و از غایت شکستگی و واماندگی ایشان ہم باشد
عجب نظارہ از اں ابدال است طعامیکہ ایشاں خورند دہن را بداں طعام
پر کنند و آں را در دہن بگیرانند بعد از اں بکشند بروں اندازند مضمضہ کنند
بخورند ہمانچہ در مضمضہ خوردہ شود ہماں غذائے ایشاں باشد تا ہر کسے را بعد
چندروز باشد۔ عجب دیگر میان مردم صورت مستذل و متخفف باشد شاید
از ہمہ خورد تر و پس افتادہ تر نمانید و با خود میاں خود و با کسانیکہ ایشانرا ملاقاتے
و صحبتے باشد یکے عزتے و کبریائے است کہ در گفتن نیاید چنانچہ شنیدہ شیخ
قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز در سماع بودے شیخ حمید الدین ناگوری
قدس اللہ سرہ العزیز پا افتادے سرا در ابر نداشتے اشارت بخادم کردے
خواجہ مارا قدس اللہ سرہ العزیز از یں حال کسے پرسید فرمود شیخ قطب الدین
قدس اللہ سرہ العزیز در مقام کبریا بود آں کبریا باآں ذل چگونہ آمیزد ایں ذل را
باآں کبریا چہ اعتبار بود و اگر گویند ایں اختیار برابر ذل نفس است اگر آں ذل
نفس است طرفے دیگر آں ذل عین عزت است در نفس آں می آید کہ من چنیں
کس ام کہ منم باایں ہمہ ایں چنیں نفس را ذلیل میدارم۔ بر ضعیف بارگراں منہد
و البتہ آں چیزے نطلبد کہ او نتواند آوردیا آوردن آں برو دشوار باشد و البتہ
استدعاے کسے قبول کنند کہ جواں مرد باشد استدعاے بخیل قبول نکنند و در
خانۂ او نروند و طعام او نخورند البتہ بتدبیر خوشے استدعا را دفع کنند و در
خانہ خود نما ہم نروند۔ و آنکہ در طعام تکلف کند برائے شاد باشی ازو ہم
احتراز است۔ و ضیافت یاراں کردن و طعام ایشاں را خورانیدن بچند

کسانیکہ دعوت ایشاں قبول کردن نشاید

مرتبہ بہتر باشد کہ فقیران اجانب را بدہند و اگر باکسے صلہ است او را مقدم دارد بحصہ برتر۔ و اگر باکسے کہ صلہ رحم است و او نہ از مردم محترم است زندگانی بحسب حال اوست و داون دستدان کند لک۔

(۷۹) و البتہ باخود سعی کند کہ او را خرچے باشد کہ بر آں خرچ کسے مطلع نگردد وچنانچہ گفتہ اند صوفی را البتہ معاملتے باشد باخدا کہ بر آں معاملہ جز خدا کسے مطلع نباشد۔ و آنچہ در مجالس و محافل بذلے کند او را باید ہم از آں جنس بذلے در سر ہم باشد و اگر کسے جامۂ معین را التماس کند فالامر مفوض الی الکریم اللہ اعلم ای مصلحۃ یطرء علیہ اما مردم را نشاید از کسے خصوص از صوفی جامۂ معین طلبد کہ ایں جامہ یا ایں دستار یا ایں کلاہ مرا بدہ

صوفی را باید کہ از اخراجات خود کسے را مطلع نکند و معاملہ باخدا دارد

(۸۰) و ہر جامہ کہ مرید پیش شیخ فتوح آرد نگر طاقیہ مگر آنکہ طاقیہ نو باشد کہ ملبوس کسے نباشد۔

پیش پیر جامہ ہدیہ آوردن

(۸۱) و مرید کہ پیش شیخ بیاید او را دو ہیئت شاید یا دو چشم کشادہ بر روے پیر داشتہ چنانچہ مبتلائے سوے محبوب بیند و یا گرد آوردہ نظر بر پشت پا یا بر سینہ خود داشتہ و نیک تیز نرود و سخت آہستہ نیاید و ہر چہ بیارد پیش شیخ بریزد مگر مصحفے و یا کاغذے از آں ادعیہ و یا چیزے تبرک مشایخ باشد۔ و پیش پیر کہ در آید باید کہ روے بر زمین آرد اما آنچنانکہ از سجدہ ممتاز باشد و البتہ بینی و پیشانی را نگاہدارد خواجہ ایں چنیں فرمودے قدس اللہ روحہ و چوں باز گردد البتہ اہتمام دریں باشد طرف پیر پشت نکند چنانچہ باطن متوجہ است صورت ظاہر ہم ہمچنیں شاید مگر خادمے و ملازمے کہ او را روزے چند بار بیاید آمد

آداب رفتن و نشستن پیش پیر و طعام خوردن پیش او

وکار ہا تعجیل میباید کردن او را میسر نیاید وکار شیخ بماند اما ایں قدر نگاہ باید داشت
ہم از اول قدم کہ باز گرد و پشت ندہد بلکہ یکدو قدمے پس رو و آنگہ پشت دہد
و در مجلسے کہ نشستہ یا نظر بر پیر دارد یا بر سینہ خود البتہ راست و چپا نگرد بہ آیندہ
و روندہ التفات نکند۔ پیش پیر بدیدن کسے نخیزد مگر آنکہ پیر برخیزد آں زماں
بموافقت او بخیزد و اگر پیر خیزد خود نشستہ نماند بسبب کاہلی یا آیندہ نزدیک او
آنچناں نیست کہ برائے او باید خاست و باید پیش پیر نشستہ در غنودن نشود و اگر
خوابش رنجاند از مجلس بیروں آید۔ و پیش پیر نشستہ ورد وے و تلاوتے نکند
و پیر را گذارد بشغلے مشغول شود ایں نکند۔ و پیش پیر نشستہ برگ نخورد مگر پیر دہد و
فرماید۔ و سخن بلند نگوید و کسے را باواز بلند نطلبد۔ و اگر طعام پیش پیر خورد گرد آوردہ
خورد و باید کہ خوردترین لقمہا باشد و باید کہ انگشتان او و کف دست او بطعام
مختلط و ممتزج نباشد۔ اگر خود مرید صادق است ابتلاے او دارد و محبتے
ہست با وے کاشں آنچناں خشک است کہ یکدانہ فرو نمیرود لقمہ خود چہ
باشد بسیار خود چہ گویم۔

(۸۲) شیخ را در امور بشری ہمچو خود می باید دانست بلکہ اغلظ و افحش
و در امور الٰہی ہمچو پیغامبران بلکہ ہمچو احمد خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
و آنکہ گفتم اغلظ و افحش بنا براں گفتم کہ او عارف است و نفس عارف
ہم عارف است و بعد آنکہ نفس درمیان عرفاں خود جولان گری کردن گیرد
گرد آوردن او دشوارے باشد پس اغلظ و افحش آمد بضرورت۔ شنیدہ کہ
گفتہ اند کہ گنہ در مقام ولایت دلیل بر مراجعت باشد و گنہ در مقام محبت

در امور بشری مرید شیخ را ہمچو خود بشرداند و در امور الٰہی ہمچو پیغامبران۔

دلیل بر منقصت محبت باشد و گرنه در مقام معرفت دلیل بر کمال معرفت بود

از مجلس پیر بے اذن او برنخیزد و از پیر چیزے التماس نکند

(۸۳) و اگر از مجلس یکے خیزد بغیر موجبے و مصلحتے میان مردم او را بحماقت و بر زالت نسبت کنند خصوص پیش پیر بغیر امر او۔ و هر بار که پیر طرف او نظر آرد او را هر بار روے بزمین آوردن زیادتی باشد بر پیر مشکل می شود اما غض بصر خویش کند و خود را گرد آرد و از پیر چیزے التماس نکند مگر خواندنی و گزاردنی و گرفتن سخت بر نفس خویش آں نیز اگر بدل گزارد بهتر اگر پیر را در دل افتد فرماید دریں نسبت مزید بیشتر بود و سلامتی بیشتر بود و استقامت باشد۔ و اگر شخصے پنج آیت می تواند خواند و غزلے میداند خواند پیش پیر نشاید مگر آنکه او فرماید یا آنکه آں شخص آں کاره باشد چنانکه مطرب سخن در و نیست۔

مرید مجلس شیخ را مجلس حق داند

(۸۴) مجلس شیخ را مجلس حق داند شیخ در مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ قدم یافته است همارہ همدراں مجلس است و همان کار دست موزه اوست هر جا که نشسته است ازیں جداگانه نیست۔ مرید را شاید مجلس او را مجلس حق داند زیرا که او با حق است چنانکه گفتیم۔ و خود را و پیر را یک پله ننهد برائے فروختن بادنجان گذرا پایه و سنگے دگر است و از برائے خرید مروارید و گوهر شب افروز کفه دگر دارد۔ و بسیار پیش شیخ نباشد اگر پیر بهمه باب آراسته است که او خبر کمال معرفت عیبے ندارد ترا با او نه سنجند

مرید را لابد است که فرمان پیر بجا آرد

(۸۵) و هر چه پیر فرماید بر میزان شرع سنجد هر چه موافق باشد اقدام و طاعت ضروری است و اگر مخالف نماید اگر امرے فاشی است۔ خود دراں باب تاملے و تانیی کند و اگر ره تاویلے و وهم عذرے یابد

مباشر شود تو میدانی او بعلومے واقف است کہ ترا ازاں شعورے و خبرے
نیست حکایت خضر و موسی علیہما السلام شنیدہ باشی کہ در ہر سلوکے ایں سخن
گفتہ اند و ایں سخن آوردہ اند جملہ تصرفات پیر را تصرف خضر علیہ السلام تصور کند
خضر علیہ السلام کودکے را کشتہ است ازیں فاحش تر کبیرہ نباشد و مع ذلک
وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي اباے میکند کہ چہا زاید و پیران چہا کنند و ایں ہمہ
بامر باری بودہ باشد وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ایں معنی میگوید کہ من آں قتل
از خود نکردہ ام عَنْ أَمْرِي ایں کار من نبود ایں کار خدا بود خود کردہ است و میگوید
کہ من نکردہ ام خدا کردہ است اینجا تو بداں پیر کیست و چونہ کسے است۔

(۸۶) و پیش پیر بمراقبہ و ذکر مشغول نشود ہمہ مراقبہ و ہمہ ذکرہا ہمیں حضور
اوست تو ہمیں حضور او باش۔ خواب پیر بداں کہ خفتہ است بیداری او بداں
کہ از خواب خواستہ است بیدار شدہ است یا بیداری دارد کہ خواب طاری
خواہد شد۔ بدانی از پیر غافل بودن حرمانے کلی است یک سخن او بجاے رساند
اگر صد سال خدا را پرستی و واجبی پرستیدہ تا آنجا نبرد۔ ہر کسے در کارے
مہارتے دارد و پیر در رہ بری راہ حق استادی و مہارتے دارد رہ در از
میداند و میگوید علیک بالجادۃ و ان طالت و وزوار ہا رامی شناسد از راہ
راست طرفے راستائے و چپائے گشت کردہ است از کہے و کہیخ زیرے
زبرے رہے پیدا آوردہ کہ رہ روان سلک حق بصد سال تا آنجا نرسند کہ
پیر بیک ساعت او را در آں محل نزول وادہیا ہر چہ او فرماید بدال لابدی است
و ہر چیز کہ ترا فرماید کہ آں نسبتے بدو و بکار او دارد بدانی کہ طیلم حکمتے است کہ

پیش پیر متوجه بر پیر شو بمراقبه و بذکر دا و را مشغول نشود
از پیر غافل بودن حرمان کلی است یک سخن پیر مرید را بجاے رساند که صد ساله طاعت او را تا آنجا نبرد

مرید نام پیر را بر زبان بسیار راند و در ہر جا و ہر حال تصور او دارد

درباب من است ہمارہ بسری باید بر دو اتباع دستار و رفتار و گفتار ہمه مریداں
را باید کالشرط اہم ہست۔ والبته باید نام پیر بر زبان بسیار رود بہر حقیرے و
کبیرے که او را پیش افتد۔ و برائے تصور پیر بدل محلے معین ندارد و وقتے
معین نکند و حالے معین نکند بہر وقتیکه باشد بہر حالے که دارد و بہر جاے که باشد
تصور پیر از دل خالی نباشد۔ پیر متجلی است عقیده بریں باید که او صاحب نفس
است یعنی ہیچ نفس بے مشاہدۂ غیب بر وے نمیرود و چوں دل مرید متحضر دل
پیر باشد گہے چنیں ہم اتفاقے افتد که بینہما مقابله شود۔ پیر متجلی انوار قدسی برو
دایم متجلی است چوں عکس انوار قدس بر وے ظاہر شده باشد و دل مرید مقابل آں
دل افتد عکس عکس بر وے ظاہر شود چنانکه عکس آفتاب بر آب افتد و دیوارے
که محاذی آب بود عکس عکس بر آں ظاہر شود مثالش چنیں باشد شمس اکنوں نظاره
شود ہر چند که دیوار ہیچ قابلیت انعکاس آفتاب ندارد محاذی جرمے شد که
آں جرم قابل ظہور و انعکاس است آں ہم حظے تمام ازو گرفت که او بصد
مشقت و زحمت دل را آنچناں ساخته بود که عکس پذیر شود و ایں بے مشقت
نصیبے تمام گرفت۔ معلوم شد که بدل توجه به پیر چه اثر دہد۔

مرید خود را دایم در حراست پیر داند

(۸۷) و دائم خود را در حراست پیر داند و گمان نبرد که از وے کارے
میسزد بتوفیق الله و به اعانت شیخ داند۔ ہر گرا ایں حالت ملازم است
و دایمی او باشد بعد از چندگاه در ہر چه بیند پیر را آنجا یابد۔ پیر صورتے و
معنی دارد متعلق صورت او شود که فیض آں معنی ہم باآں صورت است چو تو
متعلق بآں صورت باشی ہر آئینه فیض او بر تو تجلی کند۔ برامتان فرمان

اعتقاد مرید با پیر
مرید را با پیر چه سهم
اعتقاد باید داشت

می آمد پس روی نبی کنید تا آنچه بر نبی آمد بشما هم رسد فلذلک پیر و مرید
صوفیان متابله گویند مرید در دل پیر خدا را می بیند و پیر در دل مرید خود را
می بیند۔ توجه بصورت پیر کارے مرتب است اندک چیز ندانی۔

(۸۸) و اقل اعتقادیکه مرید را بر پیر باید که بداں لابدی است و بے
ازاں چاره نیست آنکه مرید داند که پیر هرچه میکند باذن من الله میکند
والبته بداند که هیچ قدمے از قدم پیر او بیشتر نیست و دراں ایامیکه
اوست بداند که هیچ کسے ازو بالاتر نیست و اگر نوعے محقق شود که دیگرے
از پیرش بیشتر است مثلاً فرض کنیم پیر پیر است بااین همه این قدر داند
آنچه مرا از پیر دست بدهد از پیر پیر دست ندهد و من به پیر پیر به پیر رسم
و اگر ازینجا خواهم بطرفے دیگر توجه کنم این توجه از دست برود و او البته
بدست نیاید و اگر هم بر پیر متعلق متوجه ماند پیر پیر رحمتے و لطفے نماید داند که
مسکین صادق است عقد عقیده که بسته است مستحکم تر است و هم هوان
نیست۔ حکایت خدمت شیخ الاسلام فریدالدین و خدمت شیخ قطب الدین
و خدمت شیخ معین الدین قدس الله سرهم بارها گفته ام شنیده باشی۔ رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم از معاذ رضی الله عنه پرسید همه شب چه کنی گفت
ربع شب درود میگویم باقی بعبادت مشغول می باشم گفت اے معاذ
اگر توانی درود زیادت کن بعد چند گهه همان سخن پرسید معاذ رضی الله
گفت تا نیم شب درود تو گویم باقی بعبادت خدا مشغول می باشم گفت
اے معاذ اگر توانی درود زیادت کن بار دیگر سوال را معاودت شد گفت

یا رسول اللہ سہ ربع شب مشغول بدرود تو باشم یک حصہ بہ بندگی خدا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود اصبت فالزم اکنون ترا چہ گمان
رود کار خدا بہتر یا درود مصطفےٰ کہ او آں می فرماید مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میداند کہ معاذرہ بدو بخود نتواند برد اما اگر من واسطہ می باشم عن قریب منزل
بسر میرسد۔ ہمیں گمان بر مرید و پیر و پیر پیر۔

(۸۹) واگر پیر کارے فرمودہ باشد و وقت نماز درآمدہ بجائے فریضہ
جماعت شدہ و بتواں اگر آں جماعت فوت شود جماعتے دیگر بوقت تواں
رسید کار پیر را مقدم دارد کہ آں رفتنی نیست و در تاخیر آں زیانے فاحش است
ترا آں قدر باید دانست پیر بشر است بشریت با وے باقی است و خداوند
سبحانہ تعالےٰ از جملہ نسب و اضافات منزہ است در کار او اگر تاخیرے
شود او باز در غضب نیاید چہ غضب بروے اعتبار نیست اما غضب پیر از
خاصیت بشریت بسیارے در کار او بحذر باش۔ و نخواہم کہ مقربان
و نزدیکان پیر را ہیچ چیز برنجانی کہ او بشر است و بشریت با وست و ایں
کساں تا چہ محل و تا چہ وقت با وے ترا ذکر کنند کار تو خراب شدہ باشد و
ترا از آں آگاہ نہ۔ اگر وقتے پیر را رنجانیدۂ و او از تو رنجیدہ است با آنکہ
عفو کند اما آں گرہ در سینہ بربستہ است تو بہوش باشی ہر بار در دلش
آید کہ ازیں شخص چنیں چیز ہا زاید۔ ہر بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بر خواط انصاری رضی اللہ عنہ مزاج گرم کردے چند چیز کہ از وے بعد
از اسلام زادہ بود البتہ بز بالش آوردے و گفتے تو ایں چنیں کس ہستی

فرماں پیر را بر ہمہ مقدم دارد و در رعایت احترام ملازمان و مقربان پیر بسیار بجد باشد

و آنکہ ہر بار خطبہ میکردے و گاہ گاہے ایں سخن در خطبہ فرمودے نہ آنکہ شما آبانی در سنگ می پرستید و مردار میخوردید و بچگانرا زندہ میکشتید و صلہ رحم قطع میکردید عزت شما باشد و ہدایت بما یافتید و امثال آں نہ آنکہ گذشتہ ایشاں بر زبان میراند و ایشانرا تقریع و توبیخ میکرد و دلہاے ایشاں را بداں شکستہ میگردانید ازیں تقریع و توبیخ کدام سخت تر باشد کہ گوید کنتم ذلاً فاعزکم اللہ بی اگر در شما عقلے بودے و شما دانا بودے و در شما حکمتے و فہمے بودے شما سنگے تراشیدہ نمی پرستیدے عاقل غیر خدا را نپرستد۔ دانی ایں کدام طعن است و لے طعنے عاتے نہ بر کیدو۔ فعلی تذا ترس از پیر بیشتر از ترس خدا باشد۔ شنیدہ در مذہب امام مالک اگر کسے سبّ باری کند پس توبہ کند توبہ او مقبول است غایت مافی الباب مرتد شدہ باز از ارتداد بازگشت اما اگر سبّ نبی کند توبہ اش مقبول نیست البتہ بکشند زیراچہ نبی از عالم نسب و اضافات است دشنا میکہ او را دہند وہم الحاق است مثلاً گویند و العیاذ باللہ منہا کہ آں نبی کاذب است دشنامے صریح است کذب و صدق نسبت بہ انسان دارد پس آں از امور نسبی است وہم آں دارد کہ بذات الحاق شود اگر او توبہ کند توبہ او قبول نکنند زیراچہ او را دراں ورطہ داشت اما سبّ رب صورت الحاق ندارد ہیچ اعتبارے زیراچہ او از جملہ نسب و اضافات بیرون است غایت مافی الباب کسے دلیری کردہ است بے ادبی کردہ است توبہ کند عفو باشد۔

(٩٠) و در ہر کہ معلوم شود کہ پیر را بنوعے اہانت کند بصریحے و کنایتے

بد عقیدہ اندیسیار دوری گزینند

واشارتے ازو چناں تبرا کند کہ مرد زاہد از وجود شیطان واگر مداہنت و مدارا را بمصلحتے روا وارد آں مرد مداہن باشد و مداری بود از حالش آں معلوم شود او را حمیتے در طبیعت او از طرف پیر نیست ـ چنانچہ علوی بشنیدن نام یزید چونہ میشود ہمچنیں مرید دیدن مخالف پیر و دیدن بد معتقد پیر و آنکہ بر پیر طعنے تشنیعے کند ہمیں مثال دارد ـ شنیدہ باشی الحب للہ والحب فی اللہ من اوثق عری الایمان ـ

حرمت داشتن جامہ پیر و تبرک جستن ازاں

(۹۱) آں جامہ کہ از پیر یابد خصوص آنچہ ملبوس باشد آں را حرمت دارد پائمال نکند مگر بساطے یافتہ باشد یا نہالچہ یا غیر آں کہ لابدی است قدم بروے بدارد ـ و در حالت کہ طہارت و وضو نباشد آنجامہ را بدست نگیرد و نزدیک نیارد و در استعمال ندارد ـ والبتہ در آں کوشد کہ در اوقات متبرکہ و در ایام متبرکہ چنانکہ اعیاد و غیر آں بداں تبرک گیرد و آنرا برخود دارد و شفیع حال خود سازد

حرمت داشتن جائے نشست پیر

(۹۲) جائے نشست و بود پیر را حرمت دارد چنانچہ او را پشت نمیداد و نمی ایستاد و تواضع و انکسار می استاد ہم چناں جائے نشست پیر بایستد و بداں سمت روے بر زمیں آرد گوئی او نشستہ است و پاے پس باز گردد و روح او را دراں مقام شاہد داند و از ارواح خلاصہ است

ارواح خلاصہ را طی مکان و طی زماں است

و ارواح خلاصہ را طی مکان و طی زماں است ہمدراں ساعت واحد پیر در مدفن است پیر در مجلس است پیر در مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ است اگر کسے از مریداں دل را صاف شفاف کردہ است از و پرس کہ او گوید آرے سخن ایں است کہ او میگوید ـ

ربط قلب بہ پیر

(۹۳) من دریں جملہ کہ با تو گفتم ربط قلب کہ در کتابہائے سلوک می‌نویسند
در ابتدائے ذکر یا در شغل ذکر ربط قلب بر پیر مستقیم دارد من دریں عبارت تمام
گفتہ ام ترا خدائے تعالیٰ فہمی دادہ است دانستہ باشی۔

مرید را باید کہ ہر یکے از اصحاب شیخ را بنعمتے مخصوص تصور کند

(۹۴) ہر یارے از اصحاب شیخ را باید بنعمتے مخصوص تصور کنی۔ پیر آبے
عمیق رواں است ہر طرفے از وے جوئیہا بردہ اند از ہر جوئیکے در کشتے
آب رسیدہ تخمے کہ دراں زمین ریختہ اند تخم بر آید ہماں بار آرد۔ جائے جو
جائے گندم جائے شالی۔ ہر یکے از پیر نصیب گرفتہ است اما بحسب استعداد
او فیضے بدو رسیدہ است۔

مرید را در اتباع پیر در امور بشری احتیاط باید کرد

(۹۵) و در امور بشری پیر در اتباع آں اہتمام نورزی تو بشری خود را
میدانی بجسے کہ ترا ز یا نکار نیاید آنقدر اتباع کن مثلاً پیر اکثر نساء او اغلب
تقربا ہست ایں اتباع را ہوس نبری نگر در خود ایں معنی یا ایں قوت احساس
کنی وکذلک در بشریات دگر۔ اگر در پیر احساس کنی کہ ذخیرہ میکند آنجا نیز
ہمیں حکم دارد در باب پیر ایں تیقن باید کرد کہ او ہر چہ ذخیرہ میکند باذن من اللہ
میکند و ہر چہ خرچ میکند باذن من اللہ میکند پس در جمیع امور اتباع نباید۔ در معاملات اتباع
است در الٰہیات نہ۔ من در بعض امور مبالغہ میکنم سبب آنکہ ہر مردم را
در فہم نیاید۔ پیر را ہمچو شجرہ موسیٰ تصور باید کرد و کلامیکہ موسیٰ علیہ السلام از
شجر می شنید کلام پیر را ہمچناں بباید دانست۔ ایں استحالتے نہ پنداری کہ
در ورائے شجرہ او تعالیٰ سخن گوید یا آفریند اگر ورائے زبان کسے سخن گوید
چہ محل انکارے ہمبریں قیاس دست و پا و چشم حدیث قدسی بی یسمع

اتباع پیر در معاملات است و در الٰہیات نہ

وبی یبصر شنیدہ باشی دراں چہ بیان زیادت کنم۔

تحقیق کلام پیر از متفقہ نکند

(۹۶) واگر پیر سخنے گوید تحقیق آں از متفقہ نباید کرد تحقیق آں ہم از
فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ہمیں بیان کردہ است اہل
اہل مشاہدہ اند اہل معانیہ اند۔

مرید را پیر پرست باید بود

(۹۷) چنیں گویند کہ مرید پیر پرست باید یعنی پیر مظہر انوار لاہوتی و
ورائے او تجلی رب است تعالی پرستیدن او نیست پرستیدن حق است
فایدہ ایں صورت درمیانہ چہ باشد برائے تثبت حضور را زیرا چہ صورت
مشاہد و معاین تو است عین بعین تصور می شود تصور غایب باسمہ غایب از
خطرات ولمات ووساوس آنجا بسیار مزاحمت دارد۔

مرید را دو کار است تخلیہ و تجلیہ

(۹۸) مارا دو کار است تخلیہ و تجلیہ۔ تخلیہ عما سوی اللہ۔ تجلیہ التزام
اللہ۔ اصل کار تجلیہ است تخلیہ برائے تثبت ایں تجلیہ است بینہما ملازم
کلی است فکما تخلی تجلی وکما تجلی تخلی۔ چنانکہ فنا و بقا حضور و غیبت۔

تصور پیر

(۹۹) وتصور پیر یا ایں چنیں کند کہ خود را محضر او در مجلس او حاضر تصور
ویا پیر را درروں دل تصور کند یا خود را عین پیر تصور کند۔ ایں نیکبختاں وا
ایں مراقبہ نیست ایں مشاہدہ نیست ایں مکاشفہ نیست ایں معانیہ الیسہ

دوستی و محبت پیر

یعنی عین بعین۔ ودوستی پیر آں باشد کہ ہیچ چیز او را از پیر دوست تر نباشد
اگرچہ زن و فرزند و ہر کہ ہست واگر وقت مردن بیاد پیر میرد نہے کار بزرگ
صوفیاں اند کہ پیر را ہمچو استادے و معلمے دانند اما میاں ما و خواجگان
پیر معشوق ما است و ما عاشق پیریم ہیچ یکے را با زاء او نہ نہیم و نہ دانیم

جنید رضی اللہ از و بہتر بود و یا بایزید رحمۃ اللہ علیہ یا کسے دیگر یا آں عدیل و بدیل
ایشاں است۔ ما پیر و مصطفے و خدا را یکے دیدہ ایم یکے دانستہ ایم من آں
دو بیت را کہ گفتار اوحد کرمانی است رحمۃ اللہ علیہ از زبان خواجہ خود
شنیدہ ام

بیت

گفتم کہ پیامبری تو یا پیر — گفتا کہ دوی ز راہ بر گیر

چوں نیک بدیدم ایں نکو بود — او و من و پیر ہر سہ او بود

آنکہ بدانی کہ از فرمان پیر تقاعد میکند ندانی کہ او نیک بخت است
پیر سفیر اللہ است ایں خزانہ آلہیہ است ہر چہ ترا رسد از وے و از دست او رسد
(۱۰۰) بر مبتدی فریضہ باشد ہر حادثہ و واقعہ کہ او را پیش آید پیش پیر گزراند
واگر پیر آنرا تعبیرے و تفسیرے فرماید یا نہ و ذالک مفوض برائے او و ترا گزرانیدن
ناچارہ باشد۔ اما متوسط و منتہی را باید ہر چیزے پیش پیر نگذراند مگر چیزے
کہ بدو برہ گذرا و نسبتے دارد۔ چنیں ہم باشد کہ مرد نارسیدہ را و کار ناتمام
کردہ را چیزے نمایند کہ مرداں انہارا غیرت و مارا از سر ایشاں برآرد و آنقدر
زیانکار ایں مرید باشد ناگہاں غیرت بکار شود نہ توانی و آں دیدار واز
پیر سرّے بتعین نطلبد و آنچہ نقد وقت او باشد بر ہر کسے ازاں حکایت
نکند۔ و ہر واقعہ و خوابے کہ بیند اگر چہ انبیا و اولیا را بیند مقابل آں فضل
نباشد کہ پیر را بیند۔ و جملہ پیر انرا برہ و بر اصل و اندورہ پیر قریب تر و
سودمند تر بیند۔ و در نماز پیر را تصور طرفین کند یا خود او را امام خود بیند یا در درون
دل خویش داند و خطابات قرآنی را اگر در غلبہ وقت با پیر می شود بداں التفاتے

نکند و بداند آن متاع البیت یشبه رب البیت پیر ہم از انجا آمده و تو ے
و پرتوے از انجا آورده است۔

در سماع حمل بر پیر باید کرد

(۱۰۱) و در سماع البته حمل بر پیر باید اگر طلبے واگر وصلے و ہجرانے واگر نظارهٔ جمالے و حرکتے و سکنتے ہم با پیر خوشتر آید۔ ایں حکایت از شیخ نظام الدین قدس اللہ سره العزیز درست تر شنو او گفته است قدس اللہ سره حق خرقه شیخ ہر بیتے که از گوینده شنیدم جز بر ذات پاک شیخ حمل نکردم مگر که حالت سماع چه نازک حالتے است و شیخ نظام الدین محمد بدایونی را رحمة اللہ علیه دراں حالت جز خطره بر پیر چیز دگر نیست اللهم اهدنا الی سواء الصراط۔

پیر را مثال ساقی تصور کن۔

(۱۰۲) پیر بر مثال ساقی تصور کن که شراب محاب و معارف از دست او تواں یافت۔ شنیده که فردا مرتضی کرم اللہ وجهه ساقی باشد تشنگی نرود مگر آنکه از دست او قدح نوشند پیر را ہمیں داں مرتضیٰ سرور مشائخ است پیر نائب او است للنایب حکم المنوب می باید دانست۔

مرید را اتباع پیر واجب است اگرچه از پیر بیشتر رود

(۱۰۳) واگر مرید از پیر بیشتر رود باید که اتباع او نگذارد و در صفت مشائخ فرو آمنا و صدقنا او را پس پیر ایستانند با ہمه مرتبه که او را است او را بنام پیر خوانند مگر آنکه روشے و ورزشے بر حسب زمانه یا باذن من اللہ یا باجتهادے صادق او را روی نماید ایں اقسام ازیں جمله مستثنیٰ باشد۔ باایں ہمه که مرید از

پیر را اعتقاد درست دارد که او مقبول و موصول است

پیر بیشتر است توجه با پیر میکند۔ ہر چند که شرعاً معصوم نیست و خوف عاقبت بر ہمه باقی است با پیر جز آں گماں نبرد که او مقبول و موصول است و ایں را یقین داند و ایں اعتقاد بریک فرو نیست که اکثر مومنان ہمچنیں اند و ہمچنیں

باشد واین در شرع قادح نیست واگر نہ توجہ درست نیاید۔

مرید اگر پیر را در خواب یا در واقعہ بحالت منکرہ بیند نسبت بحال خود کند

(۱۰۴) واگر پیر را در خواب یا در واقعہ و یا بنی را بحالت منکرہ بیند آنرا بدو نسبت نکند بحال خود کند بداند کہ حکایت حال من است کہ مرا بدیں صورت میکنند می نمانید۔ یا خود بداند کہ در جہاں حادثہ شود کہ حالت خلق خدا بدیں آید۔

مرید مصاحبت و مجالست جز با معتقدان

(۱۰۵) والبتہ مصاحبت ومجالست جز با معتقدان و با پیوستگان پیر نباشد۔ وہرچہ در رہ پیر بدل کند منت آں بر سر وچشم خود نہد وشکر بجا آرد کہ ایں ہمہ برکت پیر بود کہ موفق بدیں شدم۔ وآں سختے کہ پیر برو نہد سبب مزید خویش داند۔

پیر بدل ارد

عشق مرید بر جمال ظاہری پیر

(۱۰۶) واگر پیر جمیل باشد ومرید را عشق بر جمال ظاہر او افتد زہے سعادت آں مرید وزہے رہے نزدیکتر کہ بحق او را بود محمد حسینی ادام اللہ حیاتہ ابتلائے یا پیر داشت کہ اگر با تو گویم استماع آں در تحمل تو نباشد واعتقاد چنیں مستحکم باید کہ از دیدن خارقے وغیر آں مستغنی باشد۔ وکلی وجزئی خود پیش پیر عرضہ دارد۔ مگر آنکہ پیر صاحب قبول باشد وآیندہ وروندہ بروے بسیار بود گفتن دشوار باشد۔ دریں باب ہم بدل توجہ شود وکار را بہ پیر گذارد وخیریت آنرا ہم بدل از پیر طلبد۔ وباید کہ ایں مرد را در جملہ امور جہانی وشادی وغم ہمہ با متعلقان ومریداں پیر باشند وصحبت جز با ایشاں نکند اگرچہ مرد عامی یا از احتراف است متشبہ ہم ایں چنیں مردے را گویند۔

پیر بمثال مرضعہ است
مرید بمثال رضیع است

(۱۰۷) پیر بمثال مرضعہ است ومرید بمثال رضیع۔ رضیع اگر از مرضعہ در ایام رضاع باز ماند ضایع شود وچوں آں ایام رسد کہ آں ایام را فطام گویند

بہیچ حال پرمدر از بہر استغنا نباشد

یعنی از شیر جدا شود ہم از تربیت دور شدن ضیاع او باشد تا آنجا رسد کہ او خود را
تواند شست و خود را خود از موذیات و از مہلکات باز تواند داشت ہم از
تربیت مستغنی نشود و اگر نہ خراب گردد و اہتدا کلی نباشد۔ بعد آنکہ ایام رشد
آید ہم احتیاج تربیت باقیست ورنہ نجیب نشود بے ہنر برآید۔ و بعد آنکہ
در ایام بلوغ آید آں ایام دیوانگی و مستی است آغاز ہوا ہا و ابتدائے شہوتہا
است جائے افتد کہ غرق ہوا ہا شد از انجا ہم بیرون آمدن دشوار باشد
مگر بصحبت دانائے حکیمے عالمے۔ و بعد آنکہ ایام شباب رسد خود مراد شود
جہان را تجربہ نکردہ است چیزہا پیش آید خیر و شر آنرا اند حوادث و طوارق بیشتر
و بیشتر نیامدہ است نشنیدہ۔

بیت

مرد خردمند ہنرمند را عمر دو بایستے اندر شمار
تا بیکے تجربہ آموختے واں بدگر تجربہ بردے بکار

از ایام جوانی تا بکہولت یک عمر است۔ از کہولت تا شیخوخت و کہنگی روزگار
دوم عمر است۔ مرد با تجربہ و ہر چیز را شناختہ و ہر یکے را بدیگرے داشتہ و
دانستہ و بر محل او قرار دادہ۔ المقصود مبتدی کہ ہیچ رہ روی کار نیافتہ است
بر مثال رضیع است اگر از پیر جدا شود ہلاک گردد ہیچ چیز از و نیاید۔ ایام فطام
بر مثال آنست کہ مبتدی را شئے مائی از غیبیات بر و ظاہر می شود چنانکہ
نورے و نارے صورتے دیدن آوازے شنیدن خوابے و واقعہ مرجوئے
دیدن۔ و آں ایامیکہ خود را خود تواند شستن و خود را خود از موذیات و مہلکات
نگاہداشتن رشدے و روئے نمود است و رشدے پیش آمدہ است

دربعض اوقات تنبیہ می شود در واقعہ یا در خواب یا در بیداری و ایام رہوف
بداں ماند کہ اول قدم در مقام توسط نہادہ است و کمال آں پیش نیامدہ
گاہ گاہے تلوینے می شود و استتارے بداں می افتد این نیز ایام غرور و
سرور است و غرور و سرور خالی از شرور نباشد خود را چیزے داند و بداں مغتر
گردد زیانکار وقت او باشد۔ آں زمانے کہ حکایت ازاں زیاں کردن ہمیں
باشد کہ از آتیات و جائیات حرماں پیش آید صفائی واردات نباشد
و نقیہ صادرات نشود۔ اما چوں ایام بلوغ آید وقت دیوانگی و مستی است
تجلیات می شود کشوفات پیش می آید و آں تجلیات و کشوفات او را برہی
می برد تحمل برنا شایستہ دارد بگوید تو از اں من و من ازاں تو میاں ما بیگانگی
نہ ازاینہا چرا باز می مانی ایں بیچارہ محروم شدہ از بسیار مزید و از شہود غیب
محروم گردد۔ جہاں جہاں در جہاں عارفان دریں غرقاب خلاب افتادہ اند والبتہ
سر برآوردن نتوانستہ اند کشیدن زیرا چہ چیزے است ملذوذے
مرغوبے ہوائے با فضلے و نوالے او میگوید خدا میفرماید و مرا دریں میدارد
و بدیں از بیگانگی دور میکند میگوید ان لکل ملک حمی و حمی اللہ محارمہ او
میگوید در حمی کسے در آید کہ در محارم باشد معاذ اللہ من ہذا المقال الواہی
آمدیم ایام شباب بداں ماند مرد چیزے تجربہ کردہ است و حقایق و
معارف را کماہو شناختہ است و لکن او تعالی مکار است وَمَكَرُوا
وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ازیں جملہ حکایت کردہ است و را از آب
نماید و بداں دارد کہ او از ہمہ خود را فایق و ہمہ چیزہا ذایق بیند و در واقعہ

درکمین چیزے دارد کہ نظر ایں ازاں دقیقہ غافل است۔ اینجا نیز کسے باید کہ او پختہ کار باشد و سوختہ روزگار باشد و بسیار تقلبات و تحویلات اورا نظارہ شدہ باشد و بسیار مکرہا بر و باختہ باشند و بسیار بار آئینہ را بر روے او داشتہ اند و گفتہ اند کہ ایں روے آئینہ است و در واقعہ آں پشت آئینہ است کرّات و مرّات در غلط و خطا انداختہ اند دریں بحر و دریں شطّ بسیار غطّ و عطّ و رفع و وضع دیدہ است بسیار تموجات و تمرجات بحر را تجربہ کردہ در صحبت ایں چنیں مرد شاب کہ تا بکہولت رسیدہ است از بسیار کمینہا و مکرہا خلاص یابد و اگر آں پیر را پرسی او گوید ہنوز در تقلبات و تحویلات ہستم و از مکر خالی نہ ام سخن بر تو راست میگویم اگر مرا پرسی بدبخت کیست گویم آں کہ از فرمان پیر جدا شد آنکہ صحبت پیر را ترک آورد خود را بہواے خود و مراد خود داد ہلہ ہش باش بہر حالتے کہ ہستی و تا آنجا کہ رسیدۂ اگر صحبت پیر میسر است نگذاری۔ اینجا جزئیاتے است دقیقۂ و لطیفۂ است کہ ہر نظرے و ہر بصیرتے آنرا احساس نمی تواند کرد۔ و من ہفدہ سال قریب در صحبت شیخ خود بودہ ام باخود گمانہا داشتم چوں او از سر من رفت محقق شد کہ بسیار کار باستے کردن کہ آں احتیاج بحضور او داشت اما چوں باز ہم بدو بر بستم چنانچہ حق بر بستن است او از من غایب نشدہ و تربیت بساعتہ فساعتہ از من دریغ نداشتہ تا آنکہ ایں کہ گفتم از فہم خود نہ بمجرد علم۔ ہیچ معلوم تو ہست کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باصحابہ رضوان اللہ علیہم چہ تکمیل کرد و بعد از فوت او از ایشاں چہار زاد ایں حدیث منع میکند اذا ذکر اصحابی

بدبخت است آنکہ از فرمان پیر جدا شد و صحبت پیر را ترک داد

بہر حالے کہ ہستی و ہر درجۂ کہ حاصل کردہ صحبت پیر را مگذار

مدت صحبت حضرت مصنف با پیر خود و او شاں را

در شواریہا در سلوک پیش آمدن بعد از رحلت پیر و امداد از روحانیت پاک او شاں

فاسکتوا وگرنہ شمہ میگفتم ہمبریں قیاس پیراں ومریداں رانگیر۔ وآں مریدیکہ
اوراجاہ در سرباشد خودرا بجاے رسیدہ بیند وقوت رسانیدن ہم در خود
احساس کند خواہد کہ البتہ از پیر جدا گانہ شود لبری وسروری پیشہ گیرد او بحقیقت
ذوق حقایق نگرفتہ است وچنیں وانم آنقدر ہم بصور واشکال غیبی اورا ابتلاے
وگرفتارے پیش نیامدہ است اگر ایں نوع نقد وقت او بودے او بدینہا میل
نکردے او از خود واز مقصود خود فارغ است فراغت می بیند آنکہ ایں
وہمیات وایں خویلات مزاحم وقت او می شوند وایں بیت نشنیدہ است۔

بیت

مرا بخانہ خمارہ برید وبسپار   دگرم ابغم روزگار مسپاری

(۱۰۸) ودیگر اگر ترا قوت ارشادے وہدایتے شد آنکہ خود را نصب ایں
کار کردن چہ معنی دارد نہ آنکہ نظر بظاہر کار است مگر آنکہ قہرے از پیر باشد وامرے
از مصطفے شود وتہدیدے از خدا رسد اگر ایں چنیں کسے دریں رہ قدم نہد و دست
فراز دو خواص وعوام را دعوت کند شاید۔ واگر پیررا مصلحت افتد کسے را لیے
آنکہ مقام ارشاد دارد اورا فرماید دست بتوبہ دہد بقدرے کہ او بہمت مرداں
رابداں دعوت کند شاید پیر بسبب عہد آخر الزماں کہ توبہ کردن ہم عزیز کار است
فرماید نکو کاریست ایں اما اگر مرید پیر را بعد پیوند وارادت طلب در سرافتد و
پیران گفتہ اند بہر کہ پیوست پیوست بدوم جا توجہ کردن ارتداد باشد اکنوں
ایں چنیں بیچارہ ضایع ماند واز وبدیگرے نتواند رفتن ودیگرے اورا دستگیری
نکند سبب آنکہ او را متوجہ الیہ متحد نیست پس راہ او زدہ باشد۔

(۱۰۹) البتہ از پیر علمے کہ در اصول سلوک محتاج الیہ نیست مطالبہ آں

بعد حصول اجازت از پیر مرید را در دست گرفتن چاہیے احتیاط باید کرد

مرید از پیر مطالبہ علم

علم نکند والبته منتظر آں نباشد که از پیر خارقے بیند۔ دریں باب چند احتمال دارد۔ پیر خارق دارد اما اذن باظہار خارق نمی یابد یا او خود اظہار نمیکند سبب آنکه قصه فاش شود مردمان وقت او را غارت کنند یا خود امتحان دارد که بہ بینیم میاں پیوستگان که بر شرط اعتقاد است و که متوہم و متخیل است ہر که برویت خارقے معتقد شد او مردے متوہم و متخیل است بر اعتقاد او اعتمادے نیست و آنکه او یقین دارد که پیر کشف یقین دارد معتقد او را شمرند۔

نکنند که در سلوک محتاج به پیر نیست و از پیر منتظر خارق عادت نباشد

(۱۱۰) و بہ تحقیق است مرید را بے رہبری پیر در سماوات عروجے نیست و ایں که عروج شود بچند طریق است یکے ہماں پیر یا کسے بجاے پیر او را در کتف خویش شاند و گوید مرا محکم بگیر بالتزامے والتصاقے سختے تا آں که بالا برد بقوت طیران خویش درے پیش آید پیر زود دست براں در زند دربانان پرسند کیستی تو او بگوید فلاں بن فلاں و آں مرد از آنہا است که بارہا رفته است و کسے را برده است و بنام او در میکشانید گویند کرا برآوردی گوید فلاں بن فلاں را او از آن من است او را دریں مرتبه رسانیده ام که تا اینجا آید بعد آں برود در بکشانید القصه بطولہا است اما مقصود من ہمیں قدر بود۔ و دیگر را بیارند براں دابه سوار کنند معلوم نباشد که آں دابه در رہ میرود یا میپرد اما بچند پلک زدنی او در سماوات رفته باشد۔ و دیگر یا شیب شکلے پیش آید و یکے پیش شده الیٰ الیٰ خواند طرف خود ایں دنبال او شده برود۔ ایں ہمه چیز بے رہبری پیر نتواں رفت۔

مرید را بے رہبری پیر در سماوات عروج نیست و ایں عروج بچند طریق باشد

(۱۱۱) و ہر چه از الہیات پیش آید پیش پیر گفتن لابدی باشد خصوص

مرید را از الہیات ہر چه

چنیں آمدہ پیش بعض سخن لابدی است

اول حال پس آں کہ مرد پختہ و قوی حال شدہ باشد ہر چیز یرا خود تعبیرے میکند
و اشارتہا فہم میکند اکنوں کار بدست اوست او داند۔

مرید باید پیر را در قالب خویش بجاے جان بلکہ جان جان خود تصور کند

(۱۱۲) و پیر را در قالب خویش بجاے جان خود تصور کند بلکہ جان جاں
و اگر در اوعیہ در غلبہ حال خطاب بر پیر کند ازاں استعاذہ نکند و آنرا شرے نداند
مرد مغلوب است بچیزے مخصوص و ماخوذ نیست و موجب آں سرے است
کہ با پیر است قہر آں سر بریں می آرد کہ او را از و تمام بستاند۔ و اگر در صورت پیر
جمالے نباشد تصور آں صورت بتصور پرتو نور قدسی کند تا چناں شود کہ آں پرتو نور
قدسی او را بیاراید و جمالے بکمال بخشد۔ و اگر بیند پیر در روے تصرفے میکند
تعبیر کند کہ از خلاصہ او و خواص او نصیبہ شود و اطلاع بر تمام اسرار او شود و اگر
بر عکس افتد بداند کہ آں مرد جاے رسد کہ پیر را ازاں رشک و غیرت آید و پیر
خود را ازاں مرتبہ دور بیند و پیر را از و نصیبہ وافر شود و بواسطہ او مزیدے بیشتر
باشد پیوستگان بجاے رسند و بواسطہ او پیر را ذکرے و نامے میان
مرداں باشد۔

مرید را باید کہ در نظر پیر خود را آراستہ نماید

(۱۱۳) و البتہ در نظر پیر خود را بصورتے آراستہ نماید آنچناں کند کہ پیر
بداند کہ او صالح و طالب و واصل است چنیں و چنیں کسے است۔ پیر مرد
کامل است و خداوند میگوید انا عند ظن عبدی بی چوں آں پیر در باب
او ایں گماں برد کہ او را از خداوند تعالیٰ ایں نصیبہ است ہر آئینہ آں بدو رسد
و اگر گماں ناشایستہ برد خوف آں باشد کہ او را آں پیش آید کہ
ظن المومن لا یخطی۔

مرید اگر با ابدال و اوتاد هم ملاقات شود از همه رو گردانیده رو به پیر آورد

(۱۱۴) و با هر که او را مقابله شود اگر با ابدال و اوتاد و یا خضر علیه السلام و ارواح خلاصه و غیر آں او از همه رو گردانیده رو به پیر آورد۔ و اگر از پیر سخنے از حقایق و معارف بشنود آنرا اصول نسازد و مسئله بران تفریع نکند و هرچه در حکایت و سخن پیر فرماید آنرا حجت نسازد هرچه او را فرماید او را آں باید کرد۔ و البته زلت پیر را حجت نسازد و مثلاً پیر در محلے غضبے افراطے کرده است ترا نشاید پس روی آں کنی و تو هم همچناں غضب رانی گفته اند زلت پیران حجت ساختن بدبختی است اگر پیر سماع عورت شنید ترا نشاید عورت را پیش بنشانی و سماع او بشنوی و برقصی گفته ام که پیر هرچه میشنود از خدا میشنود و هرچه میکند با خدا میکند ترا اینجا مدخلے نیست۔ و اگر پیر از آینده و یا از شنونده حکایتے گوید و آں برخلاف افتد ترا نباید اعتقاد نوعے دگر کنی۔ ایں شعوذه گری آلهیات است تو اینجا نرسی جمله محققان و عارفان و اولیا و انبیا اینجا گم اند اطلاع بحقیقت کسے را میسر نیامده است۔

مرید را پیر هرچه فرماید بران عمل کند و زلت او را حجت نسازد

مرید اگر پیر را در خواب یا در واقعه مقهور یا ماری بیند بدگمان نشود و را با پیر دانست معرفت حق را ایں چنیں معاملات بسیار افتد

(۱۱۵) اگر پیر را در خواب یا در واقعه بینی که پیر مقهور یا بر بسیت مر ترا نماید که او مردود حضرت است بدگمان نشوی او را با دوستان خود بسیار ازینها رود و اجانب را خبر نباشد هماں دوستاں دانند بسیار باشد که دوست مر دوست خویش را دشنامها دهد و انکارها کند و بیزاریها ورزد و در روش آں دوستی باشد که حد وصف و اندازه گفتار نبود۔ یکے را شیخ الاسلام و سید القوم و رئیس الناس خواند و هم همچنیں خطاباتے که مردم عظام است و باز یکے دگر باشد او را رند خواند لونڈے خواند لقار و مزور گوید و عربده ناک خواند و دیگر دشنامهاے چندے که مرا گفتن خوش نمی آید۔ آنانکه مقدم گفتم آں حکایت بزرگان و سران و

سروران است ـ و دوم که گفتم صفت مقربان و محرمان است که میان و نفر بیگانی نیست او را جز بطریقه بے ادباں نمی خواند ـ و دیده و شنیده باشی بچه را که تو دوست داری بنامے و لقبے صغیر و محقر خوانی از بس دوستی و هواخواهی و بجزئیات محرم می باشد باوے که دراں جزئیات جز ایں کلمات نیاید کنیزک بچه و کودکے دگر که در بعض بشریت تو محرم اند باوے چنیں بود و حکایتها ئیکه ازاں تو او داند کسے نداند آں فلاں خواجه و فلاں شیخ و فلاں ملک ایشانرا از ینها خبرے نباشد ـ شعورے نبود ـ حکایت ابراهیم خواص و یوسف حسین گفته باشم و تو بارها از من شنیده باشی مگر ز چه کنم ـ

مصراع

اینجا نرسد زورق هر سودائی

و حکایت شیخ فریدالدینؒ و شیخ بهاءالدینؒ هم بارها گفته ام و تو شنیده لئن اشرکت لیحبطن عملک آخر هم ازیں قبیل است ـ

(۱۱۶) و یکے کلی می باید کرد سخن فقیه را بر معامله و کلام وجیه برابر کردن مصلحت نیست ـ چه گوییم با تو بعض فقها هم چنیں گویند هر که گوید در دنیا خدا را دیدم بکفر کافر است هر که ایں سخن بگوید لا اله الا الله محمد رسول الله و اگر توفیق یابد نوعے پیر را خدمتے تواند بچیزے بدمے و قدمے بمالے بنال منت بر جان خود نهد و شکر پیر بجا آرد که مرا دریں توفیق داد و اگر عنایت پیر نبودے مرا ایں توفیق نبودے و البته روزے و ساعتے خالی نباشد که برائے پیر را من الله مددے طلبد و دعائے کند و درازی عمر او خواهد و مزید قربت برائے او را خواهد هر چند ازیں چه زاید و چه کشاید اما بدیں چیزها

سخن فقیه را بر معامله و کلام وجیه را برابر کردن مصلحت نیست

پیر را به خدمتے که مرید بجا آرد منت از پیر بر جان خود نهد

مرید را باید که پیر را روز و شب سلامتی پیر از خدا طلبیده باشد

اخلاص و ہوا خواہی ور ورنہ معلوم شود ہر چہ بدست اوست آں میکند و اگر پیر
از جہاں رفتہ است بروح او چیزے دادن و چیزے خواندن۔ و ہمہ روز
وہمہ ساعت خفتن و خوردن و نشستن و خواستن باید پیر پیر بر زبان او باشد
و مرید اپرسند پیر را با انبیا چہ نسبت می نہی گوید عقیدہ ما ہمانچہ ہست ہست
اما میاں بزرگان من تفرقہ نتوانم کرد و فیہ اشارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودہ است الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ وجائے دیگر گفتہ وما
من نبی الا ولہ نظیر فی امتی وجائے دیگر گفت علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل و بعضے افضل ہم گویند۔ ایں فضل ابتدائی نیست۔ اگر پس روی
محمد گویند شاید۔ در دیباچہ ہا خواندہ باشی والصلوۃ علی محمد والہ صلوۃ
بر آں نگویند اما تبع نبی میگویند۔ بجائے بزرگے و سرور یرا ہمان طلبند چند کسے
خادمے و غلامے کسے نعلین گرفتہ کسے چہ و کسے چہ برابر آں مرد باشند و
بجملہ طعامے و آبے و بخورے و مجلسے کہ برائے او را باشد ایشاں ہمہ دراں
شریک باشند۔ و بزرگے وگر باشد کہ ہمسنگ آں بزرگوار است اما دریں مجلس
او را استدعائے نیست آں ملازمان او و آں خادمان و غلامان او و اگر
ہمچنیں گویند کہ ما آں چشیدیم و آں دیدیم و آں خوردیم کہ آں بزرگوار ازاں
چیزے ندارد و اگر بداں مباہی و تفاضلی کند شاید ایں فضل آں بزرگوار است
نہ فضل ایشاں۔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود الا و قد صببت فی
قلب ابی بکر پس در دل ابی بکر رضی اللہ عنہ آں ریختند کہ در دل مصطفےٰ
ریختند و مصطفےٰ بچیزہا مخصوص است اگر دریں محل گوید چیزے کہ مرا دادہ اند

اعتقاد مرید با پیر

کسے را نداده اند شاید۔ وگفتند انفسنا وانفسکم علیؓ نفس محمدؐ داشت
صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورضی اللہ عنہ پس آنچہ در محمد باشد در علیؓ رضی اللہ عنہ باشد
مقابلہ ومحاذات میرود ایں ہم نفضل تبعیت است نہ فضل اصالت۔ اکنوں بر حسب
بیاں ما بر پیر اعتقادے کن اگر مرد نیک بختی۔

شرائط مرید طالب از معظمات سلوک اینست اول نخست مرشد ہادی را پیدا کند

(۱۱۷) مرید طالب را چند شرط است۔ از معظمات سلوک اینست کہ
نخست مرشد وہادی را پیدا کند۔ میان مرشد وناصح تفرقہ تواند کرد وتفرقہ
کردن مشکل باشد۔ ہر یکے علی العموم زبان نصح کشادہ و متضمن نصح وانذار است
چوں تفرقہ می شود کہ میان ایشاں منذر کیست وہادی کیست مرشد از دوزخ
انذار میکند وبہ بہشت ارجا۔ کذلک قرب حق وابعاد ازوے۔ ایں انذار آمد
ہادی ہمیں میکند تفرقہ کردن براں طالب بیچارہ مشکل است نیکبختے او رجما بالغیب
دست بر دست یکے نہاد وخود را ازاں او کرد جان وجہاں خود را بدامان او بہ
بست ودر واقع او مرشد وہادی است بے آنکہ او بتمیز خویش اختیار کردہ باشد
واگر بمنذر رسد واو ازیں جہاں خبر ندارد وشاید در وے انکار ہم باشد ومن بسیارے
شنندگان را دیدہ ام کہ ایشاں دعوت میکردند واز عالم ہدایت وارشاد ایشاں را
شعورے نہ بلکہ تکلا وانکارا۔ اگر چنیں باشد کہ شخصے دعوت میکند والبتہ از گفتار
او معلوم می شود کہ بمطلوب ومقصود قوم اشارتے می نماید معاملہ او بر حسب ایں
طایفہ است نوزدہ سہم گماں برند کہ مرد مرشد وہادی است۔ وشرط دیگر
طالب را باید جوانمرد باشد ہمہ چیز خود را تواند باخت مال ومنال وجاہ و
رسم وعادت واہل وولد ومسکن وبلد ہر چہ جز مقصود است از ہمہ چیز

شرط دیگر اینکہ سالک باید جوانمرد باشد

تواند خواستن۔ وشرط دیگر پاکی نفس و پاکی نفس حدے ندارد تا آنکہ میتواں تزکیہ کن نخست از مکارہ شرعی دیگر از اخلاق ذمیمہ چنانچہ حرص و حسد و غضب و شہوت و در بند چیزے ماندن محسوسے و ملذوذے عقلی و حسی و شرط دیگر ہرچہ کند کند آنرا وزنے ننہد نداند کہ چیزے کردم۔ وشرط دیگر تنہا باشد اگر بادیہ و سرا بہ میسر آید نکوتر باشد۔ شرط دیگر البتہ از صحبت زن دور باشد و اگر مرد متاہل است جز بقدر احتیاج نزدیک نشود۔ وشرط دیگر اہتمام در حلال خوردن باشد۔ اگر زماں چنیں افتد حلال مشتبہ شود از طرف خویش احتیاطے کند۔ و غذا جز بقدر قوام بنیہ نباشد تا چیزے طرف مخمصہ نگہداشتہ شود۔ و بعضے صوم دوام را ہم شایبہ از مخمصہ داشتہ اند۔ ابو یوسف رضی اللہ عنہ میگوید الثلث یعنی حکایت اکل بل الربع و روزہ سیوم حصہ ایام مخمصہ است پس خالی از اثر او نباشد۔ و در تعلیل آب بیشتر جہد نماید و ایں سخن گفتہ ام و ملازمت پیر برکاریکہ او فرمودہ است و دیگر ہرچہ او را پیش آید بداں سر فرو نیارد و اگر او را چیزے پیش آید از اعیان و آثار آنرا چیزے نداند و در پے آں وقت خویش بغارت نبرد۔ و اندک خوابے کہ مرید کند باید کہ بغفلت نباشد خواب او میان خواب و بیداری بود۔ و دو کارے کہ او را پیش آید خیر الخیرین را اختیار کند و نزدیک فہم طالب ہرچہ اصعب و اشق باشد ہماں خیر الخیرین است۔ و البتہ بہوی نفس تنفس ندہد و اگر بغلبہ شرہ و حظ نفسانی گرفتہ باشد کفارت شرط است بر نفس سخت تر نہد۔ و فخر بشرف آبا و اجداد بسیادت و شیخوخت و دانشمندی نباشد خود را از ہمہ شکستہ تر و خوار تر بیند و بداند ہر کہ خوار تر و شکستہ تر او نجدا

شرط دیگر پاکی نفس

شرط دیگر ہرچہ کند آنرا وزنے ننہد

و شرط دیگر عزلت و تنہائی و از صحبت زن دور ماندن

شرط دیگر اہتمام در اکل حلال

شرائط دیگر

نزدیکتر۔ و در ترجیح ملت و دین و مذہب آں کوشش نکند کہ ہماں مقصودش نماید۔
و در توضی و طہارت آنقدر مبالغت نکند کہ از وظایف داورا و باز ماند و وقت
بیشتر ہمدریں منصرم شود۔

تزکیہ نفس و توجہہ

(۱۱۸) بارہا سخنے علی العموم گفتہ ام دو کار لابدی طالب سالک است یکے
تزکیہ نفس دوم توجہہ تام۔ آں قدر کہ انبیا مبعوث بودند خبر ایں دو چیز نیاوردہ اند
(۱۱۹) و باید تربیتے و ہیئتے مخصوص خود را ندارد و در بند آں ہم نباشد و
البتہ در فراغت وقت کوشد۔ فرض کنیم کہ اگر حالتے است تو طہارت نداری
دل از مراقبہ و حضور خالی نداری دل را ہمیداں گرفتار دار۔

تزکیہ نفس را ہیچ شرط نیست جز مخالفت نفس و برائے توجہہ را ہیچ شرط نیست جز دفع خطرات

(۱۲۰) و برائے تزکیہ نفس را ہیچ شرط نیست جز مخالفت نفس و برائے
توجہہ را ہیچ شرط نیست جز دفع خطرات۔ مرتاضاں اجانب ہم ایں دو
چیز با خود دارند و بے ایں دو چیز میسر نباشد ہرگز۔ اجماع جملہ ادیاں بریں است
ایں جامعے کلی است غنیمت صحابہ را رضوان اللہ علیہم با ہمہ جہادہا و با ہمہ
مسافرتہا و مشقتہا کہ می دیدند ایں دو چیز ایشانرا ملازم بود۔ و مرتبہ و درجہ ہم
ازیں دو چیز بود۔

مقصود طالب شہود مطلوب اوست

(۱۲۱) و طالب را سلامتی ایماں خواستن نیست او را بجائے ہمہ شہود
مطلوب مقصود است پس آں ہرچہ شود گو شو کہ جائے رباعی نوشتہ دیدہ ام۔

رباعی

در ہر دو جہاں ہرچہ شود گو شو گو — وز دور زماں ہرچہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش و مبرا ز دو کوں — در سود و زیاں ہرچہ شود گو شو گو

(۱۲۲) یکے کلّی طالب دیگر آنیست ہرچہ او را بدہند و بدامن او بربندند او وراے آں طلبد۔ و دیگر مرد طالب را باید درد و درماں بروے یکساں باشد درعین درماں درد دارد کہ در حالت ہجراں نبود و در عین ہجراں درمانے دارد کہ در وصال نبود۔ و گفتہ اند جملہ طالبان تمناے مقام واصلان دارند و جملہ واصلان تمناے مقام طالباں دارند۔ ابوالحسن رضی اللہ عنہم ازیں گفتہ است درد ما ابدی است۔

(۱۲۳) محبت بے رویت و معرفت وجود ندارد مگر وہمے و تصورے بحقیقت محبت بعد رویت و معرفت است۔ پیراں گفتہ اند کہ عہد مکن کہ البتہ طالب از تقلید و از طلب بیرون آید کہ طلب و تقلید چیزے بابرکتے است و چیزے بادردے و درمانے است و چیزے باسوزے و راحتے است۔ بسیاراں از تقلید بیروں آمدند و البتہ ایں گفتند اے کاش آں تقلید ابدی بودے۔ نعرہ و گریہ و سوز کہ در ذکر و سماع و غیر آنست ہم از جملہ تقلید است و طالب از ہر شئے مطلوب بجوید تا از کدام رہ درے بروکشاید لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ یوسفؑ را از ہر درے بجوئید تا از کدام دریابید جملہ ابواب بّر در عمل طالب باشد۔ بعضے طالبان دیوانگی کردہ اند مولہ شدہ اند قلندر شدہ اند برہمن و جوگی و بہرہ شدہ اند مگر جاے یابند مطلوب در حجب غیرت و در تتق عزت محتجب است بدینہا کسے نیافتہ است مگر دراں رہ کہ پیر فرمود و پیغامبر برد۔

(۱۲۴) و البتہ در طلب آں نباشد کہ خارقے مرا دست دہد بر من کشف

طالب را ہرچہ دہند او وراے آں طلبد

محبت بے رویت و معرفت وجود ندارد

بجز متابعت پیر و پیغامبر رہ بہ مطلوب نتواں برد

طالب را نباید کہ خرق

ضمایر و کشف غیوب شود۔ ہرچہ وراے حجب و استار می شود من بدانم کہ بلائے است آنرا کہ پیش آمدہ است ہمو دانند۔ و مرد ماں جز ایں کار بہتر ندانند پیغامبر را ایمان بدیں آرند کہ خارق دلیل بر صدق نبوت اوست و اولیا را معتقد باشند بریں کہ ایں صدق ولایت اوست۔ شنیدہ باشی بارہا ابوسعید ابوالخیر بر در کلیسا آمدے و ازاں قوم پرسیدے کہ امروز در دین ما چیزے نیست در دین شما چیزے ہست۔ اکنوں رہ طالب ہمیں است قبلہ او مقصود اوست ہرچہ جز اوست او را کفر است او را دوزخ است او را بلاے است۔ گفتہ اند طالب مرید است او تعالیٰ مراد۔ و چون بحقیقت نظر کنند ہر یکے مرید و مراد است اگر ایں مرید مراد او نبودے ہرگز مرید نبودے۔ امور نسبی است ہر یکے طرف خویش میکشد نسبتے تامے می یابد۔

(۱۲۵) حاصل معنی ایں آمد بر مرید دو چیز فریضہ شد یکے تحصیل مرشد دوم التزام و التیام امر او۔ و اگر پیر گوید فلاں مرید من نیست ایں مرید ازاں گفتار پیر از ارادت او بیرون نیاید و اگر یکبار مرید گوید کہ من مرید او نہ ام یا در اطاعت او در آمدنی نہ ام او از ارادت بیرون آید اگرچہ صد ہزار اظہار اعتقاد کند ارادت صفت مرید است صفت پیر نیست ہم ازینجا معلوم می شود زیراچہ پیر مراد است نہ مرید۔

(۱۲۶) مرید پیش پیر سخن بسیار نگوید خصوصاً آنچہ ما لا ینفع فی دینہ و دنیاہ باشد۔ پیش پیر غیبت کسے نگوید۔ و از کسے گلہ نکند و از کسے شکایت نکند و اگرچہ اصحاب بر و از ہر نوع جفا کنند۔ و البتہ پیش پیراں نگوید

عادت و کشف غیوب
طلب
مرید را دو چیز فریضہ است
یکے تحصیل مرشد دوم
التزام امر او
مرید پیش پیر سخن بسیار نگوید
بجملہ عیب و غیبت خویش
پیش او عرض نکند

او در غضب شود یا در اندوہے وغمے افتد وہیچ از عیوب خویش پیش پیر عرضہ ندارد
و برائے دفع آنرا بدل استمدادے کند و اگر در محل ناشائستہ تصور صورت پیر در خاطر
آید از بس غلبہ احضار صورت متخیلہ در خزانہ خیال بدان التفات نکند و دل را جہد
نکند کہ ازاں باز آید۔

مرید بہ تحقیق عقیدہ دارد کہ حقیقت و طریقت خلاف و ضد شریعت نہ اند

(۱۲۷) و باید بہ تحقیق عقیدہ کند کہ حقیقت و طریقت خلاف و ضد شریعت
نہ اند بد اند ہر یکے خلاصہ دیگرے است چنانچہ جوز و مغز با آنکہ پوست جوز از
مغز بصورت و ہیئت چیزے دیگر نمود اما جزئی مغز بجسد و قسمت در پوست
جوز ہست تا آنکہ از روغن مستک شد ہمچنیں ہر سہ باہم آمیختہ اند و یکے از دیگر
خلاصہ تر است۔

در حیات پیر مرید پیر دیگر نہ بیند مرید را باید کہ حرمت ازواج پیر را نگہدارد
مرید از پیر معصومی نطلبد

(۱۲۸) و مرید را نباید پیرے دیگر را بیند تا آنکہ پیر در صدر حیات باشد
و نباید مرید را در موطوءہ پیر طمع نکاح بندد زیرا چہ او ما در طریقت شدہ است
زوجات مطہرات نبی امہات المؤمنین اند و الشیخ فی قومہ کالنبی فی
امتہ ہمیں حکم دارد۔ و مرید از پیر معصومی نطلبد و اگر چیزے در نظرش آید
حمل آں دو چیز است یکے در خود اندیشہ کند کہ ارادتے بود کہ ما را نمود و حضرت
الشیخ مقدسۃ عنہا پس ایں بقصہ عیسے علیہ السلام نماید چیزے
نمایند و سر بسر آں چیز نباشد۔ و محمل دوم با خود اندیشہ کند کہ انبیا را زلتے افتا
با ایں ہمہ از درجہ نبوت فرو نیفتادند ہمچنیں ولی اگر از وزلتے زاید با ایں ہمہ
از درجہ ولایت فرو نیفتد۔ مرد توبہ کند نہ ایں چنیں باشد چنانچہ گناہگارے
توبہ نکند تا آں کہ بجائے رسد۔ ولایت داشتہ کہ در تے دراں ولایت دید

بسبب فعلے کہ ازو زادہ است توبہ کردہ و او خود در قدم ولایت ثابت است۔

کذلک النبوت۔

(۱۲۹) و مرید البتہ در تذلیل نفس خویش کوشد و تعزز را او دشمن دارد و دریں
ہمہ فرمان پیر غالب است اگر پیر عزت فرماید عزت گزیند و اگر خواری فرماید خواری
گزیند۔ و اگر مرید را شہرتے شود و ذکر خیر فاش شود خود را بداں ندہد و بہ سبب
ایں خود را و را عداوے نیارد و در خفیہ معاملتے دیگر ورزد بہ سر با خدائے خویش
و آنرا بسر برد تا آں موجب کفارت شہرت گردد با خود داند شومتے است در عمل
او کہ ایں بلا پیش می آید و گرفتاری است از خدا پابند روش او می شود امتحان
من اللہ داند کہ اگر ایں طرف سکوتے و قرارے نفس را باشد حرمانے عظیم و غبنے
فاحش پیش آید۔ و ہم رزق مقسوم و اجل معلوم گفتہ اند۔ شاید رزق و نصیب کسے
نیست دیگرے فراخے و وسعتے دارد۔ ملاقات و دست و پا گرفتن ہم بریں نسبت
است۔ و ترسے دگر ہم ہست شاید کہ مطلوب چنیں گوید مقابلہ مشقتے کہ در رہ ما
دیدی و تعبے کہ کردی بندگان خود را گماشتیم فتوحات زیر پائے شما ریختند و
اعتقاد و تعظیم کردند دگر شما را چہ و ہم وھذا خسران عظیم و خذلان
جسیم و آنکہ گویند اذا احب اللہ عبدا امال الیہ الخلق آرے
اول بلائے کہ آید و اول امتحانے و فتنۂ کہ افتد ایں باشد کہ میل خلق
سوئے او شود۔

(۱۳۰) و مرید را نشاید کہ تمنی بمنزلت و درجہ پیر کند و البتہ بجاز ایں تمنی
شیخوخت مجتنب باشد۔ و از صحبت اہل دنیا اگرچہ اقارب او باشند احتراز واجب داند

تذلیل و تعزز نفس

میل خلق سوئے

طالب

تمنی شیخوخت مجتنب باشد

روشن مرید با غنا

وفقرے کہ اختیار کند باید بعزت باشد والبتہ بواسطہ فقر علوِ ہمت را فرو نرندد سر بکسے فرود نیارد نہ بتکبر اما بعزت فقر شاعر بیتے گفتہ است ۔ شعر

وما کنت بنظار الی جانب الغنا اذا کانت العلیا فی جانب الفقر

ومقابلہ فقر شکر خدائے تعالی بجا آرد ۔ واگر غنی صاحب حقے باشد یا از آنہا کہ مردمان او را حرمت میدارند تواضعے کہ بادے کند بموافقت مسلمانان و برائے رعایت حق او کند و نشاید کہ نظر بر غنائے او کند و ایں نیز نشاید بہ سبب غنائے او را ترک آرد و رعایت حق او نگاہ ندارد۔

روش مرید با معتقدان خود

(۱۳۱) واگر بر مرید آیندۂ بیاید و با عتقاد آید و انتظار نصحے دارد اگر احتراز میسر آید بصفتیکہ آئینہ شکستہ دل نشود بہتر واگر نہ بضرورت یک دو سخنے کہ جامع نصائح باشد دریغ ندارد۔

اگر پیر مرید را بکارے نا شروعے دعوت کند او را باید کہ بطریق احسن از اں پیر جدا شود

(۱۳۲) واگر مرید را پیر بکارے نا مشروعے دعوت میکند اگر میسر آید بطریقے از پیر جدا شود کہ پیر نداند بہ بد اعتقادی جدا شدہ است نیکو باشد واگر نہ الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین ۔ واگر ہمہ را آں کار پیر را می بیند او را بد و گذارد البتہ در کار او در نہ شیند و مبالغت در تغیر و اہانت ننماید و او را ہم بد و گذارد ۔ چنیں ہم ہست کہ شخصے باشد در خمارہ رود و آنچہ می نوشان و اسبابے کہ در کار ایشاں است ہمہ را بحضور آرد و بحسب آں مباشر بود مردم دانند بعینہ فلانے آمد ورمے چنیں داد شرابے بہ بہا خرید و حریفاں فلاں و فلاں بودہ اند و رشئہ و امنے و جلوس سادہ خالی نبود و میوہ و جگرے و دلے ہم نقلے و کبابے شدہ و آں مرد بہمہ چیزہا مباشر ۔ و در واقع بحقیقت ایں

صورت است آں مرد آنجا نیست او سیم نداده است او می به بها نخریده است او بچیزے مباشر نشده است او حریف فلاں فلاں را حاضر نکرده است ۔ اگر اینچنیں گماں درباب پیر رود بر شرط اعتقاد مریداں باشد ۔ یارے حکایت میکرد وقتے من بیرون شهر گشتے میکردم زمینے حضیضے دیدم اطراف او بلند بود دیدم مردے بیستے نشسته که انگشتان دست و پاے او در گداز اند و بینی و گوش نیز و آں پر کالها جامه آلوده خون نیز گرد بر گرد او افتاده نشسته دیگے در شانده کهچری می پزد و آوند جغرات نزدیک داشته ایں استاده از حالت او تجربه میکرد و از ابتلا و گرفتاری او می دید آں مجذوم با ایں مرد صوفی مخاطبه کرد گفت دیر باز است چند سال شده است که من طعام با آدمی نخورده ام و آرزو آں میبرم کسے با من خورد و کسے با من نمی خورد تو مرد صوفی درویشے عارف می نمائی توانی با من بنشینی ایں جغرات و کهچری و روغن من و تو بنشینیم یکجا بکنیم بخوریم آں مرد میگوید از هیبت ایں دعوت گریختم بفریاد و گفت اے مرد صوفی درویش سر پس کن نظاره بسوے ما کن میگوید سر پس کردم دیدم جوانے خوب صورتے ریش تنک بر می آید و سبلت سبز می شود و جامها بغایت حسن و لطافت پوشیده ایں صوفی برغبت بر طرف او میل کرد آں مجذوم گفت اے مرد ک ظاهر بینے لایق چیزے نه ۔ ایں مرد تا از وے سخن پرسد چیزے دیگر پرسد یا با وے چیزے گوید نظر کند هیچ چیزے نیست آنجا نه آں جوان است نه آں جامها نه آں بیت هیچ چیزے نیست ۔ اکنوں ایں چنیں هم هست و لیکن نادره کار نیست قوله تعالی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ

حکایت یکے از یاران حضرت بنده نواز

شُبّہ لَہُمْ گواہ گفتار ما است اما ایں چنیں شیخ لایق شیخی نباشد۔ اما اگر باایں قدرت شیخ باشد بازیہا از و نزاید آنچہ اصلح و انفع باشد خلق را دعوت ایشاں آں طرف است و افعال ایشاں ازاں جنس است اگر کسے را حرماں خواہند شوذہ گری باوے بازند و آنرا کہ نصیبے و وجدانے مطلوب دارند اورا بر رہ اَھْدِیْ اِلَیْہِ سَبِیْلاً پیشوا شوند۔

مرید را بقدر ضرورت دینی و دنیاوی علم حاصل کردن باید۔

(۱۳۳) مرید در تعلم بسیار نکوشد تعلم او قدر ما یکفیہ فی دینہ ودنیاہ حملا بہ منہ کالصوم والصلوۃ وبعض المعاملات واگر تا اینجا تعلم کند کہ سخن عربیت را فہم کند و از کتب عربیہ معنی درست بیروں آرد خالی از نفعے نباشد بلکہ مرشد را بیشتر مطلوب باشد۔ البتہ مرید را روزے چند سخن سلوک مطالعہ باید کرد و ایں دو چیز است یکے مسلک و آنچہ لوازم و لواحق اوست و دوم حکایات و سیر سلف و آنچہ مجاہدہ و مشقتے کہ ایشاں دریں باب دیدہ اند۔ در قسم اول مرد بینا شدہ رہ دانستہ در رہ رود و در قسم دوم مَا یُثَبِّتُ بِہٖ فُؤَادَکَ ہمتے عالی آموزد والبتہ داندبے ایں مجاہدات وبے ایں شاق کارے بسر نمیرود۔

مرید عادت بریک لباس نکند بلکہ بحسب وقت معیشت بکند

(۱۳۴) وعادت بریک لباس نکند باید کہ بحسب وقت معیشت باشد گہ باشد دراعے و دستارے فرجینے و مرقعے چنانچہ صوفیا نرامی باشد وقت باشد ایں ہمہ ایثار فقیرے کند بغلبہ وقت سماع طرف مغنی بروں اندازد تا ثانی حال لفوتہ و پرکالہ گلیمے بر دوش کند و طاقیہ بر سر باشد ہم بدیں قناعت کند۔ و اگر زمانے تنگ آستینے و یکتائی کسے آرد یا اورا دست دہد آں پوشد

البتہ مقید بلباسے معین نباشد کہ مرد بدیں قدر رسم شود بخیل صفت گردد۔ و آنکہ گویند مطلوب رعایت لباس صورت پیر است نیکو سخنے است اما معاملتے کہ ما گفتیم معاملہ شاہباز اں است واں معاملہ رسم پرستان است۔ پرستیدن رسم پیر اگرچہ کارے دارد بسیار مزید ہاست درو اما بہ اسمہ رسم است اگر از ادنی بہ اعلی رود عیشش نکنند۔ ویک کلئے است در داد وستد و در خوردن و پوشیدن درستی اتباع چنداں میسر نیست ایں بشریات است ہرکسے باقتضائے بشریت خویش معاملتے کردہ است۔ آں بشریتے کہ خدمت شیخ فریدالدین را قدس اللہ سرہ میسر بود خدمت شیخ نظام الدین را قدس اللہ سرہ میسر نشد معاملتے و معیشتے جز آں بود ہمچنیں شیخ نصیرالدین قدس اللہ سرہ وکذلک بعضے مریداں شیخ نصیرالدین قدس اللہ سرہ در بعض ازاں اشق پیش گرفتند و در بعض ازاں اہل بحسب زمانہ یا بحسب اقتضائے بشری۔

مرید را ہمچو پیر از شیخ خیلے مستفید شد

(۱۳۵) در عوارف گفتہ است الشیخ صورۃ یستنق منہا المطالبات الالھیۃ ایں سخن دو معنی دارد۔ آنچہ از خدا مطلوب داری از اں صورت طلب کن و دیگر ہر آئینے کہ خواہی ازاں صورت یاب۔ و دیگر ہرچہ از خدا مطالبہ باشد و متوقع و منتظر باشد از پیر ہماں خدا لطف کند کرم کند غضب کند قہر کند جلال نماید جمال فزاید رد کند قبول کند فکذلک الشیخ۔ ازیں یک لفظ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ بسیار اسرار مفہوم شدہ است اگر منویسم بسیار گوئی میشود۔

مرید پیر را گذاشتہ بہ حج نرود

(۱۳۶) مرید پیر را گذاشتہ در خانہ کعبہ نرود مگر آنکہ پیر مصلحت خویش اورا

آنسو فرستد۔ بدانی اگر پیر تو مرشد محقق عارف ہست تو پیش او بروی زیارت خانہ کعبہ التماس کنی او رضا دہد اما در دل بداند ایں احمق ما را نشناخت۔

(۱۳۷) اگر مرید در مرتبہ ابدال رسد پیش پیر حکایت ازاں طایفہ نکند وخود بصفت آں طایفہ ظاہر نشود و اگر ملاقات کند کا حد من الناس ملاقات کند۔ و اگر پیر عارف و محقق است خود احتیاج او دایم باقی است ازیں طیر و سیر و عروج و لوح چہ کشاید۔ و اگر ابدالے برائے پیوند آید مرید شود پیر را باوے ایں نصیحت باشد کہ بر کسے بر صورت ستارہ ظاہر نشود و اگر شود مرحم برحسب آں باوے معاملتے کنند مقابلہ آں انتقامے نکند۔

مرید اگر در مرتبہ ابدال رسد پیش پیر حکایت ازاں طایفہ نکند

(۱۳۸) و اگر مرید خواہد کہ خرقہ و لقمہ از غیب گیرد نہ بدیں امید شنید کہ او ضامن زرق است البتہ زرق خواہد داد چنانچہ در بعض سلوک افتادہ است وانچہ نصیب من است بمن رسد۔ اما من ایں میگویم اگر توکل شنید باید نفس را بدیں قرار دادہ بود کہ خداوند سبحانہ و تعالی مرا آب و نان و جامہ وادنی نیست من بگرسنگی و تشنگی و برہنگی خواہم مرد از کسے نخواہم خواست و نظر بر یارے نخواہم داشت۔ پس آں تا چہ پیش آید۔ اما از من ایں قدر گوش داری کسے ایں چنیں نکردہ است کہ او ضایع رفتہ است اما شرط کار ایست کہ گفتیم استقامت بریں است۔

کیفیت توکل مرید در حصول رزق

(۱۳۹) اگر مرید را مطلوبے باشد کہ پیر را ازاں آگاہی نیست او از مطلوب خویش درنگذرد و ہر چہ پیر فرماید ہمراں رود ہماں مطلوب را کہ در فہم پیر در نمیگنجد ہم دراں کار طلبد امید دارم کہ فوز بمقصود باشد۔

(۱۴۰) و مرید بیشتر اوقات خویش در یک عمل نگذارد مثلاً بیشتر روز و
شب نماز میگذارد یا تلاوت میکند او را در ہر درے سری باید زد تا از کدام
سو فتح بابے شود دریافت دل مسکینے و رعایت حقے و سیرت حسنہ ہمہ ملحقات
ایں کار اند ابو الحسن نوری قدس اللہ سرہ گوید سی سال بیدار بودم یک شب
بخفتیدم ہمہ راں خواب بمقصود رسیدم والقصۃ علی الشہرۃ۔

(۱۴۱) مرید بہ تصنیف کتابے و بہ التقاطے و بشعرے و غزلے مشغول
نشود و با ایں ہمہ استعداد وقت خویش را مصروف بمقصود خود گرداند یا بکارے
کہ موصل بمقصود باشد۔ و ندانی کہ موصل بمقصود جز بکسب دل باشد و اعظم امور
کہ بداں کسب دل است حضور تام است۔ ابواب بزرگ انگذارند اما در ہر کارے
کہ باشند حضور را بکار دارند اگرچہ در ہر کارے حضور آں بحسب آں کار است
اگر براں اجتناب قادر نباشد یا تلقین نیافتہ است ہمیں تصور شہود وجود
بستہ اش بود فافہموا واغتنموا فلتذخروا ولتتصف۔

(۱۴۲) مرید را بر رہگذر نباید نشست و مردمے کہ البتہ سخن ایشاں
بجد دین نباشد احتراز واجب داند و اگر مرید در پیر احساس انحراف مذہب
کند شرط نباشد کہ ایں مرید ہم منحرف شود اما در حق پیر بد اعتقاد نباشد
و انحراف او را بدو گذارد۔ عاقل ایں قدر داند مرجع مذاہب بر اسم رود
و حق حقیقت ورائے نسب و اضافات است۔ گفتہ ام در استقصار و تعصب
مذہب نباید بود تو در پس حق رو واللہ یہدی الی الصراط المستقیم
و آنکہ گویند عاشق را مذہب معشوق است اکنوں ایں سخن دیوانگان

مرید را بہ یک عمل حصر نکند بجا باید آورد تا فتح باب از ہر چہ شود۔

مرید بہ تصنیف و امثال آں بکتابے مشغول نشود حضور تام ہمہ را

مرید را بر رہگذر نباید نشست۔

مرید را توجہ تام بر پیر باید داشت

دیگر است مارا بایشان کارے نیست۔ و دیگر تا مرید را توجہ تام بر پیر نباشد از مشرب او بحق آشنا نباشد۔ مریدے است کہ با صوم و صلوٰۃ و دیگر اوراد و اذکار بیشتر ودومی است کہ ایں قدر ندارد و بیک اتفاق گفتہ اند ایں دومی بہتر از نخستین است۔ اگر دریں شخص اعتقاد و حضور و توجہ پیر تمام تر از اول است ایں مخ کار دارد۔

مرید را جد و جہد در اخفاء اعمال خود باید کرد

(۱۴۳) اگر مرید در بند د باید کہ شغل ظاہر و باطن وے بیشتر بود از آنکہ گاہ کشادگی در بود۔ و در باغ و صحرا رفتن ہمیں حکم دارد خصوص کہ تنہا باشد۔ وجد و جہد در اخفاء اعمال باشد بقدر الوسع والامکان۔ وآنچہ از ظاہر ہا است کہ میان صوفیاں اصطلاح یافتہ است ازاں چارہ نیست مثلاً اشراقے و چاشتے وغیران۔

مرید را غافل نباید خفت۔ خواب او بین النوم والیقظہ باشد

(۱۴۴) عیبے تمام است مرید را اگر شب یا روز غافل خسپد۔ ہمارہ خواب او بین النوم والیقظہ باشد والبتہ اجتہاد کند کہ وقت خفتن کہ چشم بند د ودل بمراقبہ دہد بند د تا ہرچہ پیش آید از وہم و خیال امیدواری باشد و از عین خلل و خطرہ جدا بود۔ خواب او نباشد مگر برائے دفع ملال رایا استعداد بیداری شب باشد یا خواہد چیزے حکمے یا کارے درست تر بیند خود را بخواب دہد چنانچہ گفتہ ام۔ و دیگر برائے آں خسپد تا اخذ بلذتیں باشد و فایز بدر جتین شود در بیداری چیزے است کہ در خواب نیست و در خواب چیزے است کہ در بیداری نیست۔ در پردہ بیداری زینتے و جمالے و حسنے است کہ ہماں بیندہ داند و در پردہ خواب و در آئینہ خیال لطافتے و شکلے است و خنکی

وموانستے است من ذاق عرف در بیداری ہر لذتے کہ داری وہم تنغص
باقی است اما در حالت خواب ذہول محض است تو با مقصود خود بتمام خویش
وہم وخیال غیرے نیست ۔ ہم ازانجا است کہ سلف صالح خدا یرا بخواب
دیدہ اند۔

مرید برائے حضور را از حالتے بحالتے تفرقہ نکند

(۱۴۵) مرید برائے حضور را از حالتے بحالتے تفرقہ نکند خود را بتمام بدو دہد
ہر حالتے کہ ہست گو باش کو غرض دارم نمیخواہم کہ آنرا تفرقہ باشد البتہ میخواہم
بجمع باش بہر حالتے کہ ہست ہاں وہاں دل را فارغ نداری۔ و مرید را نباید کہ
درویش آید کہ من یک ساعتے دیگر خواہم زیست ہموارہ باید بر دہلیز مرگ نشستہ
باشد تا ساعتہ فساعتہ بکاریکہ بہترین کارہا است بداں کار مشغول باشد۔

منتظر موت باید بود

مرید را برائے شب تنہا خالی باید کہ ہیچ کس نباشد

(۱۴۶) و مرید را مقامے مخصوص باید برائے شب بودن را کہ آنجا شخص
مائی مزاحم وقت او نبود اگرچہ ہم جنس کہ باشد باشد باید آدمی زاد نباشد اگرچہ
پسر و دختر و مادر او ست یا خادمیکہ یاری میدہد برائے وضو و غیرہ آں
تنہائی را خاصیت خود اثرے دارد و پیر رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم نخست
وحی در خلا بود و در ملا نبود تو از مرد ماں پرس در ہر دینے برائے تسخیر کواکب را
برائے تسخیر شیاطین را خلوتے ملازمے اختیار کردہ اند باشرایطے مشکلہ آنکہ
آں دست دادہ است در کارما ہم تنہائی شرط است با پاکی نفس و ذکر و
مراقبہ۔ دریں صفت امید ظہور ملک و ارواح خلاصہ و ابدال و اوتاد و غیرہ
آں ملاقات ارواح انبیا و دریافت دولت وصول مقصود ہیچ کسے
بدولتے جز بدیں عمل نرسیدہ است۔ شخصے نماز بسیار میگزارد و تا او

ترغیب خلوت و تنہائی شرط است با پاکی نفس ذکر و مراقبہ

بسیار میکند با امید دریافت مقصودے کہ طالبانرا باشد۔ خداوند سبحانہ وتعالیٰ این صلواۃ وتلاوت وروزہ اورا قبول فرماید تا اورا از غیب بغیر واسطہ کسے اورا تلقین ذکر ومراقبہ شود وبدانچہ دفع خطرات میسر آید دل مصفی شود شفاف صاف عکس پذیر گردد ہمچو آئینہ باشد عکس انوار قدسیات بر دلایح شود یا ابدال و اوتاد یا ولی ومرشدے اللہ تعالیٰ بر وگمارد تا بروے آید واین رہ اورا تلقین کند ونماید۔ مقصود ما درین باب این است کہ بے کسب دل ہیچ شدنی نیست

ہر چہ کنی بکنی۔

بے کسب دل ہیچ شدنی نیست

مرید را تخلیہ بہتر از تجلیہ است

(۱۴۷) ومرید را باید تخلیہ بہتر از تجلیہ داند۔ تخلیہ اصل کار است ومجمع علیہ است بیگانگان ہم بدین سخن آشنائی دارند طایفہ جوگیہ ہم برین میروند اما اگر تجلیہ را بجاے تخلیہ داد این نیز کارے است۔ ابتدا تخلیہ دہد واگر تخلیہ وتجلیہ بہم یکجا شوند زہے کار واین عمل خواجگان منست رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

مرید را نشاید کہ پیش از کشوفات وتجلیات وحصول مقصود خود مطالعہ کتب اہل تحقیق کند

(۱۴۸) ونشاید مرید را پیش از کشوفات وتجلیات وحصول مقصود خود مطالعہ کتب اہل تحقیق کند وعلمے ازاں حاصل کند زیراچہ این آن علم است کہ صوفیان این را حجاب اعظم نامند۔ اینکہ گویند العلم حجاب اللہ الاکبر این علم سلوک محققان است جز این علم را ایشان علم دنیا وعلم مجازی میگویند بسیارے دیدم کہ ہم یاران من بودند ہم بمطالعہ علم وبما لتے سخنے تحقیق ایشان شد ایشاں ہم براں قرار ماندند وہمانرا عین مقصود تصور کردند دانستند کہ وراے این چیزے نیست حرمانے کلی وہجرانے اصلی پدید آمد نعوذ باللہ منہ

(۱۴۹) و اگر مرید معیل است و را با عیال این تدبیر است اگر بلغت من العیش وارد و تدبیر ایشاں بغیر سعی و قصد این ہست ایشانرا بدیشاں کلاً وجملتہً گذارد و خود بفراغت وقت خویش باشد و از ایشاں خصبے و رفقے نگیرد مگر آنکہ بصفتے آیند و آرند چنانکہ بیگانگان باشند بحکم مروت و اشفاق بقدر حصہ ایشاں با ایشاں مدارتے کند بلکہ اگر چیزے از غیب آید ایشانرا از آں ہم قسمتے کند۔ و اگر قوت ایشاں بفراغت نیست تا مرد خود کسبے و کارے و احترافے نمیکند غرضے بکفایت نیست۔ و اگر چاکریش پیش آید اگر آں چاکرے از آنہا است کہ درا او را و وظایف خلل کند و وقت را بغارت برد آں چاکری و آں کار بر و حرام باشد۔ اکنوں ایں مرد را کمر ارادت کشود و غاشیہ خدمت بر دوش بود ایں را بہ ارادت و مریدی چہ کار۔ و اگر تربصے میکند اول وقت چاشت بکار شود تا آخر وقت پیشین باقی وقت بہ وظیفے و بصحبت اصحاب گذراند و کسبے کہ کند ہم بدیشاں بدہد خود بلقمہ گدای یا از غیب قرار گیرد یا تعینے از بیت المال براے ایشاں را کناند بشرط آنکہ او را در کار و در وقت مشوش نیفتد مثلاً در رکابی ملکے نرود و بر در نویسندۂ نرود و خواری براے ایں کار نکشد۔ و تدبیر دیگر ایں است خود را مردہ بیند بصفت مردگان بازد چیزے از صفت موتوا قبل ان تموتوا نقد وقت خویش کند با خود گوید اگر تو میری زن چہ کند یا بعد از من حسن غیب نگہ دارد یا در حکم دیگرے رود و بچگاں ضایع میرند و اگر زیند عجیب برآیند یا برنیایند اکنوں تو زن خود را بطلب بگو کہ من مردم اکنوں او اگر بگرسنگی و فقر با تو میماند بخ بخ و اگر نہ او داند و سر کار او

فرزندان یا گرسنگی میرند و یا بہ پرورش کسے آیند بر ایشاں بر آیند یا چنانچہ خداوند فلکین۔ بریں صفت گوشہ گیرد۔ چوں بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقر غلبہ کرد فرمان آمد ایشانرا الطلب اختیار ایشاں بدیشاں بدہ والقصۃ علی الشہرۃ۔ چنیں ہم کردہ اند چند درے بگردند و چند پرکالہ حاصل کنند قوت اہل وولد سازند و ہمہ روز و ہمہ وقت سجدا مستغرق باشند۔ ازیں جملہ ایں معلوم شد کہ ایں کار بے فراغت دست وادنی نیست تا از ہمہ چیز فارغ نشوی ازیں رہ نصیبہ نبری۔

(۱۵۰) مرید را ہزل نباشد مرید قہقہہ نخندد و مرید مطایبہ بسیار نکند بر زبان مرید فحش نرود و سخناں شنیع نگوید و بر امرد و بر عورت صورت خوب نظر تیز نکند و اگر افتد در چپ بخفد باستغفار و توبہ گراید و ایں نظر بازی را قسمت اہل دل نشمرند و بتحقیق دانند بدیں قدر سخن بر من تقلید کند کہ نظر بر امرد و بر عورت جمیلہ کہ در چپ سیدہ دارند خالی از شہوت خفیہ نیست ہر کہ دارد و ہر کہ داشت حکایت صوفیان زمانہ خود و ہرچہ اندک من قبل بودہ اند با ایشاں نمیگویم سخن با باہران طائفہ است کہ دریں کار علم اند خالی از شہوت خفیہ نبودند۔

(۱۵۱) و اگر مریدے طالبے را پیر از سر رفتہ اگر یادے است کہ ہم مرید پیر است و آں یار مرد ارشاد است بر دو شرط اطاعت و انقیاد و خدمت بر آید اگر او توجہ خویش فرماید قبول کند او از پیر رو گردانیدہ نیست غایت باب از اول صف بدوم گردانیدہ است و او متوجہ ہم بدان پیر است و اگر غیر مرید پیر باشد اما خیلخانہ یکے است بر ورود استرشادے کند اگر او ہم

تا از ہمہ چیز فارغ نشوی ازیں رہ نصیبہ نبری۔

مرید در ہزل و قہقہہ و مطایبہ نفتد و فحش بر زبانش نرود و بر عورت نظر تیز نکند

اگر پیر از سر مرید برود او را چہ باید کرد

پرورش پیر دارد و ہم از آں رہ اور راہ نمائی کند اطاعت کردن واجب باشد و
اگر غیر آں کار فرماید و لیکن مخالف کار پیر نیست ہم اقدام نماید و اگر مخالف روش
و معاملہ پیر افتد اینجا تاملے باید کرد۔ طالب بیچارہ را اینجا مشکل حالتے است
نہ دست آویز است نہ پائے گریز۔

مرید را از رسم و عادت — مریدان وجود باید بود

(۱۵۲) مرید باید کہ از رسم و عادت کہ مرداں برسوم میروند بیزار باشد
و آنکہ گویند مرید مرید نباشد تا فرشتہ دست چپ اوسی سال بیکار نماند
راست میگویند مرید غرق دریائے ارادت است او را کجا پروائے آں کہ
صاحب شمال بنویسد تا دل مرید از تصور حضور مقصود کہ معنی متصور نگشتہ لذتے
بکمال نگیرد رہ روی پیش آمدنی نیست چناں بداں لذت مشغول شود کہ شعور
از وے برود دراں حالت او را نقلاے باشد۔ خود بسیارے از متقدماں
مشاہدہ ہمیں قوت غلبہ حضور گفتہ اند و ایں تصور چناں بکمال گیرد کانہ ہو شود
ہمچنیں گفتہ اند۔ صاحب تعرف در کتاب خویش ہمیں سخن میگوید۔

مرید آخذ بعزائم — باید بود

(۱۵۳) و مرید اخذ بعزائیم باشد و عزیمت او ہرچہ بر نفس اشق و اصعب بود
و اگر ایں مرید را رہ ذکر و مراقبہ کشادہ است و از یں در فتح بابے شدہ عزیمت
او ایں است بہرچہ حضور و قوت ذکر دست دہد ہماں عزیمت اوست مثلاً
مرید را دغدغہ شہوانی شد شہوت را بمصرف نرساند و کسر آں بمجاہدہ و ریاضت
کند۔ و آنکہ او را جمال حضور و حسن ذکر جلوہ کردہ است او را بہرچہ ایں دست دہد
عزیمت ہماں است۔

مرید پیر را در ہر صفتے کہ

(۱۵۴) و مرید در خواب بہر صفتے کہ بیند پیر را داند آنچہ اوست او را بداں

در خواب بیند داند کہ برائے تنبیہ حالت اوست

تنبیہہ میکند۔ و آنکہ برائے تدبیر استقامت خیال را استعمال مخدرے کند مرید را نشاید اینچنیں او را باید تدبیر او ہم بدل او باشد تا بفراغت تواند بخدا مشغول شدن آں خارجی تا آید و تا باشد و تا پاید۔ و مرید پیر را در دل خویش بیند اما تصوراً و اما تحققاً و ایں را تمثل قدوسی داند۔

پیر را اگر ابتلاے شود مرید را بد عقیدہ نباید شد و لیکن دریں باب اتباع او نکند

(۱۵۵) اگر پیر را بر عورتے و امردے ابتلا شود مریداں بد اعتقاد نگردد باخود داند کہ پیر سرے را در مظہر ایں شخص مشاہدہ کردہ است نظر بریں ندارد نظر بر متمثل وی میکند چنیں باشد صورتے در عالم قدس نظارہ شود مثال آں در دنیا بیند بیندہ مبتلا شود۔ ابتلاے او بریں صورت نیست ابتلاے او برانچہ گفتیم۔ اما من باآں پیر میگویم اگر دریں موقف وقفہ نکردے از قدس باقدس رسیدے

بیت

ہر چہ از اں نام و نشانت دہند　　　گر نستانی بہ ازانت دہند

مرید را دریں باب اتباع پیر نمیشاید کرد و اگر نہ در حلقۂ شہوت و دام ہوا گرفتار گردد نعوذ باللہ من ہذا الحرمان۔ و اگر مرید را مثل ایں ابتلا پیش آید پیر نشاید کہ استحسان نماید و آنرا کارے و بارے داند چنانچہ در بعض مردم شنیدہ ام۔ مرید را از صحبت امارد احترازے بجد است و خصوص از مطرب امرد و مگر درمیان طایفہ باشد عقب شدہ و محاورہ باوے شرط رہ نیست خصوص امرد ملیح باشد و اگر در مجلس چنیں اتفاق افتد احتراز بہتر باشد و اگر احتراز میسر نیاید غض بصر بریں صفت کہ نظر بر سینۂ خویش میدارد۔ و اگر شخص چنیں کسے است کہ دیوار و عورت و امرد و شیخ پیش او منظور نیست و ایں از نظر او

ساقط است باوے سخن نیست۔

(۱۵۶) مرید بلہو و طرب مشغول نشود چنانکہ اسپ دوانیدن تیر فرستادن حکایت کردن گشت و تماشاے باغ کردن بہوا و طیبت۔ واگر نفس را ملالے باشد خواہد دفع ملال بدیں کند تا در وقت مزاحمتے نہ نماید شاید و اگر او را آنجا حضورے و کارے دست مید ہد خود بہتر۔

مرید بلہو و طرب مشغول نشود

(۱۵۷) و مرید در سفر و حضر بے مسواک و تسبیح و مصلا و رومال نباشد و بعضے ابریق را برابر داشتہ اند۔ اگر سفر است یا بصحرائے بروں آمدہ است خود لابد نسبت چنانچہ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہٗ در عوارف آوردہ ہر صوفی کہ باوے آوند آبے نیست بدانکہ او قصد کردہ است کہ ترک صلوۃ کند و عورت خود را برہنہ کند خواہ ایں قصد کردہ یا نکردہ باشد او را ایں پیش آید و اگر مشی ہم در شہر بکارے و مصلحتے زیادتی نیست۔

مرید را باید کہ در سفر و حضر بے مسواک و تسبیح و مصلا و رومال نباشد

(۱۵۸) مرید را در ایام ارادت خطرۂ از دواج شود مزاحمت شہوت پیش آید اگر برائے دفع آں را محلے حلالے پیدا کند موجب باز ماندن و باز افتادن او باشد اورا رہ جز ایں نیست کہ بمجاہدہ و مشقت آں قوت را بشکند و آں آبے کہ ہیجان کردہ بود برائے خروج را ہم در صلب او قرار گیرد مرد قوی شود و بسیار مجاہدہ را بسر تواند برد۔ مرید ناصبور باشد ہر ساعتے کہ بر و گذرد بے مقصود او بلاے است بر جان او مردن ہزار بار بہتر از آں حیات باشد۔

مرید را گر شہوت از دواج غلبہ کند او را چہ باید کرد

(۱۵۹) مرید در تزئین ظاہر خود نکوشد تا آنکہ میخواہد البتہ دستارے خوبے بستہ جامہ خوبے پوشیدہ ہم چنیں باشد ایں کار مریداں نیست۔ مرید در بند طعامے

عمل مرید بمعاملات ہر تکیہ ایں۔

نباشد۔ و مرید را زن و کنیزک بسیار نباشد و این کار بسیار نکند مثل این سخن گفته‌ام بارہا۔ مرید از مراء و جلال دور باشد و از محافل و مجالس گریزان بود در قباله و خطے نشان و گواہی خویش نکند و برائے دادن گواہی را و برائے اثبات دعوی را بر در حاکم نرود۔ از برائے مال و منال را خصومت نکند۔ و برائے میراث نقود و عقار را مطالبه نه پیوندد۔ و مرید در دل عهد با خدا کند که دریں جهان و دراں جهان خصمے با کسے نکند و اگر کسے از مال او و از ملک او چیزے بستاند اگر بظاہر ہات و ہوئے کند و لے بباطن بخشیده باشد۔

مرید چوں قدم در ارادت نهد از جمله حقوق خویش که بر دیگراں دارد باز آید

(۱۶۰) مرید چوں قدم در ارادت کند بخلوت نشیند با خدائے خویش عقد عهدے کند که ہر کجا که حق مائی از اں من بر کسے متوجه شده است من از اں باز آمده‌ام ہم بدو بخشیده‌ام که او تصرف کرده است یا برو ہست۔ ازیں معامله امید باشد ہر جا که کسے بر و حقے دارد خدا از جهت او رضائے خصوم کند۔ در ره ارادت نخستیں رد مظالم است ایں معاملتے که گفتیم آں شخص امیدوار باشد که رد مظالم او شود۔

در ره ارادت اول کار رد مظالم است

اگر از مرید در سر ذمیمه زاید حکایت آں پیش کسے نکند

(۱۶۱) و اگر از مریدے در سر ذمیمه زاید باید که ہیچ یکے از اں حکایت نکند ہم بدل پیش دارد و ساعته فساعته بملامت پیش آید و خالی از احداے نگذاردش و مرید را نشاید اگر مریدے دیگر یا یارے و شیخ دگر دو چہار شود سلام علیک گوید اشارتے بسلام کند زیرا چه چوں آں صوفی پیشینه مرید است یا بظاہر یا بباطن او شغل نجدا دارد تو او را سلام کنی او را رد سلام باید کرد ہر آئینه تفرقه در جمعیت او بشود۔ اگر چیزے میخواند آں سر رشته گم گردد اما اگر تو

مرید را نشاید که بار سر او در راه سلام کند۔

اشارتے بسلام کردی کہ خلف از سلام است سبب کاریکہ بہترین کارہا است
این را خلف او کردہ او نیز اشارتے بعلیک خواہد کرد از طرفین تفرقہ ہی شود و
چو ایں امر بد است زبان و دل ایں ہم بکار است ایں را ہم شاید عادت تسلیم
باشارت کنند۔

(۱۶۲) و اگر مرید از موسیقار چیزے میداند و میگوید نشاید ذہن را بداں
گماشت کہ کار را بغارت خواہد برد و ہمہ ضروب و نوای و نغمات سرود
در دل خواہد نشست اما اگر برائے تطییب وقت خویش را یا برائے نوحہ کردن
بر روزگار خود یا اصحابے کہ ہمہ رواندو ہیچ یکے میان ایشاں از دیگرے
دعوے تفوقے و تفضلے ندارد و اگر بدیں مصالح گاہ گاہے بداں فن آویزد
زیانکار وقت او نباشد بلکہ مزید کار او گردد۔

(۱۶۳) مرید نشاید لباس پیراں کند چنانچہ اوحدی فرجی جہلنک
مرقع صدق اینست کہ ظاہر با باطن برابر باشد تو مریدی ہر جا کہ تخشنے
و تخششے کہ ہست بر خود بنہ ترا بایں کارہا چہ کار۔ و مرید نشاید خادمی با خود گیرد
مصلا و ابریق و نعلین دست گرفتہ برد ایں شیوہ مشایخ است۔ و مرید در رہ
متبختر و مترفع نرود و منکسر و منخفض رود۔

(۱۶۴) و کاریکہ مرید پیش گیرد مصلحت ہائی ازاں کار پس نبایدش آنرا
بسر برد مثلا خواہست طی کند ضعف قوت آرد بسبب آں افطار نکند ہمت بربندد
تا بسر برد۔ ایں نفس است اگر سست گذاری عادت گیرد۔ و اگر مرید در خواب
یا در بیداری حال کسے را مشاہدہ کند اظہار آں بر کسے و بر آں شخص مصلحت نباشد

ورنہ ایں مرید را شیخی پیش آید واز مقصود باز ماند۔ و مرید را نشاید مرد مجلسی شود ہرجا کہ بنشیند ہم بادے یار شود او را بریک جاے استادن وہم بداں جاں دادن شرط است۔ و مرید را بدیں وہم کہ نفس را ذلیل و مستذل سازم درمحال غیر شایستہ ایستادن نشاید نفس خوار گردد چوں خوار شود جاہ گردد بسبب صحبت آں محل نصیبۂ ازاں کدورت گیرد

مرید را باید کہ مقصود خود را قریب الوصول دانستہ باشد

(۱۶۵) مرید و طالب را باید مقصود و مطلوب خود را قریب الحصول داند ایام مرجوہ و حسنات و مبرات دیگر چنانچہ ذکر مراقبہ و نماز ہر بار کہ بدیشاں مشغول شود ہمچنیں یقین کند ایں بار آں بار است ایں وقت آں وقت است کہ درفتح مقصود می شود و چوں ازاں کار باز آید چوں آں مرام بکام نباشد گریہ و نعرہ و شکستگی دل دم سرد و سینہ گرم نقد وقت او باشد ایں نیز کارے دارد۔ دو کار داریم یکے بر دوجداں مقصود دوم گرمی طلب و درنایافت با سوز و تاپاک دل بافراط۔

مرید را سوی الخلق و قوی الترکیب باید بود

(۱۶۶) مرید طالب سوی الخلق قوی الترکیب باید تا مشاق را بسر تواند بردو احمال شداید را بمنزل رساند۔ واگر ضعیف باشد از بسیار کارہا محروم ماند کہ ہر مشقتے درہ کار و بر درمطلوب راحتے و لذتے دارد کہ ہماں واجد داند و آنکہ بمقصود رسد آں خود فوزے و ظفرے دیگر است او را ہیچ کارے بہ ازیں نیست زاویہ را ملازم گیرد چشمے و لبے بستہ بخیال درستے ملازمت نماید عظیم کار سیت ایں اگر بریں ملازمت میسر آید محسود جملہ طالباں باشد

مرید را دلاور باید بود

(۱۶۷) مرید را باید کہ دلاور باشد از شبہاے تاریک و در بادیہ ہا ماندن

وتنہائی بسر بردن ودر زمین مبع بیتوت کردن وہمچناں موذیات دیگر
بے تشویش بے تعلق بے التفات ماند۔ ومرید را باید ہراسے از جنے و
شیطانے نباشد۔ ہم ہمچنیں مار وکژدم وشیر وغیر آں او خود را نجدا داده است
در وطلب چناں گرفته است که از جمله در دہا دل فارغ آمده است۔ مرید را
باید قلندر صفت باشد یعنی از جمله رسمہا دعادتہا واز ننگہا وعارہا بروں آمده
بود۔ نمی بینی که ایں مردکان چه بے شرمانند کسے کرده است سرو ریش را تراشد
وخر سوار شود یکے خود خود را تعزیر کند او را چه گوئی۔ اشارت ازیں صورت
انیست که ما ہمه چیز را فرو انداخته ایم وجمله رسوم شرعی وعادتی را طرح داده
ایم کار ایشاں چیست اللبّان اللبّان مرید طالب را ہم ازیں
بے التفاتیہا نصیبه باید۔

حبس نفس

(۱۶۸) ومرید را اعتیاد کردن بر حبس نفس لابدی است چنانچه
میاں جوگیاں است اگرچه آں قدر که ایشاں می توانند کرد نتوانند ہم
ازیں قسم خالی نباشد وہر کرا ایں نوع مطلوب افتد صحبت از عورت
قطع کند کلا وجملتهً وآب بیشتر کم کند وطعام را آنقدر کم کردن لابدی است
که ہمیں قدر قوت ماند که نماز فرائض ونوافل استاده تواند گزارد۔ اگر مقیم
است واگر مسافر است آنقدر که در ره تواند رفت۔ وسخن فضول وامثال
ایں سجذر باشد اگر حبس نفس میسر آید خطرات خود دفع می شود خطره تابع
نفس است

امر بخیر ونہی از شر

(۱۶۹) مرید را بر خیر وشر کسے کارے نیست۔ امر بمعروف ونہی از منکر

کارے ندارد
وظیفہ مرداں دیگر است او را کار با خود افتادہ است۔

مرید را با ضیافت دیگراں و غم و شادی ایشاں کارے نماند
(۱۷۰) و مرید در ضیافت نکشاید البتہ خواہد ہر کہ برو بیاید بر وداو را طعامے بخوراند او را کارے نیست با خود کہ ایں ابواب بر سر آں راہ می شود۔ ایشاں مشتاقان آں کار اند۔ مرید در غم و شادی کسے یار نباشد و اگر در ولایمے و ولایمے حاضر شود جز برائے حفظ سنت و رعایت دل پیشینہ نباشد و باید الضرورت تتقدر بقدرہا بکار ماند۔

مرید از ہمہ قسم ہوس خود را دور دارد
(۱۷۱) مرید را ہوسے حسّے در سینہ نباشد و اگر ایں نوع سر بر کند قدم در اتمام آں حسے نکند دست در مجاہدہ و ریاضت کند تا آں آرزو ہور دلش محو شود۔ و اگر البتہ نمیرود اگر از قبیل مباحات است و شئے یسیر است پیش سگ استخوانے اندازد تا او بداں متعلق شود از حفیدن باز ماند و تراره رفتن بغیر تشویش میسر آید و اگر العیاذ باللہ از قبیل نا شروعات است ایں مرد را دانید کہ مرید طالب نیست و اگر ہست کارش ایں باشد کہ جاں بازد و بداں کار نسارد۔

مرید خواب نکند تا خواب بروغلبہ نکند
(۱۷۲) و مرید استقبال خواب نکند چنانچہ مثلاً یکے بساطے فراز میکند و سادہ می نہد و بخوشی و خرمی پامیغر از دو چشم می بندد و انتظار خواب میکند استغفر اللہ ایں خواب خدا ترساں و خدا پرستاں نیست ایں کار اہل ہوا است مرید را خواب با غلبہ است ایں چنیں غلبہ کہ در وے بجا آوردن نمی تواند و باید بغیر وضع خسپد تا خواب بغلبہ خویش آید و مرو زود ترے از اں غفلت باز گردد۔

(۱۷۳) و مرید را استعمال دسومات نباشد و احتراز کلی هم نه و اگر
چند درمے روغن زیادتی خورد مقابلهٔ غذاے معهود خود را بسیارے ترک آرد بد نباشد
معده سبک بود و قوت مرد باقی و مزاحمتهاے هر ساعت وضو چنداں نه و برآے
قوت مزاج را و رطوبت دماغ را هم اثرے دارد۔ اما دسومات و حلوا و اطعمه
پر خوردن کار مرید نیست۔ آنچه ایں کبراو یاں سه اربعین را امید زند و دراں رعایتها میکنند
اما مرید را علی الدوام ایں کار می باید کرد۔ او مرید است که ایں کار هماره کند او که
وقتے تعین دارند برآے ایں کار را ایشاں مهوسانند۔ اما چنیں شاید شخصے همه روز
و شب بکار جد هست در سال یکدو بارے چندگاں روز اشق و صعب گیرد و
الزم و واجب دارد۔ مرید را که طعام بخار انگیز و بطی الهضم باشد ازاں احتراز
بواجبی باید کرد۔ و شرم باشد مرید را که گویند بهیضه افتاده است۔

(۱۷۴) اگر مرید را صاحب حقے برآے کار مزاحمتے میکند نمیگذارد که او کار
اهل ارادت کند بداں التفات ننماند از قدم ارادت پس نیاید چنانچه مادر مهربان
نمیخواهد که جواں او چندگاں طی کند و همه شب بیدار باشد و از اکتساب و تجارت
دست باز دارد و خواهد از دواجے و مصاهرتے شود تا نسلش زیاده گردد و چشمش
بنظارهٔ جمال پسر روشن گردد ایں انواع را التفاتے نکند و حسابے نیارد و در کار
خود مستقیم ماند۔ لفظ جبار از قبیل اضداد است۔ جبر شکستن و شکسته را بستن
اگر طالب را در ره طلب وقت گرمی کار رعایت حقے فوت شود خداوند سبحانه
و تعالے جبر کسر او کند چنداں رحمت خویش بداں شخص نثار کند همه حقوق خویش را
بخشد و منت بر خود نهد و همچو مرد صادق باشد اول حال که آں صاحب حق

مرید را استعمال دسومات
اعتدال ورزد
و از طعام بطی الهضم
احتراز کند
مرید را اگر مزاحمت صاحب حقے
التفات نباید کرد
و قدم از ارادت پس
نباید

مزاحمتے میکرد آخر وقت ہم معتقد شود و خواہد کہ بندہ و مرید گردد مقصود من این ست
تو ہیچ وجہے قدم ارادت را بستر بر بستر برالبتہ پس نیائی ہیچ غرضے۔

(۱۷۵) اگر کسے در حیات پیر یا بعد وفات پیر ملاقات یا پیرے دیگر شد
اگر از و آں بیند کہ از پیر احساس نمیکرد از موارد ے و معارفے و حقائق
بد اعتقادی بدل نمی باید داد و شاید پیر را روزگارے است کہ ایں ہمہ کار ہا
ایں ہمہ چیز ہا در جنب او است و در خفیہ کنیف او است اما اظہار شرط نیست
و اگر ازیں پیر نصیبہ گیرد داند و اعتقاد کند کہ ایں دادۂ پیر است کہ بدیں رہ
مقید بود و بدیں شرط مشروط۔ اما بہتر ایں باشد مرید ہر پیرے را صحبت نکند
اگر مرید در تربیت پیرے دگر افتد و از و نصیبہ گیرد ہمیں عقیدہ کند کہ گفتیم چنانکہ
شخصے در خانہ کعبہ رود و آنجا فتحے و فتوحے شود آں تحقیق داند از دولت ارشاد

اگر در حیات پیر یا بعد وفات او از بزرگے دیگر مرید را چیزے رسد او را عقیدہ باید داشت کہ ایں ہم دادۂ پیر است

دعوت و صحبت و دست بیعت پیر است۔ ہم چنیں از ہر درے کہ برو چیزے
رسد ہمیں عقیدہ کند۔ سمت خانہ پیر را حرمت دارد اگر تواند خوے آں سو
نید از و و پا آں سوے فراز نکند۔ و ہم چنیں کفش پیر را و دیگر چنانچہ مصلا و دستار
و طاقیہ و دراع و ہر چہ ہست بے وضو دست نگیرد و در محلے با حرمت دارد و گاہ
گاہے بکشد بر رو و بر چشم و بر سینہ مالد و از پیر خواہد انچہ تتبع ایں بر من ارزا
کردۂ بمن ارزانی دار۔

مرید را باید کہ خانہ پیر را و تبرکات او را بسیار احترام کند

(۱۷۶) و البتہ وصیت باشد چیزے جامہ شیخ با وے در گور باشد خصوصاً
طاقیہ و اگر گرد تربت شیخ چند کرتے گرد د شاید کہ حرمت آں تالبے است
کہ در دل آں تالب مقعد عرش باری و مقعد رحمان است و در کتب فقہ

مرید وصیت کردہ میرد کہ چیزے از تبرکات پیر در گور او نہند

آداب حاضر شدن بر تربت پیر

ہم رو لیتے است۔ وزیر پاے شیخ البتہ مہرے بدارد۔ وآلبتہ گل بر در بر تربت اندازد۔ ارواح را از بوے خوش نصیبے تمامی است۔ و پیش تربت پیر بسیار نہ نشیند زیادہ از سورہ یٰسٓ خواندن نمی شاید۔ ہرچہ بیشتر خواہی بود خوف آں باشد راستا و چپا نظر شود وآں بے حرمتی آں قبر باشد۔ ترا باشد دو چشم ہم بر تربت بداری یا چشم بستہ ہم در خیال صورت پیر باشد۔ واگر چیزے نزدیک تربت گذارد می شاید ش کہ رضاے آں مقبور بریں است او را بیان مریدے و فضیلتے می شود۔ واگر در حیات پیر یا بعد وفات او بحضور او نشستہ است اگر آئندہ در آں حالت بیاید براے احترام آں آئندہ نخیزد مگر آنکہ پیر خیزد آں خاستن موافقت پیر باشد۔

مرید را باید کوشید کہ بار خود بر پیر نہ نہد

(۱۷۷) و مرید البتہ کوشد کہ بار خویش بر پیر نیندازد و البتہ اہتمامش در آں باشد تعلقے از پیش او برگیرد۔ و مرید بداند چنانچہ پیر را در دین احتیاجے بمرید نیست فکذلک در دنیا۔ واگر مرید را وسعتے ہست در رزق و پیر را نہ آں سعت از ہمہ پیروا ند آں ضیق عیشے کہ پیر با خویش گرفتہ است آنرا باختیار او گذارد واگرچہ بیند کہ گاہ گاہے از ضیق معیشت شکایتے می باشد آں شکایت ہم بمصلحتے حمل کند۔

مرید را از تسخیر کواکب واجنہ اجتناب باید ورزید

(۱۷۸) و مرید را نشاید در تسخیر کوکبے و جنے مشغول شود یا ایں کار را معتقد باشد ایں ہمہ کار دنیاوی است و او دنیا را با آخرت وداع کردہ است حالت

سیر و اسبق المفردون نقد وقت او شدہ است

آداب مرید در امور مستغرق

(۱۷۹) مرید پیشوائی کسے نکند۔ مرید خدمت پیر را اختیار نکند و اگر پیر

در ما حکل

فرماید آں کارے دیگر است - مرید بر سرخرچے و بر رہ دادے وستدے
مرید ہر روز گوشت نخورد و بکلی ترک نیارد - حلاوا و مالحات وغیر آں ہم
قیاس است - و مرید در محافل و مجالس برائے نشست خویش امن عند نف
محلے تعین نکند - مرید در رہ راستا و چپا نگراں نرود - مرید اگر میا
خلاف شرعی را بیند انکارش بدل سیندہ بود و ذلک اضعف الایما
ہمیں معنی دارد یعنی ذلک الایمان ایمان اضعف عباد اللہ از
ضعیفتر و مسکین ترکیبت -

مرید را از سماع شنیدن چارہ نباشد

(۱۸۰) مرید را از سماع شنیدن چارہ نباشد اگر طالب و مرید و محب
طالبان بر انواع اند - طالبے باشد بعقل و فہم خویش اختیار طلب خدا کردہ
زیرا چہ اعلی و اجل است و اوجب و اثبت است و اعظم و اقدم است

طالبان بر انواع اند
یک گروہ بر رہ حکمت روند دگر دہے دیگر بر رہ عشق و محبت

اکنوں آں مرد طالبے بر رہ حکمت است عاشق نیست - عاشق و محب دیگر
آں حالتے است کہ خبر القا من اللہ نیست در مضیق گفت و شنید نمیگنجد
و اجد مبتلا و اند از اں قضیہ کہ گفتیم - یکے اختیار اولی و اقدم کردہ است
سنائی رحمتہ اللہ علیہ اشارتے می نماید - بیت

مرا پائے بحمد اللہ ز راہ ہمت و حکمت بسوئے خطہ وحدت برد عقل از خطہ
اگر عاشق را پرسند کہ فلانہ را بچہ دل دادی او اگر عاشق است و او را عشق
ربودہ است او ہیچ بیانے نتواند کرد و اگر گوید ہمیں قدر گوید نمی دانم کہ چہ
مرا ربود چیزے بود کہ بروں است از گفت و شنود - اینجا تحقیق دانی ہر اع
مرا انگیزند دور تر روند -

مرید سعت وقت را ضیق وقت را طالب نباشد

(۱۸۱) مرید سعت وقت را و ضیق وقت را طالب نباشد. اما اگر سعت
پیش آید شاید موجب تشتت وقت او باشد اما اگر در ضیقے تشتتے وارد در
ارادت او نقصان است. اوان ارادت از اول بلوغ تا گذشت چہل
اگر دریں ایام قصدے پیوست با شرط آں کار یرجی منہ الفوز بدولت
وصول الحصول و اگرچہ دریں ایامے کہ ریاضت و مجاہدہ می بیند مقصود
بدام او نہ نہد نزاع نباشد کہ در پیران سال یابد در وقت مرگ یابد یا بعد آں
عن قریب من الموت او خود بسوال آید. تو بداں مقبور را چہ حضور باشد و کدام
دولت او را دست دادہ بود و اگر نہ وقت بعث گاہ حساب یا در بہشت
پیش از آنکہ آنجا وعدہ عموم شود. و اگر آں در دادو را و آں احتراق او را
تا آنجا دارند کہ بر ہمہ مومنان مشاہدۂ دیدار شود او را مخصوص باشد اینچنیں
مخصوص کہ یغبطہ الانبیاء والاولیاء والشہداء والصدیقون.
غرض ما اینست دریں ایام طلب باید ایام طلب ہمیں است از پیران کارے
نشنود. گفتیم مگر پیرے کہ جوانی بدیں کار بسر بردہ باشد.

مرید را ہوس مطعومے لہوے نشاید

(۱۸۲) و مرید را نشاید کہ ہوس لہوے و مطعومے کند و ایں ہوس را
بسر برد. استغفر اللہ برائے ایں خطرہ خیلے بر نفس مذمت و ملامت و
مشقت پیش آید کہ نفس را کار بجاں افتد.

مرید را اندریں طلب باید سر در خیابانچہ در در دو دو ...

(۱۸۳) مرید را ایں قدر باید دانست اگر یکے را در صورت مجاز میلے
افتد او را برائے رہ بردن بد و چند کار است. اعتکاف بر در او یا ملازمت
بر آمد و شد کوچہ او. در ساختن با کساں او بدانچہ تواند و بذل کردن ہر نقدے کہ

بدست اوست وسحرے وجادوئے وتعویذے کردن وبرعاملان ایں رہ و
برساحران ماہر ملازمتے والتماسے کردن۔ ہمبریں منوال مرید را لابدی است بود
او در مسجدے باشد در خطیرۂ باشد در کنج وخرابۂ یا کہ گہے برون مسجد وگہے بمصلحت
با مردم وبازہاد وعباد ومردم صلحا آمیختن ضرورت است ورہ از ایشاں آموزدہ
وجدان مقصود از ایشاں یابد وہرچہ باشد بدل ایں راہ کند۔ نمازے وروزۂ
ودرودے ودعاے از ضروریات کار مرید است۔ مقصود ہیچ در یرا کہ آں از
ابواب بِرّ است فرو داشت نکند ہر رہے وہر درے می پوید تا از کدام رہ روئے
مقصود بیند۔ وبعضے مریدان صوم دوام اختیار کردہ اند ایشانرا بیشتر ایں صفت
بود کہ چیزے رسد نقدے جنسے طعامے ایں برائے افطار دارند۔ ومریدے دیگر
روزہ اختیار نکند ہرچہ بنقد رسد ہم بداں سازند اگر ہمہ روز گذرد وچیزے مشروبے
وماکولے نرسد اورا امساک باشد۔ اما تقلیل شرط است ہم ازیں گفتہ اند من صام
صوم الدھر فاھمہ انہ قد اجتمع عندہ لاشئ من الدنیا اما آنچنیں
می گوئیم صوم دوام بہتر باشد واگر اختیار مرد آں بود کہ البتہ چیزے را بمصلحتے نداردد
اگر ہماں وقت رسد افطار کند نیکو معاملتے است ایں واگر نہ فاقہ را قوت وقت
سازد واگر چیزے دارد برائے دفع تشویش وقت را یا دو سہ دیگر صایم اند برائے
موافقت ایشانرا از معاملہ محققان دور نباشد۔

(۱۸۴) مرید را ہرچہ بدستش باشد باید کہ ازاں خاستن تواند اگرچہ بادشاہی
باشد۔ حکایت سلطان ابراہیم شنیدہ قدس اللہ روحہ۔

مرید را باید کہ ہرچہ در دست او باشد ازاں برخیزد

(۱۸۵) مرید اگر وقت اضطرار سوالے کند بخورد شاید واگر جائے میسر باقی است

وقت اضطرار مرید را

خبر مستدعی را دخل ہست و خصم خانہ براں کارہ نیست شاید کہ برود دراں مجلس
دفع تشویش خویش کند۔

(١٨٦) و مرید بیمارہ در رد بلیہ مرگ شستہ باشد گماں نبرد با خود کہ دوم ساعت
زندہ ماند تا کارے کند۔

(١٨٧) و مرید را نشاید کار و شغلے کہ از پیر گرفتہ باشد و پیر را دراں باب استتارے
و ضنتے باشد کہ آنرا آشکارا کند۔ و مرید از پیر سرے طلب نکند و اگر کند پرخطر
باشد اگر بر مزاج افتد زہے کار و اگر بر خلاف افتد زہے بلا و اگر مرید در زیارت
بزرگے یا پیرے رود التماس نہ پیوندد اگر التماس بکند صورت ضرورت آں باشد کہ از
پیران بزرگ صالح طلب کند کہ خاطرے بدارند کہ پیر او برو نظر شفقت کند۔ و اگر از گور
بزرگے یا پیر پیر استمداد کند بگوید اللہ علیکم کہ پیر مرا اشارتے فرمائید و مرا پیش او
بہ نیکی ذکر کنید و او را بریں آرید کہ بر من نظر شفقت کند۔

(١٨٨) مرید پیر را ہمچو شیشہ صافے شفافے تصور کند و انوار قدس را ورائے
آں شیشہ آنچنانکہ آں انوار دروں شیشہ نماید ہر بار کہ مرید پیر را بیند داند کہ
نور قدسی برو تجلی کردہ است و ایں منعکس اوست و من در نظارہ آنم۔

(١٨٩) مرید را باید ہرچہ پیر فرماید در حال صورت امتثال پیش آید و اگرچہ
امرے محال نماید۔ مثلاً اگر فرماید شتر را دست و پا بربند بر سر کن بالائے بام
بیار اگرچہ ایں امرے متعسر است و ایں را محال عادی گویند اما مرید اقدام کند

(١٩٠) و مرید ہرچہ در خواب و مراقبہ و واقعہ بیند پیش پیر گذراند تا پیر تعبیر
آں کند و بحسب آں معاملتے فرماید۔ مثلاً در واقعہ یا در خواب بزغالہ بیند کہ از طرف

او میل کردہ یا بر و غالب آمدہ یا ہمیں صورت او دید پس پیر ایں را تعبیر بہ شہوت
کند و بحسب دیدار او برائے دفع آں کارے فرماید۔ ہم چنیں ہر حیوانے و
ہر پرندہ کہ بفعلے و صفتے مختص است چنانچہ سگ و مورچہ بشح نسبت دارند
ستور و خر باکل و شرب مار و کژدم و امثال آں باید او شیر و گرگ و پلنگ
ہمیں حکم دارند و بغضب نسبت کنند و پیر را دریں باب برائے دفع آں تدبیرے
ہست و آنکہ انوار را ہر جنسے بیند او را نیز تعبیرے خاصے است و پیر را آنجا
فرمایشے و کارے۔

مرید را اگر اتفاق افتد کہ در مجلسے پیر را با دیگر اکابر باید باید کہ از ہمہ گذشتہ پیش پیر آرد

(۱۹۱) اگر مرید را اتفاق افتد در مجلس چند بزرگے حاضر شود مثلاً آنجا
خضر است و ابدال و اوتاد دیگر اند و پیر است باید از ہمہ گذشتہ روے
بہ پیر آرد۔ اگر چیزے جوید و طلب ہم از وے و اگر پیغامبر را بر صورت پیر بیند
اشارت بریں باشد اتباع او اتباع پیغامبر است۔ و اشارت بریں باشد کہ
پیر موفق باتباع نبی است۔ و اشارت بریں باشد کہ ایں پیر بجائے من است
میان من و او بیگانگی نیست۔ حکایت ما بدیں ماند کہ نحن روحان حللنا
بدنا۔ و اگر ایں چنیں اتفاق افتد ایں را خواب و واقعہ گویند ایں کار بدست
من و تو نیست تا از غیب چہ آید در پیش۔

مرید اگر پیر را در واقعہ بیند۔

(۱۹۲) اگر چنیں اتفاق افتد مرید در واقعہ پیر را بیند و داند کہ ایں
خدا است تعبیر کند ایں مظاہر او است و متقلب بانواع تقلبات۔ او و خدا
کارہا بدو سپردہ است کہ افعل ما شئت و معنی افعل ما شئت ایں است
کہ کلیے متعلق باخلاق باری باشد او را گویند چنانچہ او تعالی آنچہ خواہد کند تو

معنی افعل ما شئت

نیز آنچناں کن فانک معفوای فانک موضوع عنک وزرک وثقل وجودک ومحو عنک وهم انیتک دبسیار مردم اینجا ایں گفته افعل ما شئت یعنی هرچه خوشش آید بکن از نیک و بد۔ استغفر الله ایں گفتار محققان نیست۔

(۱۹۳) مرید اگر چیزے را در خواب یا در واقعه بیند و آں چیز هم بهچناں شود مثلاً آمدنی بود نی شدنی را دید ایں را از قبیل کرامت نشمرد و ایں را از خوارق نداند جمله عوام دریں قسمت مشترک اند بل الکلام فی الاجانب و مرید را خطره در دل آید همان زمان اثر آں ظاهر شود ایں نیز هم ازیں باب است۔

(۱۹۴) و مرید را امروز که عمر دنیا به هشت هزار و هفت سال رسید در لقمه ایں احتیاط باید کرد که فاش آشکارا معلوم حق کسے نخورد و اگر در احتیاط کوشد مگر بگرسنگی میرد یا طعام غیب آید۔ اگر تکثیر در تقلیل کند بجائے مخمصه باشد۔

(۱۹۵) و مرید دراں کوشد که دریں دو وقت سخن با کسے نگوید۔ بعد ادائے سنت بامداد تا ادائے صلوة اشراق و بعد صلوة عصر تا فراغ از اوابین مگر بجائے که او را ضرورت باشد و آں ضرورت بلائے باشد براں مسکین۔ اما مشائخ و مرشداں ازیں قسمت مستغنی اند۔

(۱۹۶) اگر مرید عمل کیمیا داند و سیمیا داند البته اظهار آں بر کسے نکند و دیگرے را نیاموزد و خود آں کار نکند نه برائے خود را نه برائے خدائے را۔ گدائی کند خورد بهتر از ایں رنگ آمیزی کند و اگر در اثنائے ارادت و طلب ایں چیزها پیش آورند لله علیک ایها المرید ان تلحظ الیه بدانی امتحانے عظیمے از آں سو

آمدہ است وبلائے قوی متوجہہ شدہ است ترا از درخود چناں خواہد راند کہ تو لائق شاگردی ابلیس ہم نخواہی ماند۔ والبتہ صادقانرا ازیں جنس پیش آمدہ است وآیدا ما صادق کجا بدینہا پردازد۔ چگوئی کسے راکہ اضطرار شد واو دراں اضطرار اصطبار ورزید بداں سوختگی قرار گرفت من اللہ برائے او فتح بابے از غیب شد واگر نشد براں جان عزیز را تسلیم یار کرد ودیگرے عملے کرد آں وقت را گذرانید کہ بہتر یکے جان خود را بذیل آلہیت بربستہ است ویکے بدنیا بربستہ است فشتان شتان بین المنزلتین۔ وآنکہ عملے بذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نسبت کنند آں بکیمیا وسیمیا وعمل ودار ونسبتے ندارد او متعلق باخلاق اللہ است واللہ یفعل ما یشاء ایں را قسمتے از نسبت روح اللہ تصور باید کرد۔

حصول نعمت از طلب درست

(۱۹۷) مرید را طلب آنکہ درست افتد یا از عالم غیب بروشاہدے شدہ بود آں جمال وامکان حصول آں جمال او را در طلب وارادت آرد یا القاء من اللہ در دلش افتد کہ دولت دیدار ہم دریں جہاں کبار را بود وباشد

مامون العاقبت بودن پیراں

(۱۹۸) مرید را باید بداند کہ از معاملہ پیران سلف وخلف ایں محقق شد کہ پیر بجائے میرسد کہ مامون العاقبت می شود۔ ایں شجرہ نبشتن وہریکے را سندے بسندے داشتن ودوام توجہہ مرید با پیر در حیات وممات دلیل کرد کہ اجماع ایشاں بریں است کہ ایشاں مامون العاقبت بودہ اند واگر درمیان ایشاں بر شخصے مائی وہم خلل افتد مرید را توجہہ درست نیاید وہیچ فضلے از ایشاں نتواں گرفت۔ قول ذوالنون رحمہ اللہ ہم بریں سخن گواہ است

ما رجع من رجع الا عن الطریق ومن وصل لا یرجع چنیں دانم بعد
کشف حقیقت از طرف آلہیت بندہ را حفظے ورستے است او بجاے
رسیدہ است فرو افتادن را امتناع نماندہ است زیرا چہ او شخصے است فرود و
بالا او را یکساں گشتہ است۔ یک سخنے کہ میاں صوفیان و متفقہ اختلافے
بیّنے دارد ایں است کہ گفتیم۔

(۱۹۹) و مرید را لہوے و تہرے و طربے کہ حلال آمدہ است بر خود حرام
گرداند او را جز یک طلب و جز یک کار ہمہ گذاشتنی است۔ پسرے باشد کودکے
باشد کہ مطایبہ با وے مباح است بر مرید حرام باشد کہ با وے مطایبہ کند
ہم چنیں مباحے دیگر۔ کسے رباعی گفتہ است نیکو رباعی است۔

رُباعی

در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو — وز دور زماں ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش مبرّا ز دو کون — وز سود و زیاں ہر چہ شود گو شو گو

(۲۰۰) مرید را ہر حدیثے و اثرے و حکایتے کہ در باب عبادات و طاعات
و مجاہدات رسد برائے صحت تحقیق او را تتبع حاجت نباشد زیرا چہ محض
خیر است برائے محض خیر را سند چہ مطلبی کہ اتفاق است حمد وح فی الادیان
کلھا۔ و اگر سخنے در ترخیصے و تسہیلے باشد برائے تصحیح او را تتبع باید کرد کہ جولانگر
زنادقہ است

(۲۰۱) مرید اگر کاغذے در رہ گذرے افتادہ یابد دوران سخنے نبشتہ
باشند بداں سخن مردم را رہ سلوکے دست دہد عمل کردن براں واجب است

مرید عاشق ایں است یہے درہ کارے باشد کہ بداں روئے مقصود تواں دید۔ دریں
قضیہ مرید ہذیان گوی باشد چنانچہ عاشق ومعشوق راگہے بہ سرو نسبت کند گہے
بگل نسبت کند گہے بمارے وکثر دمے نہ آنکہ ایں ہمہ ہذیان گوی عشاق است۔

(نو خرقہ شدہ است باید کہ براں عمل کند)

(۲۰۲) مرید را اگر در ابتدائے ارادت مالے در ملک باشد خرچ آں
مال ضروری بود البتہ آنچناں شود کہ برو زکوۃ واجب نیاید۔ و اگر آنچناں شود
کہ ابو بکر کرد رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید ما خلفت
لعیالک فقال اللہ ورسولہ و اگر نہ معاملہ عمر کند رضی اللہ عنہ بلغت
تکفیھم اگر عیال باشد ورنہ شبانہ برخود ندارد۔

(مرید ہر مالے کہ در ابتدائے ارادت دارد باید کہ آنرا صرف کند)

(۱۰۳) مرید را نشاید در دل ایں گماں برد شب افتد چنیں کنم وشب
گذرد روز را چنیں کنم و مرید را ہرچہ پیش آید ہم بنقد وقت سازد تسویف
واہمال را از حرماں شمرد

(مرید کار امروز را بفردا نگذارد)

(۲۰۴) اگر مرید را نظرے بر جمیلے مستحسنے افتد بازش لعمدا نہ بیند و آرزوے
دیگر از وے بہر دسرے فرو افگند چشمے بیند و بخیال او بدل مشغول شود نکوکار
باشد۔ ہست انجا رہ روی اگر از ہوا بکلی برات باشد ایں معاملہ آں مرید است
کہ او را با صورت خیالی پیر کارے نیست۔

(مرید را اگر ناگاہ نظر بر جمیلے افتد باز بالقصد برو نظر نکند)

(۲۰۵) مرید را آنچہ اعمال جوگیہ است از ہر جنسے کہ ایشاں دارند
جز حبس نفس ونسبتے مخصوص کہ ایشاں دارند ومتکاے کہ با ایشاں باشد
احتراز واجب داند و ایں دو سہ چیز کہ از آں جوگیہ گفتہ ایم
لابدی صوفی است۔

(مرید از اعمال جوگیہ احتراز ورزد الا حبس نفس)

[مرید را اگر کسے آرزوے خوردنی و آشامیدنی پیدا شود او را چہ باید کرد]

(۲۰۶) واگر مرید را آرزوے خوردنی و آشامیدنی شود میان ایں سہ معاملہ یکے کند نخست دراں کوشد کہ آں خطرہ و آں ہوس از دل بکلی رود و اگر باز می رنجاند استخوانے پیش سگے اندازد و خود بفراغت مشغول شود یا بماند آں قدر ماندنی ہست ہوس او بدوند ہد یا بمقابلہ آں مجاہدتے سختے برو نہد او آنرا قبول کند بدیں ماجرا دفع کدورت آں ہوس میشود۔ واگر مرید را عیال باشد و ہر بار خاطرش برائے تقرب میکشد بناید ہر بار بداں تراشخانی مشغول شود بدارد تا حالت تو فاں رسد کور شدہ آں تشویش از خود دفع سازد و اگر نہ ایں جنس سبب حرمانے عظیم است و اگر بدارد البتہ البتہ مرید را باید شوق و ذوق غالب تر و قوی تر گردد و طلب قوت گیرد و عشق موج باوج رساند و اگر مرد صاحب تجلیات است تجلی با جمال تر باشد و با شیوہ و شکل بیشتر بود و ربایندہ تر آید۔ اے عزیز حکایت از تجربہ میرود۔

[مرید را باید کہ بخیال مقصود چناں محو بود کہ بادیہ و زاویہ او را یکساں شود]

(۲۰۷) و مرید را باید بادیہ و زاویہ حجرہ و گشت کوچہ و بازار و خلوت یکرہ باشد یعنی البتہ دلش از تصور و حضور مقصود و یا ذکر خفی بر تخیل او زاں او خالی نبود۔ ازیں عاشقان مجاز پرس ہست ایشاں را دلے خالی از خیالی معشوق۔ مرید را ہمیں صورت است۔

[عمل مرید کہ بندہ کسے باشد]

(۲۰۸) اگر مرید بندہ کسے باشد او را تدبیرے نیست جز پاکی نفس و دل متوجہ تام۔ ہمچنیں بندہ آزاد وقت خویش باشد ایں بسیار آسانی است بروے جز پنجوقت نماز فریضہ بدنیات دیگر برو متوجہ نیست زکوۃ را مال باید حج را سفر باید او بخدمت مولی مشغول است۔ جہاد اگر فریضہ افتد

اجازت و فرصت باید۔ اگر بر نفس او چیزے رود حداو نصف حد احرار است روزہ ہماں سی روزہ ماہ رمضان پس اگر خوند کارے ظالمے آں کار فرماید کہ اقامت روزہ نتواند کرد شرعاً معذور باشد۔ الغرض مقصود آں دارم کہ مرید طالب را ہماں دو چیز کہ گفتیم خمیر مایہ جملہ سعادتہا است و جملہ طاعتہا و عبادتہا بے ایں دو چیز بہ خسے و بپوست جوے نہ خرند۔

مرید را بر پستی نسب خود نظر نباید کرد و ہمت بلند باید داشت

(۲۰۹) مرید را بر خست نسبت و نسب خویش نظر نباید کرد و طلب کند شود و شوق کم گردد و ہم حرماں و خذلاں افتد بداند۔

بیت

اینجا ہمہ ژندہ و دل پارہ خرند ۔۔۔ بازار چہ قصب فروشاں دگر است

مرید را ایں عمل مبارک است کہ ولش از ہمہ طالباں مشتاق‌تر و از ہمہ سوختگان افروختہ‌تر و از ہمہ روندگان شتاب‌تر و تیزتر و از ہمہ بلند ہمتان بالاتر و بیشتر و بلندتر و از روے ظاہر نظر بر خستِ نسب و شکستگی نفس خسیس و خبیث و از ہمہ کمتر و پستر دانستن۔ ایں چنیں مریدے بادیہ‌ہا قطع کند کوہہا را پامال سازد و دریاہاے آتش را آشنا و رشود کارہا سر وا زدے کہ رشک گاہ جملہ طالبان و محبان بود۔ مرید باید دریں سخن اندیشہ کند کہ سرور فقہا چہ میفرماید و پیشواے علما چہ گوید رحمۃ اللہ علیہ علمنا ھذا لا یصلح الا لمن ضرب دکانہ و فرق اخوانہ و طلق نسوانہ ایں حال علم ظاہر است باطن را چہ پرسی و چہ گوئی۔

مرید را در خانقاہ

(۲۱۰) مرید در خانقاہے و لنگرے براے قوت را قرار نگیرد و ننگ صاحب

خرچ آنجا و خادم نکشد و اگر بضرورت برائے دفع تشویش در خانقاہے در باطے
سکونت اختیار کند ایں ضعیف حال را باید کہ ہمہ روز و ہمہ شب برائے غذا و برائے
بر کالہ نان را حاضر و شاہد میان آں ساکنان نباشد۔ البتہ تنہای گزیند
یا ہمدران خانقاہ زاویہ گزیند کہ جز برائے فریضہ بیرون نیاید یا کہ روز شدہ
در گورستانہا و بادیہ ہا رود و شب شدہ در آید۔

(۲۱۱) و مرید را از دوختنی و سختنی چارہ نباشد زیرا چہ بود او در
تنہای است۔

(۲۱۲) مرید ترشی بسیار نخورد کذالک شیرینی۔

(۲۱۳) مرید را اگر احتلام بر حرام افتد باید بر توبہ خود اعتماد نکند۔ و آنکہ
گویند احتلام عارفان از نعمت اللہ است آں سخنے دیگر است۔

(۲۱۴) مرید برائے آنرا کہ ایں کاریست کہ معاونت است مر مسلمانرا و
تفریح قلب مسلمان است و کفایت مؤنت مومنے است وقت را غارت
کند و برائے فوز درجہ و ثواب را اقدام نماید نشاید ایں ہمہ حسنات است ابواب
بر است کسے نگوید کہ بد است۔ اما مرید طالب را ہے علاحدہ است کہ آں
رہ بدیہا مغشوش میشود و مکدر میگردد گوی خارے و کلوخے در رہ افتاد بداں
می ماند۔ و اگر گویند خداوند تعالے از برکت آں او را فتح بابے روزی کند نکو
سخنے است ایں کہ از برکت ایں فتح بابے شود انشاء اللہ اما عملے کہ مرید طالب
دارد بداں ماند کہ کلیدے بدست کردہ و قفلے کلید را در عمل داشتہ میگرداند
و می جنباند تا صورت فتح ظاہر گردد۔ میان ایں کار و آں کار چند تفاوت ست

تنکیت برائے قوت خرچ نباید کرد۔
مرید را از دوختنی و سختنی چارہ نباشد
مرید ترشی و شیرینی بسیار نخورد
مرید را اگر احتلام بر حرام افتد بر توبہ خود اعتماد نکند
مرید را در کار خویش مشغول باید بود و نشاید کہ بکار دیگران مشغول شود

اندیشہ کن بہ بین آرے فتح امکان ہست چو امر ممکن است شاید در بعض مواضع
واقع ہم باشد کہ بہ رعایت مبرات وحسنات امید رجاے مثوبات ہست
ولیکن بنقد تشتت است جمع ہم نیست و دراں کار یاد محبوب در دل کار محبوب
در دل ور ہ محبوب نزدیکترین راہ ہا است از دیدن و پوشیدن وتا در محبوب
رسیدن و سر براں در کوفتن است فتستان بینہما شنیدہ دو رہ است
یکے رہ طالبان و دوم رہ نیکمرداں۔ ہرچہ ثواب دراں بیشتر و امید بہشت
ونجات از دوزخ بسیار تر آں کار نیکمرد را موافق تر۔ و دوم رہ طالبان است
باایں ہمہ عبادات کہ نیکمرد دارد او را دل متعلق بخدا و متوجہ بحق و جز او چیزے
دیگر در دل نہ و ازیں ہمہ عبادات جز دریافت مقصود چیزے دیگر مطلوب نہ
و کارے کہ طالب دارد ہیچ کارے وزنے وقارے ندارد۔ اگر حضوری کہ طالب
را است باوے نیست۔ مرداں سالہا نماز گذاردہ اند و شبہا بیدار ماندہ اند
در روزے و شبے ختم قرآن کردہ اند اما بوے از رہ طلب نیافتہ اند چوں ایشاں
او خبرے نداشتہ اند۔ اینجا سخنے بسیار است اگر نویسیم مختصرے دراز گردد
ایں محل سخن نیست۔

راہ دو است یکے راہ طالبان جدا دیگر راہ نیکمرداں

(۲۱۵) و مرید را باید کہ بداند کسے را کہ کشف غیوب و اطلاع بر ضمایر شد
ببلاے مبتلا گشت کہ مبادا ہیچ مسلمانے بداں مبتلا گردد۔ غیب باہمہ غیب
است اللہ اعلم فردا چہ زاید۔ مرد بارے بہ نقد وقت خویش خوش است۔ و
آنکہ او امروز داند کہ فردا چنیں مصیبتے پیش آید ایں مرد صاحب کرامت
بہ نقد غمگین داند و نگیں باشد۔ انچہ شدنی است خواہد شد اما ایں غمے زیادتے

مرید را باید دانست کہ کشف غیوب و اطلاع بر ضمایر بلائے عظیم است زاں پناہ بخدا باید بود

است کہ بروے افتاد۔ دیگہا سرپوشیدہ میجوشند تا در ہر دیگے چہ چیز ات ہم ہمچنیں دلہا است خدا در دلہا چیزے نہادہ است درد لے مکرے و غدرے و نفاقے ہست ایں صاحب کرامت را اطلاع بر ضمیر او شد کہ در ضمیر او چنیں و چنیں است آنکہ چہ شود بروی گوید او آنچہ ہست از آں باز آمدنی نیست مرداں بسیار ایں کار کردہ اند و ایم اللہ کہ بسیار جا شوخی و دلیری ایشاں شدہ است۔ و اگر میگوید بدل می داند ایں آیندہ بامن ندارد و در دل او چنیں و چنیں است نہ آنکہ بہ نقد وقت ناخوش است و الا لغیب میگذشت میداند است کہ مرا محب است و چنیں و چنیں است و بوہم و خیال خویش بوقتے خوش می بود ایں مرد صاحب کرامت را کہ بر کشف غیب است و آنچہ ورا ے استار و حجب است او میداند مرداں میگویند زہے دولتے کہ او دارد۔ او زنے دارد او کنیزکے دارد او مادرے و خواہرے و پسرے دارد کارہا در کارخانہ خدا است کارے در غیب و در سر میرود و ایں مرد براں مطلع اکنوں آنکہ چہ میگوی خاموش ماند مداہن گردد ہر چہ کسے میکند گو بکن گوشتہ می بیند یا بر حسب آں معاملتے با ایشاں کند آنکہ چہ گویند دیوانہ شدہ است عقل برباد دادہ است سخرہ و مضحکہ گردد و تو چہ گوئی او را چہ گویند و ایم اللہ ایں بلائے است کہ ایں قوم بسیارے از خدا ے استغاثہ کردہ اند کہ میسر نیامدہ است۔

(۲۱۶) و مریدے را نشاید البتہ خود را بنامے شہرہ کند چنانچہ یکے را گفتہ اند کہ بشر حافی و فلانرا گویند دہنکرہ پوشں و دیگرے را خوانند چرم پوشں

مریدے را نشاید کہ خود را بنامے شہرہ سازد

کار او خلوت است وکار او نیستی است وکمی است۔ پاے برہنہ گشتن بضرورت احتیاج باشد و دہنکرہ وچرم پوشیدن براے قطع مونت باشد البتہ آنچناں کردے ترا حافی نامند وچرم پوش و دہنکرہ پوش گویند نہ بجاں وسر خود کہ نکنی اینچنیں کارے۔

مرید چوں چشم از خواب بازکند او را باید کہ خیال کند کہ وقت بیداری در دل او چہ گذشتہ است

(۲۱۷) مرید را باید نخست چشم از خواب بازکند در خیال دل خود رود کہ خاست از خواب در دل چہ گذشتہ است از آنجا بداند کہ او طالب آں چیز است و اگر خبر مقصود وکار مقصود در دل گذشتہ است او بداند کہ او مرید خدا و طالب خدا و طالب حق نیست ہوسے است کہ می پیرو از مرداں شنید کہ بہتر ازیں راہ راہے دگر نیست و خوشتر ازاں نام نامے دگر نہ خود را مرید طالب نام نہادہ است۔

مرید را در نماز مراقبہ پیر باید کرد۔

(۲۱۸) و مرید در نماز مراقبہ پیر کند تصور او در راستا و چپا باشد بداند کہ پیر یکے از دو طرف او حاضر است یا او را امام تصور کند یا خود را بین یدیہ داند۔ اگر موضع سجدہ گاہ پیر را تصور کند یا او را حاضر و شاہد یا بد کارے باشد ایں قدر امیدواری بسیار بود۔ و در وقت تصور پیر بر بہترین صورے و شکلے کہ او در دیدہ باشد ہمیداں صورت تصور کند و تخیل آں نبدد۔

(۲۱۹) و مرید ہر جا کہ باشد اگر در بادیہ و اگر در شہر باید کہ نماز فرضیہ از جماعت فوت نشود۔ و آں بزرگانرا کہ شنیدہ عمر در بادیہ گذرانیدہ اند ایشاں جماعتے از غیب بودے ارواح خلاصہ با فرشتگان یا مرداں غیب با ایشاں می آمدند نماز مسگذاردند جماعت فوت نشدے۔ و دیگر اگر یکے تنہا ماند و آنہ

قابل نیست که دومی پیدا شود آنجا بضرورت سنت بدو متوجه نیست و آنکه گویند
اگر تنها باشد حفظه را تصور کند که با وے میگذارند خیال است این تحقیقے ندارد
واگر این مراد از آنها است که فرشتگان با وے شاهد شوند و امامت کند و
ایشاں اقتدا کنند این فضلے دیگر است این همه گفتیم بدینها سنت جماعت بجا
آورده نمیشود برائے آنرا اناسے باید و باقیات درهاویه تنهاسی ساقط اند۔ اما
مردان غیب و صلحائے دیگر یاری کنند آں جماعت است ارواح خلاصه و
فرشتگان اینجا دخل ندارند۔

مرید هرگز گمان نبرد که

(۲۲۰) مرید هرگز گمان نبرد که جنید و شبلی و بایزید از پیر او بهتر اند یا کسے
در عصر او همچو پیر اوست واگر نبوے اگر تحقیق شد یکے از و فایق است مرید را
دست از دامن پیر فرو نباید هلید۔ پدر پسر را پرورد نه مرد اجنبی اگرچه رحیم کریم
باشد او را با تو چه لطفے و مرحمتے۔ اما پرورش پسر برگردن پدر فریضه است او دست
داده است و تو متولد از سر اوئی۔

دیگرے از پیر او بهتر است کسے باشد

مرید بعمل دیو و پری مشغول نباید شد

(۲۲۱) مرید بعمل دیو و پری و کفتار اگرچه داند مشغول نشود و
این کار نکند۔

مرید آوند آب همراه باخود دارد

(۲۲۲) مرید را آوند آبے دایم برابر باید خصوص که از شهر بیرون شود
بزیارتے یا بجائے۔

مرید بے سفر دریا بے دیگر مقاصد دینی نیست نباید کرد۔

(۲۲۳) مرید بر دریا ورنه شنید که تشتت وقت و تشویش حال آنجا
حاضر است مرید بسبتے که کعبه و حرم مدینه و زیارت بزرگے نیست مسافری نکند
که بغیر این مقاصد جز هوا پرستی نباشد۔

(۲۲۴) مرید ہر جا کہ استدعا کنند برائے طعامے و سماعے را اجابت نکند و اگر نہ ترسم کہ نفاق و برخوردن و خوشاں ماندن نقد وقت او باشد مرد مجلسی گردد چنانچہ ندیماں و شاعراں در مجلس می باشند۔ و مرید بذلہ گو و لطیفہ ساز نباشد۔

مرید در بازار بہا نرود الا بضرورت شدید

(۲۲۵) مرید برائے خرید و فروخت را خود نیاید مگر بضرورتے کہ افتادہ باشد کہ کسے ندارد و چوں ایں چنیں اتفاق افتد باید کہ طریقہ عوام خلق کہ بس ملح می باشند و مکیس میکنند نکند ہر چہ پیش آید ہمیراں سازد و اگر گوئی مکیس آمدہ است نمیگویم نہ آمدہ است میگویم کہ مرید او ست کہ او را پروائے ایں چنیں ہا نباشد و اگر کسے را در بازار بسودا فرستد برائے محاسبہ را مناقشتے نکند و آنکہ گویند تبیین حق را تا از آں ایں برا و چیزے نماند و از آں او بریں چیزے نرسد ہر آئینہ ہم برائے ایں را باشد و اگر نہ چہ معنی دارد اما ایں میگویم کہ حق مرید برا و ماند بخشد و باستقضائے پیرامون حق پیشینہ نگردد با ایں ہمہ استحضار او در کار میدارد۔

مرید در طہارت و نظافت ہمانقدر کوشد کہ فقہا فرمودہ اند

(۲۲۶) و مرید را در طہارت و نظافت آں قدر کوشش نباید کرد کہ لابدیات در خلل افتد۔ تطہیر و تنظیف ہماں قدر کہ فقیہہ فرمودہ است باقی دگر زیادتی است۔ مرد احمق برخود میگیرد امر تعبدی است پس منحصر باید بود ہمیراں اختصار باید کردن کہ از خدا بر تو وارد است و علما را آنجا اجتہادے است عارف گوید اصل در اشیا طہارت است اما در تشخیص و تعیین امر تعبدی است از حد مطالبہ تجاوز نکند۔

(۲۲۷) مرید را نشاید در صحبت قلندران یک نفسے شیند و نشاید در مجلس مستان حاضر آید اقل مداهنت نقد او باشد - و از صوفیان نظرباز اغماز کند لحظه بدیشان کردن مصلحت اهل ارادت نیست ترسم ترا بندے در پا افتد و از حقیقت محروم گردی من جهانے را چنیں دیده ام و بسیاران هستند چنیں - و اگر مرید را تصورتے و هیئتے تجلی کرد و مثال آنرا در یں حاضر و ید نشاید طرف او تیز نگریستن و پے او رفتن و او را دوست گرفتن و اگرنه از شواهد غیوبات دیگر محروم گردد -

(۲۲۸) و اگر بر مرید دو سه جامه برائے تطهیر و تنظیف را باشد و با ایں همه وقت و ادن یکسے تامل نمی باشد شاید - مرید را نباید زمستانی نگاهدارد تا سال آیند و پوشد مگر آنکه در محلے است که کسے از سببے تدبیر خرقه و لقمه او میکند تا او بفراغت بخدا مشغول باشد اگر نگاهدارد برائے آنرا که تشویش آں شخص را نشود و تعلق زیادتی بر و نیفتد واجب آید - و آنکه درویشاں خرقه مید و زند و دو درهم سوزن میزنند و خشتے و سنگے و درشتے میسازند برائے دفع تشویش زمستان و تابستان را ایں خرقه را سالها بدارند مستحسن باشد و اگر میراث گذارند زهے کار -

(۲۲۹) مرید که گهے گدائی هم کند و لیکن شبے رو پیچیده بچند درے گردد آں مقدار که قوام بنیه شود سد جوع او گردد ایں نوع را ازیں زیادتی نباشد و جمعے نبود یا آنکه از کسے خواهد اما الطریق تعفف و تعزز مثلاً گوید وقت بر درویش تنگ است سعادت تو باشد اگر ایں وقت را دریابی و مثال ایں

(۲۳۰) مرید را نشاید کسے را لقبے مکروهے و مقبوحے کند

(۲۳۱) مرید را مراقبه و ذکر بیشتر باید مراقبه وقتے معین ندارد اگرچه

ذکر ہم ہمچنیں است بر آں نمطے کہ گفتیم اما رعایت ضرورت او خالی از تعلقے نیست اما مراقبہ یکی و ریکی است۔

زیادہ باید کرد

(۲۳۲) مرید سہ چیز را دوست دارد گرسنگی و تشنگی و تنہائی و شب بیداری۔

مرید را سہ چیز یعنی گرسنگی و تشنگی و تنہائی و شب بیداری را دوست می باید داشت

(۲۳۳) مرید را نشاید انچہ خاصۂ پیر باشد کہ خصوصیتے خاص باوے دارد کہ آں طرف لحظہ کند و قصد آں چیز کند کہ آں چیز او را باشد۔ حرمت زن و کنیزک پیر را از احترام زوجات مطہرات و جویرات او آموزد کہ صحابہ را در اں باب چہ فرمان بود ایں را ہم ہماں باید بلکہ ازاں زاید زیراچہ نبی صاحب شرع است اکثر معاملات او بر رخص است تعلیماً للامت و ترخیصاً لہم۔ اما مرید از رہ رخصت بقدم عزیمت آمدہ است۔ تا مرید را از احوال پیر و لمحۂ از حقایق معلوم نشدہ باشد نشاید از صحبت پیر دور ماند تا خللے در عقیدہ او رہ نیابد و مرید را اگر سوے تعلم باشد یا پیر فرمودہ است یا خود او بے آں کار نمی تواند ماندن باید شغلے بعلوم دینی باشد از مثل علم نجوم و طب و معقولات و حفظ اخبار از مثل ایں مجتنب باشد۔ و بحدیثے و تفسیرے یا بمسایل فقہی و سلوک ہم داخل حدیث و تفسیر است مرید را بدیں ہم مشغول شدن تضیع وقت است اما ہم شغلے بقال اللہ و قال رسول اللہ است۔

مرید را نشاید کہ انچہ خاصۂ پیر است ہوس آں کند۔

مرید را تا آنکہ حقایق بروے منکشف نشدہ است نشاید کہ از پیر دور شود

مرید را اگر تعلم ناگزیر باشد باید کہ تعلم بعلوم دینی کند۔

(۲۳۴) مرید نمام نباشد مرید مغتاب نباشد۔ مرید در عیب کسے نہ بیند و تعیب کسے نکند۔ مرید بر غلامان و کنیزگان آں غضب نکند کہ دست بر ضربے وشدتے بنہد۔ و مرید در جہاز درنہ نشیند۔ و مرید بقصد خود در مخاوف

مرید را از نمامی و غیبت احتراز کلی می باید داشت و بر غلام و کنیزک تشدید نباید کرد

وجهالک نزود۔ مرید گراں بار بر کسے نباشد یعنی بر ہمسایہ بار بر آشناے و قرابتے ویارے۔ و مرید سبکبار باشد۔ و مرید را روا نباشد کہ صفت کاہلی چیزے در وے باشد۔ مرید با عورات بسیار نہ شیند اگرچہ مادر و خواہر او باشد۔ و مرید را اگر اتفاق افتد با کسے شستن باید کہ آں شخص از و مجتہد تر و متشقق تر باشد و مرید را سوزنے و ریسمانے برابر باید۔

(۲۳۵) و اگر مرید را آمد و شد خلق شود گفت مرداں در حق خود خطبہ نسازد و خود را بداں خطاب نہانی نکند کہ قبول خلق علامت قبول حق است ایں را بلاے و محنتے داند کہ خداوند سبحانہ و تعالیٰ بروے گماشتہ است۔ و آنکہ گویند و آنرا خبر نامند اذا احب اللہ عبداً مال الیہ الخلق معنی سخن ایں است کہ چوں خداوند سبحانہ و تعالیٰ بندہ را دوست دارد البتہ بر و بلاے نامزد کند۔

مرید را اگر ابتلا آمد و شهرت نزد خلق بے خود و بلاے داند

(۲۳۶) مرید ترس دوزخ نکند۔ مرید آرزوے بہشت نکند۔ مرید درجہ و مقامے نہ طلبد۔ مرید چوں در مسجد یا خانقاہ پا نہد باید دل را بیدار کند و در روے بگوید و از خدا مزیدے طلبد و پاے راست نہد و اگر پاے چپ نہد درویشاں از وے ماجراے طلبند و شکرانہ۔ و ماجراے کہ میان صوفیاں آمدہ است مرید آنرا بدل و جاں مباشر و معتقد باشد۔ و مرید در مجلس ہر جا کہ جاے یابد بہ نشیند۔

مرید را از ترس دوزخ و آرزوے بہشت کار نباشد

آداب مرید در مسجد و داخل شدن و در مجلس نشستن

(۲۳۷) از آغاز بلوغ چہاردہ پانزدہ سالگی تا چہل چند ایام سلوک ہست بعد ازیں اگر دریں ایام سلوک نکردہ باشد و عمر ہمہ دریں رہ صرف نکردہ باشد

مطلب از ابتداے بلوغ تا چہل و چند سال است

اگر ہوس سلوک کند زیادتی باشد آں موارد ے کہ ایں طائفہ را است آ
البتہ دست ندہد دریں ایام سر جوشش عمر رفتہ است دُردے ماندہ است
در دردِ صفا بکمال نباشد۔

مرید حقوق خود کہ بر دیگراں باشد بحل کند و با جملہ جہاں بصلح باشد

(۲۳۸) مرید را با ہمہ جہاں صلح باشد۔ مرید را با خدائے تعالیٰ عہد
باشد کہ ہر جا کہ حقے از ان اوست بحل باشد و تحلالے وادہ شدہ است
چنانچہ حق کسے بر تو متعلق است پا بند است ہمچناں حق تو بر کسے کہ ہست
پا بند است از جملہ حقوق بیزار شود۔

مرید را سماع باید شنید و اگر ذوق آں در دل خود نیابد او را باید دانست کہ شاید تخم محبت در دل او نکاشتہ اند

(۲۳۹) مرید را باید البتہ سماع بشنود او را ازاں چارہ نیست و اگ
در خود احساس ذوقے نمیکند او را مصیبت بر روزگار خود باید داشت خو
آں باشد کہ مگر تخم محبت در زمین دلش نہ کاشتہ اند۔

مرید را نشاید کہ در نظارہ ملاہی بایستد

(۲۴۰) مرید بہ نظارۂ ہنگامہ نہ ایستد شعوذہ گراں را نظارہ نکنہ
و در تماشائے سواری بادشاہ وغیر آں چشم نکشاید۔ ایں ہمہ ملہیات است ا
و با اصحاب کہ ہم خرقہ او اند کہ اگر بکشادگی وقت بحسن مطایبہ بکدیگر نشیند
موافقتے کنند و اگر ایشاں ہمیں شیوہ سازند کہ با ایشاں ایں بسیار میا
فالاجتناب والاجتناب۔

مرید کہ پیش نہادن قدم در ارادت صاحب مال و جاہ بود بہتر بود از غیر آں۔

(۲۴۱) مرید را اگر در اول حال پیش از آنکہ قدم در ارادت نہد و
سلوک را سپرد جاہے و مالے بودہ باشد نکو بود زیرا چہ بواسطۂ تنہا بودن
عبادت کردن مردمانے بر او چشم دارند و پیش او ازیں در یہات
تنیکات ایثار کنند او ایں را قبول حق نداند زیرا چہ دیدہ و چشیدہ آ

مردمانے کہ ایشان خسیس وخسیس زادہ باشند بسبب آنکہ اورا در معاملہ خواص
بینند اعتقاد کنند و دست و پایش گیرند و چیزے برا ایثار او کنند آں مرد چو
خسیس و خسیس زادہ است ہر آئینہ گماں برد کہ ایں قبول الٰہی شد۔ چوں نداند
او ایں را قبول الٰہی پدر و مادر و جد را دیدہ است کہ سرہنگ و رئیس و شحنۂ
شہر را سیلی خوار بودہ است امروز رئیس و شحنۂ شہر بلکہ وزیر شہر را می بینند
قدم بوس او می کنند نہ آنکہ او داند کہ ایں قبول الٰہی است۔ آنکہ او با حرمت
و عزت بودہ باشد کابراً عن کابر اگر او را ازیں انواع پیش آید نفسش بدیں لحظہ
نکند بلکہ بلاے داند با خود گوید من ایں جنس را گذاشتہ آمدہ ام براے اختیار
ذل و فقر را پس ایں چہ روز بد پیش آمدہ۔

(۲۴۲) مرید را با اغنیا صحبت نشاید تحمل دلش میل کند و شاید نفس خود را
شکستہ و خوار بیند بہ سبب تنگدستی کہ او را پیش آمدہ است و کشادہ راحتے
امر کہ دیگرے دارد و تجمل کہ در نفس طمعے ہم خیزد۔ و دیگر فقر اختیار کردہ صحبت
با غنی باشد و غنی بر افتقار و احتیاج او مطلع شود و بمعاونتے و بہ مظاہرتے کوشد
محبت اغنیا شومتہاے دگر ہم دارد اما بدیں قدر کہ گفتیم کفایت باشد۔

مرید را از صحبت اغنیا احتراز باید کرد

(۲۴۳) و مرید را ایں صفت لابدی است کہ ہر چہ بدو دہند
او بداں سر فرو نیارد چنانچہ خواجۂ من می فرمود قدس اللہ سرہ العزیز در اول
ارادت من میفرمود کہ اگر تو بہ صفوت آدم و خلت خلیل و کلام موسیٰ و معرفت
عیسیٰ و قربت محمد سر فرو آری صادق نباشی۔ و اگر مریدے را ایں صفت پیش
آید کہ ہر چہ بدو دہند او بداں سر فرو نیارد او کسے باشد کہ چنداں احتیاجش

مرید را ایں صفت لابدی باید کہ ہر چہ او را دہند او بداں سر فرو نیارد

بہ پیر نماند زیرا چہ پیر ہمیں میکند کہ مرید را در بند چیزے شدن نمی دہد و ہرچہ
پیش آید ازاں پیشتر می نماید و ازاں پیشتر می برد میگویدش ان اللہ
یحب معالی الھمم ویکرہ سفسافھا۔

مرید را صورت ملامتیاں اختیار کردن نباید

(۲۴۴) و مرید صورت ملامت اختیار نکند ملامت او ہمیں باشد کہ در اظہار
کارے نکوشد و اگر بغیر اختیار او ظاہر شود بداں ہم چنداں التفاتے ننماند۔

مرید کہ تمام شب بیدار بودہ است شاید کہ پیش از طلوع آفتاب قدرے چشم گرم کند۔

(۲۴۵) و مرید اگر ہمہ شب بیدار بود البتہ نغلطیدہ است و نشستہ ہم
نخفتیدہ است اگر بعد ادائے بامداد پیش از طلوع آفتاب قدرے چشم
گرم کند شاید بلکہ البتہ بباید کرد تا در وظایف دگر نفس گرانی ننماید۔ مرید را اگر
از اوراد و وظائف خویش وقت فارغ ماند بمراقبہ مشغول شود کہ بہترین ہمہ کارہا
است و اگر مراقبہ دست نمیدہد نباید بہ سبب ایں تکلف نفس سآمت افزاید
و ازاں سر برکند و بحکایت و گذاردن و خواندن و بکارہائے دگر مشغول شود

مرید را نشاید کہ یک کار خود را ناتمام گذاشتہ بکار دیگر مشغول شود

ہم در خیال حضور در خفیدہ ماند می افتد و می خیزد وقتے چنیں ہم باشد یک
نفسے استوار ہم خیزد ایں کار گذاشتن و بکارے دیگر مشغول شدن حسنے ندارد
غبنے فاحش باشد و حرمانے نقدے بود ازیں جا پس آمدن و پس افتادن
است زینہار ہزار زینہار ازیں ورطہ بیروں نیای و اگر نوعے دست دہد
بخ بخ وان یزید فتوحاً علی الفتوح ورنہ جزائے مجاہدہ و ثواب
مقاسات مشقت نقد وقت است باز تاکید میکنم ازیں کار نگذری۔

آداب مرید در راہ رفتن۔

(۲۴۶) مرید در رہ رود باید کہ جامہ بر سر باشد تا اطراف لحظات را
مانع گردد۔ ہرچہ در رہ رفتن پیش آید ہماں منظورش بود و صور و اشکال جوانب

موجب مزید خیال او باشد و اگر جامۂ نبود دستار پیل گوش نیابت جامہ نگہدارد۔ و از صوفیان شنیدہ ام کہ مرید یار فروش باشد و دستارش پیل گوش و اگر آں چناں اتفاق افتد کہ البتہ دلش از مراقبہ نفرت دارد و امکان صورت حضور نمی نماید بغزلے و حکایت محبتے و عشق آمیزے تعلق کند و اگر انجا ہم ذوق نیابد روے بصحرا نہد تازہ وضوے کند می افتد و می خیزد رکعتے چندے گذارد نماز ست حسنۃ "بعینہا است از جزاے و ثوابے خالی نخواہد بود و دراں صحرا کہ رود و نماز کہ گذارد خواہش از خدا جز ایں نباشد کہ دلش بحضور آید العزیز حضور دل خمیر مایۂ ہمہ سعادتہا ست۔

(۲۴۷) و اگر مرید افسونے داند کہ در عملہا اثرے دارد باید بکار بندد و اگر از اہل دل است و اگر براے نفع پیشینہ چند لفظے کہ دراں اسامی شیاطین نیست و از اں خواص حروف اثرے مید ہد دریغ ندارد نفع مسلمانے است چنانچہ افسوں مار و کژدم و پچکیہاے دیگر۔

(۲۴۸) و اگر مرید بجذامے و برصے مبتلا شود آں وقت را غنیمت شمرد بداند خداے سبحانہ و تعالے ہمہ را از من بہ طبیعت نفرت داد و مرا فارغ و بے تعلق کرد و دل ہمہ را از من گسست و دل مرا از ہمہ گسست اکنوں ہاں دہاں وقت ایں است کہ من تمام خود را بدو دہم و ہمہ از اں او باشم۔ حکایت کلیب و اصحاب جنید رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی۔

(۲۴۹) و اگر مرید را در آواں ارادت زلتے پیش افتادہ است باید از ارادت پس نیاید تا آں بدبختی بہم دست از دامن نیکبختے باز نیارد ہماں

مرید را اگر وقتش در صورت حضور نماید رقصے و شغلے حضور نماید چہ باید کرد

حضور دل خمیر مایۂ ہمہ سعادتہا ست اگر مرید افسونے داند باید بکار بندد اگر در اں اسامی شیاطین نیست و اثرے دارد نفع مسلماناں است چناں افسون مار و کژدم

اگر مرید بجذامے و برصے مبتلا شود آں را غنیمت وقت خود شمرد

مرید را اگر در آواں ارادت زلتے پیش آید باید کہ از ارادت پس نیاید

ارادت او را کشالہ کند کہ طرف خود بردو اگر قنوط و یاس آرد لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ دامن گیر ہمت او شود۔ ور گہہ است شرمندہ ہم باشد و خواہندہ ہم بود و چیدہ و گزیدہ و رسیدہ ہم اگرچہ ہر یکے منزلے و مقامے خود دارد اما نظر بحضرت در استعمال یکجا اند۔ میگویم با تو پس آمدن رہ نیست ہرچہ آمد آمد ہمدراں درود ر گہہ او آمد۔

مرید را در حکایت کردن اسرار و واقعات بخیل باید بود و در ادراک معانی حریص

(۲۵۰) مرید بخیل باشد ہرچہ او را از اسرار و انوار و واقعات و حالات پیش آید البتہ ازاں حکایت نکند ہمہ را در جنبہ بخل طبیعت نہاں دارد۔ و مرید حریص باشد البتہ از ادراک معانی سیر نگردد ہرچہ پیشتر دہند او پیشتر طلبد مرید باذل باید بذل نفس و روح خود کند در رہ طلب ہیچش پابند نشود ہمہ را بذل و ایثار کند۔ مرید در رہ سلوک ایں چنیں باید کہ اگر روندۂ را در اثنائے رفتن ذیل خرقۂ او بخارے در چفسد اینجا دو تدبیر است یا بہ ایستد تا دامن خرقہ را از دست خار وارہاند و یا آں قدر کہ خار خلیدہ ماند گوماند و خرقہ نقصان پذیرد پارہ شود فلیکن ہرچہ شود گو شود او از رفتن خویش واپس نہ بیند و نہ ایستد

مرید راہرچہ آید آید در راہ نہ ایستد

آنکہ بتدبیر خرقہ را از قبضۂ خار رہا کرد ہر آئینہ وقفۂ یا بد داند کہ عملے باید تا ایں کار بسر شود تا آں زماں رفیقان چند گامے پیشتر کردہ باشند ایں مرد از ایشاں پس ماند ہر چند کہ ایں ہم بگام میرود و ایشاں ہم بگام خویش میروند پس افتاد ضروری آمد و آنکہ بدو د بہ رفقا رسد ہر آئینہ آزردہ شود و مفاصل درد کند و مردرا دم گیرد با ایشاں رود و لے نہ بوقتے خوش۔ و آنکہ غم خرقہ نخورد و پارہ شدن و نقصان و سوراخ او را در حساب نیارد از یاراں پس نیفتاد و از روندگان

بدور نشد۔ مرید را دریں مثال اندیشہ باید کرد ہر چہ آید آید او از قدم ارادت پس ننہد۔

مرید را سبب در پیر خفاے ونفقاے کسان پیر رشیدن ضرورت

(۲۵۱) مرید صاحب توقان باید شہوتش بداں قوت بود کہ یک زمانے از ہواے خویش باز ماندن تواند واگر باز ماند بضرورت حادثہ ملول ورنجور و ناخوش و ناسودہ در ماند از ہمہ جہاں رستہ و جستہ باہیچ چیزے قرار نگرفتہ ضیق نفس و دم سرد و حشت وقت نقد حال اوست۔ مرید گداے نیکو ملح باشد یک ساعتے و یک زمانے سر از در خونکار بخشندگار گدا پرور صدقہ دہ برنکند با ہمہ الحاح و زاری سر از آن آستاں برنکند اگر چہ خوارش و زارش بافراط کنند۔ اما او در کار خود استوار باشد۔ چنیں ہم می باشد کہ مخدومے تو انگرے صدقہ دہے از الحاح گداے تنگ می آید میگوید بر کسان و ملازمان خود کہ ایں گداے ملح بے شرم را مرادش بدانش بدہید کہ مرا دو تعب میدارد۔ ایں معاملت مرید را بر در پیر لابدی است و جفاے و نفقاے کسان پیر کشیدن ضروری است و ایں معاملت در حضرت تعالیٰ و تقدس نیز اثرے تامے دارد و شاید خداوند سبحانہ و تعالیٰ بر بعضے مقربان خویش گوید آں فلانے بے شرم گناہ ہا میکند و مع ہذا چیزے میطلبد کہ لائق حال او نیست اما چہ کنیم او ملازم حضرت ما شدہ است سرش بحسب مراد او از آستانہ ما بردارید کہ او رہ بر آئیندگان ما تنگ کردہ است۔

مرید صاحب غبطہ باید محسود

(۲۵۲) مرید حسود باید۔ ایں حسد عبارت از آں غبطہ است کہ محدثان و مفسران گویند ایشان ہمچنیں گویند۔ غبطہ ایں است کہ یکے را منعم بینند و خود ہم

خواہند کہ منعوت بہ نعمت او شوند ایں آرزو دارند کہ ہمچو او باشند و حسود آنست کہ زوال نعمت محسود خواہد مرید ایں نخواہد ایں خواہد کہ ازیں بیشتر رود و اگر غیرت مردان در کار شود دراں باب سخن گفتن دشوار باشد۔

(۲۵۳) مرید را از کاہلی ہم نصیبہ باشد گوشہ کہ نشیند و سرے کہ آنجا فرو افگند و چشمے کہ بر بندد و حبس نفسے کہ کند نخواہد کہ از آنجا برخیزد ایں آں کاہلی است بر عکس مذموم اگر گوی اکسل ام السعادت روا باشد۔

مفہوم و معنی اکسل ام السعادت

(۲۵۴) مرید را چند کسبے موافق طلب اوست مزدوری بارے بر دن یعنی بزندکے کہ از کروہے زیادت نباشد۔ برائے آں میگویم تا در میانہ اش آزارے نرسد از نفس کارے دگر نسزد۔ و دیگر خیاطی و پارہ دوزی۔ ایں کار راست کہ ممکن است کہ تو دریں کار باشی و دل و زبان را در یاد خدا داری۔ حیاکت ہم نزدیک بہ خیاطت است اما در حیاکت اسباب بسیار باید و بے یاری دہ نشود۔ و دیگر راندن ستور خراساں و دیگر چرانیدن گوسفنداں۔ ایں خود کارے لطیفے مبارکے کہ انبیا کردند۔ گویند ہیچ پیغامبرے نبود کہ گوسپنداں نہ چرانید مگر کہ چہ خوش کارے است ہمہ روز در صحرا و بادیہ تنہا ماندن۔ نماز شام برائے دفع ملال وانس بشریت را در خانہ آمدن۔ عارفانہ حیاتیست تا آنکہ انبیا ایں صفت کنند۔ ہمبریں مثال ہر کسبے و کارے کہ در اثنائے مباشرت آں کار یاد خدا تواں کردن آں کار لایق حال مرید است۔

کبھی ادم فہم کا مناسب حال مرید طالب اند

(۲۵۵) مرید از رسوم و عاداتے کہ میان مردم در رو لایم و ضایم دراں مباشرت نباشد۔ مرید در ہیچ مصیبتے بر رسم عوام نہ نشیند۔ مرید در رعایت

مرید را از رسوم مردم دور باید بود۔

صلہ رحم بداں اندازہ مبالغ نہ باشد کہ از کار مقصود باز ماند۔ مرید را غربت نیک موافق است بدیں شرط کہ ذل غربت متحمل او باشد و خود را با ترفہے و توجہے متشبث مرفع نکند۔ چنانچہ رسم غریباں است ہمچناں منکسر و متواضع ماند۔

(۲۵۶) مرید را در حیات پیر نشاید کہ بر سجادہ شیند خصوص نہالچہ و تکیہ زند یا تبخخ کند و خادمے را در پیش دارد و در داد و ستد روش پیر را نگاہ دارد کہ ایں محل رشک و غیرت پیر است و در سماع سری نشود و ہر بار کہ در سماع بجنبد و باز بیاید بر مصلاے خویش الیستد ایں وضع مشائخ است۔ مرید را ادب باید نگاہداشت۔ اگر مرید در خانقاہ و یا در مجمع صوفیاں می باشد البتہ کنج و گوشہ اختیار کند براے فراغت ذکر و مراقبہ را۔ مرید کہ در پیش پیر آید جامہ کہ در بر او باشد باید بہ صفت اسدال نبود زیرا چہ آں ہئیت بے التفاتی است چنانچہ در صلوۃ منع کردہ اند و مسایل ظاہر را بر معاملت پیر باز نیارد۔ اگر پیر پیر است بہ تحقیق او کسے است کہ در شان او ایں تواں گفت الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ بتواں دانست چنانچہ نبی ملہم من اللہ است ہر چہ او کند از خود نکند کذلک پیر فعلی ہا پیر را من اللہ فرمایشے باشد در چیزے مخصوص کہ نبی آں وضع نہ کردہ است۔ مرید را بر اہل بیت پیر خادم و سقا و کناس وجز آں کہ با خانقاہ نسبتے دارند رعایت بواجبی داند۔ مرید نخواہد کہ ہیچ جاے او را ذکر خیر کنند مگر پیش پیر و نترسد کہ کسے او را بد گوید مگر پیش پیر۔

(۲۵۷) اگر مرید را صورت زیبا ملیح دل و نفس فریب نباشد موافق حال

مرید را ادب پیر در حال حیات او باید داشت و بر سجادہ او نشستن نشاید

مرید را رعایت خدام پیر باید کرد و مرید نخواہد کہ ہیچ جا ذکر خیر او کنند مگر پیش پیر و نترسد کہ کسے او را بد گوید مگر پیش پیر۔ مرید اگر صورت زیبا ندارد باید او نیکو است

اوست مناسب روزگار اوست ورنہ البتہ از تشویشے خالی نباشد۔ قصۂ یوسف
وزلیخا نیکوتر شنیدہ۔ مرید طالب اگر رنجور شود باید شکایت و نالہ نکند
و خود را بزحمت عاجز کردہ دادن و بدان سخت مضطر و مضطرب بودن و غم
اہل وولد خوردن نباشد۔ واگر نالد نہ از الم زحمت۔ نالش او برائے ایں بود
کہ نباید اجل در رسد و من بغیر فوز بمقصود خویش ازیں جہاں روم۔ و دیگر
نالد کہ عمرے در کار طلب بسر شد مقصود بدام نیامد و شکایت او نہ از سختی
مرض باشد واگر شکایت بود موجب آں خلل در اوراد و وظائف باشد اگرچہ
بجا آرد اما در زحمت از تشویش خالی نیست و شاید مرض باشد کہ بسبب مطلوب
تطہیر دست ندہد۔ مرید طالب از خدا عمر خواہد نہ برائے نظارۂ دنیا نہ برائے
بقائے ہوا اگر بشیئے مائی فائز شدہ است خواہد از اں برخورد و بیشتر رہ برد و اگر فائز
نیست لذت عبادت و درد و سوز و طلب کم از لذت وحداں نبود عاشقاں چنیں ہم گفتہ اند

ہجراں خواہم صنما وصل نخواہم — من تجربہ کردہ ام کہ ہجراں خوشتر

گفتار عطار رحمۃ اللہ علیہ ہم بوئے ایں سخن دارد ؎

کفر کافر را و دیں دیندار را — ذرۂ دردت دل عطار را

آرے ہجراں بحقیقت است و وصال وہم و خیال

(۲۵۸) مرید در زحمت ہیچ وردے از اوراد خود فوت نکند۔
وقت کار ہماں است مرید را در زحمت بہانہ بود برائے ترک طعام و آب
را و برائے ملاقات و صحبت خلق را و اگر تپ باشد تپ بہ طبیعت ذہول
دارد چشم بہ بندد و دل بہ مراقبہ دہد خالی از ذوقے و فتحے و فتوحے نباشد

مرید را نشاید کہ در زحمت بہ رنجوری سخت مضطر و مضطرب بود

مرید را باید کہ از خدائے تعالیٰ درازی عمر خود خواہاں شد برائے ترقی درجات خود

ہجراں بحقیقت است و وصل وہم و خیال

مرید را در حالت مرض چہ باید کرد و چگونہ باید بود.

تا آنکہ بعضے ایں مرض تپ را دوست داشتہ اند۔ و آنکہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گفت حمی لیلۃٍ کفارت سنۃٍ تپ یک شب کہ با فکر و اندیشہ باشد ہر آئینہ کفارت او زاریک سالہ شود۔ ہر کدورتے و ظلمتے کہ بر دل افتادہ باشد تپ یک شب کہ بتفکر و محاضرہ باشد ہر جا کہ تاریکی و غبرتے بود بشوید ببرد۔ و مرید را در زحمت یک اندیشۂ دیگر ہم باید نظر در قدرت قادر کند در خاطر دارد سبحان خالق با ہمہ چندیں قوت و قدرت کہ داشتم و سرے و سرفرازی و خود نمائی باآں بود مگر کہ یک ساعت چگونہ ہمہ مذہوب و مذہول شد عجز و بیچارگی ضعف و درماندگی پیش آورد و یقین با خود داند کہ البتہ مقابلۂ ایں خالی از لطفے و رحمتے من اللہ نخواہد بود۔ و مرید در زحمت اختیار خلوت کند البتہ دراں بے مردم نباشد یک دوے ملازم او بوند کہ او را در حکایت و سخن دارند بداں دل بر زحمت تمام نرود اما اگر خلوت باشد او باشد و دل بحضور خدائے تعالیٰ و رابطۂ مطلوب درمیان زہے کار و مرید را باید در زحمت طرف شکرت گراید نہ سوے شکایت با خود گوید الحمد للہ مرا لیہ نگذاشتہ است البتہ بہ بخشش دردے یاد آوردہ است۔ ایں حکایت طالبان و عاشقان است۔ اگر صحت است شکرت عافیت و اگر زحمت است شکرت مذاکرت است و دیگر با خود گوید خداوند سبحانہ و تعالیٰ مارا بدیں نعمت مخصوص کرد کہ مارا بہ چیزے مبتلا گردانید کہ دل و نفس ما بالضرورت طبیعت التجا و اکتناف نکند مگر بکنف حمایت باری تعالیٰ۔ مریض را چنیں ہم باشد کہ بغیر اختیار او از زبان او اللہ اللہ رود عظیم دولتے است ایں چنانکہ یکے را ہمہ راہہا و رہا بروے ببندند ہماں یک رہ گزارند و آں رہ وصول بدوست باشد

دانی چہ نعمتے است ایں کہ از ہمہ پریشانی ہا باز آورند و جز یاد خود و تصور خود رہنمونی
نکردن و ہر والہ و غلبہ و جمعے شود رجوع او جز بہ تسلی یاد کردن دوست نباشد و دانند
بغیر واسطہ او ایں فعل بر تزکیت او میکند بغیر واسطہ کسے در مجاز شنیدہ باشی اگر
معشوق عاشق را بضربے و شتمے و ایذاءے و المے مخصوص کند او میان اقران
خود سرفرازی و خود نمائی نماید کہ منم کہ بدیں مخصوص ام - دل مرید رنجور را از ہمہ ہوا ہا
دور باشد مطلوب خود را و تصور خود و در محضر داند و از ہمہ غافل و فارغ بود - مرید را
در زحمت غم زن و فرزندان و اہل و ولد نباشد و از خدا عاقبت خیر طلبد و عاقبت
خیر او بحسب روزگار و حال او ایں باشد کہ وقت انزہاق تجلی او تعالی بر صفت
رضا و ظہور جمال و حسن بود - خوف عاقبت عرفا جز ایں نیست یعنی ترسم کہ
آخر الامر تجلی بہ صفت قہر و جلال باشد کہ او گفتہ است کما تموتون تبعثون
پس بعث ہم بداں صفت شود چوں بعث بداں صفت شود ہر آئینہ مقر و مستقر ہم
ازاں جنس شود - شنیدۂ بہشت کہ دار الامان است اہل آں را نیز خوفے باشد
نہ خوف احتراق خوف تجلی جلال باشد - چہ میگوئی شخصے کہ در محضر بادشاہ بود و بادشاہ
بعزت و جلالت خویش نماید تو میدانی بر جان تو چہ بلاہا باشد اگر ایں رہ وقتے
دیدہ باشی دانی تلخی زقوم و حنظل چشندۂ شناسد - مرید طالب اگر در زحمت نالد
از بس لذت بود نہ از وجع الم - حکایت لیلی و شکستن کاسۂ مجنوں شنیدہ باشی
مرید طالب را در زحمت تجلد باید و اگر عجز و مسکینی اظہار کند نہ بانکسار و انزجار
طبیعت بلکہ مطلوب اظہار عبودیت و مسکنت خویش باشد چنیں ہم باشد اگر خوند
کارے بر مسکینے و بندۂ صورت ضربے و شتمے پیش آوردہ است و او تجلد میکند

خیریت خاتمہ بحسب روزگار و حال مرید باشد و خیریت خاتمہ دریں است کہ وقت انزہاق روح تجلی او تعالے بر صفت رضا و ظہور جمال و حسن بود

مفہوم خوف عاقبت کہ عرفا دارند

در بہشت کہ دار الامان است اہل آں را نیز خوف باشد نہ خوف احتراق بلکہ خوف تجلی جلال۔

و اظہار عجزے و مسکنتے نمیکند ہمہ را شکوا رے منجر و شاید از دیاد فوران غضب او باشد و ہیں یدیہہ اظہار عجز و درماندگی کردن تحمل موجب از دیاد لطف و رحمت گردد صبر ممدوح است زیرا چہ درو اظہار شکایت نیست۔ تذلل و تواضع ممدوح است زیرا چہ خود را نہادن بر مرتبۂ خود است۔ بندہ بندہ است عجز و مسکنت و ذل لازمۂ بندگیست۔ جلالت و کبریا و عظمت و مدح و ثنا خاصۂ خداوند است اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ مرید در مرض دل بحضور حق و ہد متمنا سے او دراں حالت جز ایں نباشد۔ خداوند تعالےٰ را سنتے است کہ در حالت اضطرار بندہ رحمتے کند و رحمت ہر کسے بہ حسب مطلوب اوست۔ طالب مرید خواہندہ کشف و تجلی است رحمت در حق او بحسب خواست او باشد و چنیں ہم باشد کہ مرید طالب مریض باشد بچند مصلحت یکے ایں باشد کہ بواسطۂ وجعے و المے کہ در مرض است کدورات نفسانی شستہ شود و دیگر امید از ہمہ چیز منقطع گردد دل در دہلیز مرگ نشیند و البتہ خوف بروز و ظہور امارات او باشد دریں ورطہ امید کشفے و ظہورے ہست زیرا چہ دل راست بر خدا نشستہ است۔ طلاب حضور چنیں ہم کردہ اند کسے رفتہ است در بیشہ شیر نشستہ است غرض دارد کہ شیر برائے در آمد بیشہ خویش طالع شود دل راست بر خدا نشیند و دریں محضر امید حضوری مطلوب ہست۔ بعضے خود را دفن کردہ اند زیر زمیں ہم برائے ایں غرض را کہ وقت آخر شود و امیدے نماند دل راست بر خدا نشیند ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ ایں تدبیر کردہ بود و کذلک حریری رحمۃ اللہ علیہ۔ و میان طالبان کسے اشتیاق مرگ ہم کند امید آں کہ وقت ازہاق روح امیدش بدامن او دہند۔ و کذلک وقت فرود آوردن

در گور و کذلک وقت سوال وجواب بعضے چنیں ہم باشند بگویند درد و غم
اندوہ سوختیم رہ کارے نشد بمیریم ازیں بلا برہیم برائے ایں کار را در زمین مسبع
وآنجاکہ شیر درندہ و مارے عقورے باشد رفتہ اند۔ ناظم مقالی ازیں حال
خبر دادہ است۔ ؎

اجل کجا است بیا کو چہ یار با مانیست — کہ در فراق ازیں پیش زندہ نتواں بود

وطالب را در مرض فسوس و دریغ بسیار باشد اندیشیہ بر دو غم خورد کہ قدر حیات
ندانستم وقت با وراد و اذکار خوش میگذشت ایں دم بگرانی و بدشواری بجا آوردہ
شود آں ذوق و آں لذت نمی باشد۔ وطالب باید در مرض صامت وساکت
باشد بسیار گوی نکند و از مرض گلہ نکند و اگر نینفے و آہے از و بر می آید باید کہ چنیں
باشد چنانچہ کہ محبوبے محبے را بدنداں و ناخن رنجاند ازیں عاشق ہوا پرست
پرسشے کن تحتیل کہ سخن ما در فہم تو آید۔ و اگر مرید مریض را حکیم طب احتمائے فرمانید
باید آں احتما را بجا آرد باخود ایں راست نگیرد کہ ہر چہ خدا کند آں شود دارو چہ
حاجت است۔ آرے راست است ہر چہ کند خدا کند پرہیز کردن و بے پرہیزی
ہر چہ خوش آمدہ باشد گرائیدن یک فعل است وہمہ فعل خدا است اما رسم
بے پرہیزی کردن از شرہ نفس باشد کہ ہر کہ در زحمت از مضر پرہیز نکند چیزے کہ
نفس را دراں التزامے و الہامے درستے ہست او ازاں چونہ باز خواہد آمدن
و دیگر در پرہیز و دارو رعایت سنت نبی است شنیدہ باشی ماقہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد ہ الدواء یعلی۔ و اگر احداث مرض شود
کہ طالب مرید بداند کہ امید صحتے نیست از ہمہ چیز دل یکبار برکند و بہ ہیچ لذتے

مرید مریض را حکیم طبیب احتما باید کرد

ومحبوب بے لحظہ نماند تمام دل را بحضور خداوند عجب نباشد کہ ہر چہ مطلوب اوست نقد در ذیل خرقہ او بندند۔ و مرید طالب برائے صحت را عجزے و زارئے نکند نہ بر طبیبے نہ بر راقی وغیر آں۔ وچنیں ہم باشد عجب در ایلام محبوب نالہ نکند چنانچہ شنیدہ باشی مرداں آہ آہ میکنند و نہ آں کلمہ از درد و علت باشد۔ از بس لذت بود ایں سخن تر ا مشکل باشد اگر امکان وجود طلبی از اہل شہوت و ہوا پرس کہ در لذت چونہ می نالد و چشم ایشاں چونہ آب پر می شود۔

(۲۵۹) مرید طالب را باید ہمارہ جویاں وصال مراد و مطلوب باشد و اگر نہ مطلوب رسد بے شبہہ است بہ انتہا و غایت مراد و اصل نیست نہ او تنہا ہمہ را ایں حالت است و اگر نحو است خود برسد خود در روے باوے بے شبہہ می باید کہ او ستر د و میان فقداں و وجداں باشد تا ذوق وصال و لذت در دستقیم ماند کہ ہر دو مطلوب کلی است۔

مرید طالب را باید کہ ہموارہ جویان وصال مراد و مطلوب خود باشد

(۲۶۰) ہر چیزے آفتے دارد عشق را دو آفت است یکے آفت ابتدائے اوست دوم آفت انتہائے اوست۔ آفت ابتدا ایں است طالب بسیار جوید روئے مطلوب نہ بیند تا آنکہ عسر الحصول بلکہ گماں استحالت ہم برد ایں چنیں نا امیدے کلی شود و از حصول تسلی کند بحرمان ذوق طلب کم شود امید حرت و نہزت و اضطراب و اضطرار ہمہ برود مرد فارغ شود شنید۔ و دوم آفت ایں است وجداں بمقصود رسد فارغ شود با خود گوید انچہ می جستم یافتم ہم دریں ماند تا آنکہ لذت وصال و وجداں از وے کلی برود مرد فارغ ماند خایب خاسر گردد۔ و اگر متر دو میان فقداں و وجداں است از ہر دو جہاں از عالم در دو درماں نصیبہ بر تر گیرد اگر

عشق را دو آفت است یکے آفت ابتدا و دیگر آفت انتہا

باشد و بغیر واسطہ ہم باشد۔ پس بغیر موجبے بغیر خدا طالب را رخ کردن چہ مصلحت باشد۔ و اگر تقدیر ازلی بریں رفتہ است کہ اصطحاب ملاقات ایں طائفہ نصیب است باید آں را کارے نداند اگر چہ بدینہا امیدواری بیشتر می باشد اما مطلوب غیور است و دیگر مراوے از ایشاں نطلبد و نفسے نخواہد و اگر چہ ایشاں گویند امید وار آں نباشد و بداں التفات نکند۔

(۲۶۵) و اگر مرید را باتفاق زمانے آمد و شد خلق و دست و پابوس رو نماید او را البتہ از اں چارہ نباشد برائے دفع ایں بلا را در صورت نامحمود در نیاید ہم معتاد خویش باشد و بدینہا التفات نکند و تحقیق داند بلائے است خدا بروے گماشتہ استعاذہ از اں واجب شمرد و در خلوت خویش بعجز و انکسار بحضرت خدا نالد و تنبیہ[1] پیر گیرد و معاملت پیر گراید و البتہ ایں راند اند کہ قبول خلق دلیل قبول حق است۔ معنی سخن ایں است کسے را خدا قبول کردہ باشد خلق او را قبول نکند و آں شخص خود میداند چیزے از قبول حق او را احساس می شود مر کاشفہ و مسامرہ محاکاتے مجالسہ اینجا قضیہ سخن نحکم بالظاہر کاذب است ایں کار باطن است مرد خود را خود داند کہ در چہ ورطہ است و از کدام فضا و از کدام ہوا او پرواز دارد۔ احسنت بلا بر تو گمارند و تو آنرا نعمت دانی و شکر بجا آری و خود را ولی تصویر کنی۔ و آنکہ میگویند یکے میگوید انی ارید اقبال الخلق الیّ چہ دانم آں گویندہ کیست از مستدلان و مجتہدان است یا از واصلان و محققان۔ اگر مرید طالب را ازیں منقول کہ اثبات یافت پیش آید پس باید چوں معاملہ شیوخ نکند معاملہ مرشداں و منتہیان نہ نماید معاملہ طالباں

حاشیہ: اگر خلق بر مرید رجوع کنند او را چہ باید کرد تا زیں بلا محفوظ ماند۔

[1] یعنی پناہ

ومریداں کند مثلاً بعزت و عظمت بر کرسی شیخوخت نشیند و نفسی و گفتار پیرا در کار
آرد و خودرا بصورت از ایشاں نماید استغفر الله این دسیسه و غل باشد کاری که
ازاں خویش وارداں کار میکند و با مردم بمعاملتی نیکی و محاوره خوشی پیش می آید
این هم نکند خودرا بر هر یکی شکسته می شکند من هیچ نه ام من هیچ کس ام من هیچ چیز
ندارم من بجای نرسیده ام مانند این کلمات را در کار دارد این نوع نیز یکی از
اسباب جذب نفس است این بیت را شنیده باشی۔

خود را بزبان خود ستودن — رسوائی رسوائی رسوائیست
خود را بزبان خود شکستن — رعنائی رعنای رعنائیست

(۲۶۶) ومرید طالب در هر مجلس محفل که درآید هر جاکه یابد نشیند میان فرو
وبالا تفرقه نکند و آنجاکه بنشانند بنشیند و اگر در پایان مجلس نشسته باشد برای
صدر کشاده کنند ستیهش نکند هر جاکه بزند رود که این نیز یکی از خودنمائی است۔

(۲۶۷) مرید طالب را باید اگر کسی بوقت دو بار قوت رساند ترک آں
صحبت کند والبته فاقه ضروری را غنیمت شمرد که شکستگی نفس درآنجا بیشتر است

(۲۶۸) مرید را نشاید البته وصف سخن چینی در و باشد و نشاید سخن یکی
بدیگرے رساند خصوص آنکه سبب آزار دلها باشد و اگر ترا با یکے دوستی هست دانی
که شرط دوستی آنست که دوست را از دشمن آگاه نکند عمل بمعاملت اهل دل کنند
آں معاملتی است همه دلهای کشر را راست سازد و مرید سبب اصلاح و صلاح باشد
والعیاذ بالله افساد و فساد بدو نسبت ندارد و بنامی خرابیها بنیاد میگیرد و فسادها
قرار می یابد و دیگر مرید طالب را جز یاد خدا دروش نباشد این چه کار اوست که

مرید را باید که در مجلس که آید هر کجا یابد بنشیند

مرید را اگر کسی در وقت فاقه و آب قوت رساند ترک صحبت او باید کرد

مرید را از سخن چینی و نمامی احتراز باید کرد

سخن از جاے بدیگرے رساند و او چہ پروائے ایں کار دارد بنماید مگر مرید طالب نیست

(۲۶۹) مرید یکساں و بشرف مال و جاہ آبا و اجداد و لافد و خود را بداں فضلی و شرفی نہ نہد کہ آں نیز نوعی از استحسان و تحسین دنیاست در رہ طلب موالی و: حرار را یک نظر بیند۔

مرید را باید کہ بشرف نسب و مال و جاہ آبا و اجداد و بر خود فضلے نہ نہد۔

(۲۷۰) مرید طالب را از صحبت مرد واصل منتہی فائدہ تعلیمے و تلقینے باشد اما اگر او از احوال و معارف خویش حکایت کند شاید زیانش دارد و مرید جز معاملہ ترغیب و ترہیب دیگر قسم کہ از انوار و اسرار شنود اول باب را در گفتن منعے نیست۔ اما دوم قسم ممنوع است مگر آنکہ آں مرید در مقام دعوۃ و ارشاد نشیند۔

مرید را از صحبت مرد واصل منتہی فائدہ تعلیمی و تلقینی باشد و بس

(۲۷۱) و اگر مرید در وقت خویش بیند یا در خواب و واقعہ با وی گویند کہ پیر تو خدا است یا پیر فرشتہ است و اگر گویند کہ ایں خدا است ایں را تعبیر درستے کند کہ ایں پیر من آنکسی است کہ عکس انوار الٰہی بر زجاجہ دل او محاذی شدہ است عکس در وظاہر شدہ بدیں اعتبار او را بنام او خوانند و اگر گویند پیر ہرچہ میگوید از خدا میگوید و از خدا می شنود و با خدا می باشد با خدا یکی شدہ است ہم در رہ صواب تعبیر باشد۔

مرید شیخ را در واقعہ بیند و او را گویند کہ ایں خدا است او را چہ تعبیر باید کرد

(۲۷۲) اگر مرید طالب را پیر اجازت شیخوخت دہد ہم بمجرد اجازت دست کشادہ نکند و خود را شیخ نداند و رسیدہ گمان نبرد و البتہ ممتنع و متأمل باشد و اگر کند عقیدہ بریں بندد کہ من شخصے ہستم کارے بمن عاریتی سپردہ اند و مرا فرمان پیر بجا باید آورد و ایں وقتی کند کہ پیر را در آں رضا بیند

مرید را نباید کہ بمجرد اجازت یافتن از شیخ مرید کردن گیرد۔

سخن در دو بیت

باری تعالے در دنیا
و طالب صادق را گوش
نابینا دوں بر آقوال
پیمیان بخبران۔

واہتمام احساس کند مرید طالب را این معنی ہست ایمان دارد مرد مومن است
ایمان را دو رکن است اقراری و تصدیقی اقراری برانیکہ ہرکہ او را جوید
یابد و او شیء موصوفے بصفات کمال است و تصدیق او بدیں است ہرکہ بشرط
جستہ است و پیر اشارت کردہ است البتہ بخدا رسیدہ است و او را شناختہ
است و دیدہ است بعضی فقہا اینجا انکارے کنند علماء ظاہر را از باطن خبری نیست
ایشان چنین میگویند کہ رویت بہترین نعم است باید بہترین نعم در فاضل ترین
اماکنہ باشد و دیگرے میگوید برائے ابصار را مسافتی باید نہ بعد بعید نہ قرب
قریب و این در ذات او متصور نہ انہ منزہ عن کل جھۃ و سمۃ و
فوق و تحت و مقابلۃ و محاذاۃ آرے این باصرہ اگر بیند کہ من و تو
بر سر داریم برائے آن را مسافتی باید و سخن مکان کہ تو گفتی لاحول ولا قوۃ
الا باللہ مکان متصور نیست نہ رائی را و نہ مرئی را اینجا رائی و مرئی ہر دو
یکیست نہ مسافت است نہ مکان نہ قرب است نہ بعد نہ قرب قریب و نہ
بعد بعید اما دریں حالت آں رائی این مرئی را می بیند و ہر دو یکے اند آں
مرید طالب را نصیب جمالے و نظارہ وجہے بہیئے است دریں یگانگی بیگانہ
را عکسے و پرتوے نصیب می شود اے مرد فقیہ اے خواجہ دانشمند اے شیخ
زاہد و مقتدا اے مولانا مجتہد و مفتی اگر سراین کار دارید صورت اینست کہ ما گفتیم
واگرنہ اینست سہ – نہ ہمرہی تو مرا راہ خویش گیر و برو۔

ترا سعادت باد ا مرا نگونساری

اما مشکل این می شود مرد دانشمند را خبر از واقعہ حال نہ طالبان را مانع می آید

ومیگوید استغفر الله الطریق مسدود والوصول الی الله غیر موجود والسؤال مردود والقال بہ ندموم غیر ممدوح اکنون تو دانی جان تو داند تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ اما این سخنان راهزن روندگان میشوند واگرچه مرید طالب را همه دوستان یکدست شوند قدم در باز آورد او نهند آن شهباز سرانداز چنان بپای طلب استوار ایستاده است هرگز بازگشتنی نیست این قوم را یا مطلوب بدام آید یا سر درین کار شود

یا در اندازیم سر یا بدست آریم سر ‌‌ ‌ یا بکام دشمنان گردیم یا سلطان شویم

(۲۷۳) طالب مرید را نشاید کتب سلوک که مردم مشایخ در او از حقایق ومعارف سخنی نبشته اند مطالعه کند او را مصلحت نباشد این کتب طالب را از طلب باز دارد و بجای رسیدن نه‌ہد ظنًّا منه انه وصل الی غایة المقصود ونهایة المطلوب واین کتب که میان مردم به بیان حقایق و معارف شهرت یافته اند چنانکه فصوص و دیگر مصنفات محی الدین ابن اعرابی و تمهیدات قاضی عین القضات لایق مطالعه طالب کشف محجوب باشد و منهاج العابدین و ترجمة الاحیا وآن کتابی که بدین ماند مرصاد اگرچه بر مرحے وغمزے از حقایق و معارف خالی نیست اما البتة حث طلب و بعث ارادت دارد هم شاید که مطالعه کند۔

مرید طالب را مصلحت نباشد که کتب حقایق و معارف را در مطالعه آرد چون فصوص و تمهیدات او را مطالعه کتب سلوک چون کشف المحجوب و منهاج العابدین مفید افتد۔

(۲۷۴) ومرید طالب را نشاید که خود بی آنکه بتحقیق مقصد مشایخ و عارفان رسیده باشد تصنیفی یا مکتوبی سلوک آمیز نویسد او ره نداند کار نشناسد بوہم خود نا چیز را چیزے دانسته نامفهومے را مفهوم خود تصور کرده

مرید را که هنوز به پایهٔ تحقیق مقصد عارفان نرسیده است نشاید که کتابی بجز یک...

تصنیف کند
مرید را نشاید کہ زبان
نصح بر مردم کشاید کہ این کار
منتہیان و واصلان است
نعمت علم کہ باید و روائی

فعلی ہٰذا ضلّ و اضلّ باشد۔

(۲۷۵) مرید طالب را نشاید زبان نصح بر مردم کشاید ایں وظیفہ رسید
گانست و فارغ شدگان از ہمہ مطالب و مقاصد اعنی با نتہای کار رسیدہ و ہمہ
چیز را چنانچہ آں چیز است دانستہ ایں چنوے را نشاید زبان نصح کشاید ایں
شخص را باید خالی از علمے و تعلمے نباشد او چیزے دانستہ است و آں چیز ہم چناں
است کہ او دانستہ است اگر آں سر را چنانچہ او دانستہ است در اظہار و بیان
آرد ہر آئینہ او را زندیق نامند ملحد خوانند و اباحتی گویند یا مردود مردم شود یا خود
سنگسار گردد اگر علمے و تعلمے باشد خصوص نحوے و معانی و بیانے معقولے و احاطت
اکثر احادیث ایں چنیں کس بیانے کند لباسے بر حقیقت پوشاند کہ آں لباس
لائق حقیقت است نہ بینی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ میفرماید الکبریاء ردائی
و باز ماندن خلق از وے جز بوہم و ظن ایشاں نیست و آنرا خداوند سبحانہ و
تعالیٰ عبارت از کبریا کرد یعنی کبریا او مردم را در وہم و ظن انداخت کہ البتہ او را
ندانند و نہ بینند ترا ایں سخن بمثالے اگر معلوم شود ہم کار سیت بادشاہے
مالک الرقابے در شبے تاریکے خود را در صورت گدایاں مستذل کند و کاسہ شکستہ
بر دست گیرد و چوبے کژ کوژے را عصا سازد و بر در مردم لقمہ بداں سانے کہ گدایاں
می طلبند بطلبد جائے دہند و جائے ندہند و جائے اہانت کنند آنکہ کہ گمان بر
در باب او کہ بادشاہے مالک الرقاب است و ضابط ممالک او کسی است
بعد آنکہ مردم دانند کہ بادشاہے است فرائص در لرزہ افتد و کذالک گوشت
ہر کالہ کہ ستاں دو شانہ است دریں مثال آں بزرگی بادشاہ و جلالت او

مانع آمده است خلق را نمیدانند که بادشاه بر در ها میگردد و عوام و خواص را علماء مشائخ را و اہل دنیا چنانچه تجار و امرا را نصیحت نکند مگر بر کسے که نهایت کار او را مطلع باشد۔

مرید را نشاید که از مقامے که در وے نیست حکایت کند

(۲۷۶) مرید را نشاید از انچه او است حکایت کند و اگر اتفاق افتد که حکایت کند ازاں کند که ازاں گذشته باشد و از انچه پیشتر است خود بطریق بهتر که ازاں کلام نکند سخن از پیشتر موجب پس افتادن باشد۔

پیر اگر مرید را توجه خود فرماید دولت عظیم باشد

(۲۷۷) و اگر پیر مرید را توجه خود فرماید دولتے عظیمے است که در دامن او بسته است اما ایں مرید را نشاید که پیر را بخدائی گیرد اگرچه او را تعالی بادی بیند و بادی یکے گشته شناسد با ایں همه بندگی برجاست۔

مرید را در پیش پیر نشسته ورد خواندن یا بمراقبه رفتن نشاید او را متوجه پیر باید بود

(۲۷۸) مرید را نشاید پیش پیر نشیند وردی خواند یا خود را بمراقبه دهد در حضرت پیر همیں نظر بر پیر داشتن است و اگر سماعی هست قوال چیزے میگوید مرید را نشاید که دراں بیت شنیدن گریه کند بحضور پیر و یا اظهار حالی پیدا آرد و یا بیتے که پیر را خوش آمده است ایں باآں بیت شریک شود گفتم که در حضرت پیر همیں نظر بر پیر دارد و بس و آنکس که مرتبه پیر دارد یعنی میان مردم همسنگ است او بحضرت او نیز اضطرابے و اظهار حالے نشاید اکثر آدابے که با پیر نگه میدارد باوی نیز نگه دارد۔

مرید را همواره مضطرب باید بود

(۲۷۹) مرید همواره مجتهد و مضطرب باشد و اگر سکونے و قرارے در وے پیدا آید آں سکون و قرار او را از کمال غم و افراط اندوه باشد۔

مرید را سخن بسیار نباید گفت

(۲۸۰) و مرید سخن بسیار نگوید اکثر احوال بصفت سکوت باشد۔ مرید و غم

کسے چند روز موافقت چنانچہ مصیبت زدگان میکنند نکند و کذلک خوشی و شادی مرید ہزل گو و ہرزہ ساز نباشد تلاوت بسیار نکند چنانکہ وقت حضور و مراقبہ بغارت رود و اگرچہ تلاوت با مراقبہ باشد و لیکن ذہول در ہردو کارے گرد اثرے علیحدہ دارد و ذکر با مراقبہ جمع کردن عظیم شغلی است و ذکرے سوز و سوز بے حضور و بے طلب کار نباید ربطی کہ بر دل زند بغم و اندوہ زند این غم بر روئی دل چناں زند گوی بستہ است بزور ایں رابطہ میخواہد آں بستہ بکشاید

(۲۸۱) و اگر مرید در تربیت ابدال افتد ایشاں تربیتے خاصے دارند جز تربیت مشایخ ایشاں مشروبے بخورانند و دراں مشروب اندک سکرے و طربے باشد و آں طرب و آں سکر جز بحضور و جز بذوق و طلب بار نیارد و آں مشروب ساختۂ عمل کسے نیست ایشاں ہمچنیں گویند چند درختانست ورای کوہ قاف آں درختاں در سالے چند بار گیرند گویند ہر یکے را ہفتگاں ہشتگاں بار باشد و درخت ہم شش ہفت بیش نیست و شکل آں بار ہمچو قمرک باشد اما ایں گوشہا دارد و ہموار است شیرہ ایشاں بعضے سرخ رنگست و بعضے سپید رنگ و بعضے زرد رنگ و بعضے بادنجانی و بعضے زعفرانی آنکہ زعفرانیست او را اکسیر نامند بہر کہ بدہند ہیچ ذمیمہ در نفس او نماند از غلے و حسدے و حرصے و شہوتے و غیر آں الغرض ہر یکے اثری دارد ایشاں برای آں غرض بہر کہ لطفے دارند بخورانند ہرچہ ایشاں فرمانید بکنید مگر چیزیکہ صورت نامشروع دارد ایشاں چنیں ہم میکنند ستر شدہ را لنگوتہ می بندانند و برابر کردہ بگدائی بیروں می آرند با صورتے مستذلے او جہانے بلکہ روی ہم سیہ میکنند و سبوے

موافقت حال در مصیبت

با پیر بود

ذکر را با مراقبہ جمع

کردن عظیم شغلی است

تربیت کردن ابدال

مریداں آں کنند

شراب هم بر سر مرید بہند گویند سبو بر سر کرده بهر کوے و بهر سوے بگرد و شراب
را بر لب وریش و سبلت او می مالند تا کسان هجوم کرده شنیند باید بدین و
امثال این کردن اقدام نکند و اگر ایشان از سبب این اظهار رنجشی میکنند
التفات بدان نکند غم این رنجش نخورد ایشان قسمے دارند با هر که آن قسم
رفته است از و بهیچ وجهی جدا شدنی نه اند۔

طالب را باید که بہر کسے دلے دیگر آں ہم فرود نیارد

(۲۸۲) و طالب به طیری و سیری و غایب شدنی و حاضر آمدنی
نمودنی و ربودنی بدینها سر فرود نیارد چنانچه مرداں گویند اگر بر آب روی
خسی و اگر در هوا پری مگسی دل دریاب اگر کسی دل دریاب دو معنی دارد۔
یکے آنکه مرداں گویند دلے دریابد یعنی بمراد کسے کارے کند و چیزے بدهد
و خوش کند دوم دل دریافتن عبارت از اکتساب اوست و دانستن دل
چنانچه حق دانستن که بحقیقت تحفه انسان هم اوست آنکه اویس رضی الله عنه
با عمر گفت رضی الله عنه که علیک بحفظ القلب همین معنی دارد یعنی او را
نگاهدار و بکارے دگر مشغول مکن و معنی دیگر هم احتمال دارد یعنی آنچه دل فرماید
آں کن یعنی حفظ فرمایش او کن اول کار مبتدیست دوم کار مرد رسیده و دل
بدست آورده است۔

کیفیت مرید مجتهد و مضطرب در سماع۔

(۲۸۳) مرید مجتهد و مضطرب را در سماع شنیدن حملے و محملے نباشد و
چیزے با دل خویش دارد و هر نغمه که بشنود او حیز بهانه نمی طلبد شنیدنش همان باشد
و از دست رفتنش همان و اگر حملے و محملے بود او عاشق طالب نیست او مرویست که
بفکر و اندیشه خویش بهترین کارها اختیار کرده است بیتے و سخنے که شنود حملے درستے

بفکرے و اندیشہ کند و بداں گریہ عورتے کہ پسرش و شوہرش مردہ است
مویہ گری و نوحہ میکند او غرض آں نوحہ ندارد او ہماں بمجرد شنیدن آواز خود را
پرکالہ پرکالہ و قطرہ قطرہ میکند

مرید در زینت خود نباشد و لباس محقورہ و مشہورہ نیز نباید پوشید

(۲۸۴) مرید در زینت خود نباشد و البتہ لباس محقورہ و مشہورہ نباشد عمر گفتہ
است رضی اللہ عنہ ایاک واللباس المحقورۃ والمشہورۃ از قول عمر رضی اللہ عنہ
معلوم می شود مرد را لباس محقورہ نشاید و مرد محقورہ را لباس مشہور نہ اگر مرد مشہور لباس محقورہ پوشد
موجب زیادت شہرت او بود و اگر مرد محقورہ لباس مشہور پوشد موجب شہرہ او گردد

سلوک مرید بہ شب فاقہ و روز گرسنگی را غنیمت شمرد فضیلت فاقہ اضطراری بر فاقہ اختیاری

(۲۸۵) مرید شب فاقہ را و روز گرسنگی را غنیمت شمرد خصوص فاقہ
و گرسنگی کہ ضروری پیش آمدہ باشد و آنچہ باختیار باشد آں نیز موجب تصفیہ
و تجلیہ دل باشد ولیکن در فاقہ ضروری شکستگی نفس است بتمام و در فاقہ اختیاری
وہم رعونت و خودبینی نقد است خواجہ من میفرمود قدس سرہ العزیز کہ
طے باختیار بہتر از فاقہ ضروری بود ایں بداں ماند کہ گوئیم عبادت انسان فاضل
از عبادت ملائکہ است۔ زیرا چہ ملائکہ را التعبد ضروریست اما انسان را التعبد او
تعب بر نفس اوست پس ایں اختیار بہتر ازاں باشد کہ آں بضرورۃ آید بندہ
خواجہ عرضہ داشت کرد سخن اینست کہ خواجہ فرمود اما بندہ خواجہ را در خاطر چیزے
می آید اگر فرمان شود عرضہ دارم فرمودند بگو گفتم مقال خواجہ است کہ شکستگی
و بیچارگی و واماندگی در راہ طلب و تصوف اثری تمام دارد و در فاقہ و
گرسنگی ضروری ایں نوع بنقد اوست خواجہ فرمودند نکو میگوی بریں اعتبار
ہمیں اید و مرید را در طے و یا فاقہ ضروری سستی و ضعف آرد دل را بداں ضعف و

سستی نہد دلرا بمرگ دہد باخود گوید کہ اے نفس اگر تو بمیری بمیرمن غذا بتو نخواہم
داد مگر آں کہ خداید ہد برائے ایں مصلحت در خانہ کسے مہمان نرود دیدن یاری
ودوستے پیشہ نگیرد وتا ایشاں طعام پیش آرند وسوال کردن وچیزے جامہ
فروختن وگرو کردن خوردن خود چہ معنی دارد دریں محلہا صوفیاں رخصت
دادہ اند اما من باب عزم وحزم راکشادہ میدارم اینچنیں کسے را میان دو حال
یکے پیش آید ان مات فقد مات شهيدا اینجا ایں حجت نیارے
وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ بسیار تہلکہ است کہ طالب اختیار کند
واگر بدان تلف شود زہے دولت وقتی ایں بیت خواندہ

در رہ عشق ما اگر کشتہ شوی | شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدہ نفس را جہاد اکبر خواندہ است۔ اگر کسے
در جہاد اصغر کشتہ شود شہید باشد چہ میگوئی اگر کسے در جہاد اکبر کشتہ شود شہید نباشد
وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ رخصت عام است نہ عمل خاصہ حکایت
شنیدہ باشی مردی برقلہ کوہی ایستادہ بود پرسید ایں آسماں راکہ آفرید گفتند
خدائے گفت زمین راکہ آفرید گفتند خدا گفت کوہہا راکہ آفرید گفتند خدا ایں
درختاں راکہ آفرید گفتند خدا پس اں گفت الله الله شانا عظیما مرخدا را شانی عظیم
است وبزرگ کسی است وازغلبہ ایں خیال خود را ازکوہ بیروں انداخت
ومرد ایں حکایت را در عوارف در مدح کسانی میگوید کہ خود را در راہ خدا و
در ابتلائے او فدا سازند وجاں بدہند وایں محبت خاصہ باشد۔

مرید را ہموار خلوت جوئی

(۲۸۶) مرید ہمارہ خلوت جوی وتنہای خواہ باشد ہر اینہ طالب را

تنهایی خواره باید بود

دو کار است یا دوست یا یاد دوست و هر چه جز دوست نه نکوست و در اختلاط
نه یاد و تمام نتوان کرد نه از دوست بمراد بر توان خورد۔

(۲۸۷) اگر طالب بنده کسے است این تدبیر درستی است دل را بتصور حضور او تعلق تمام
دهد شب را خوندکارش کاری نفرماید همه شب جشن وقت اوست و صوفیان را کارے که
در شب باشد روز چنداں نبود شب وقت سکون هداست وقت قرار و آرام است هر کاریکه
او را بدان وقت دست دهد کارهاست ذکر و مراقبه لشب مرتب است خصوص
وقتی که اکثر مردم خفته اند بنده را در وقت او بسیار خفت است فردا با وی مخاصمه
دنیا نیست نانی پخته یافته است و جامه دوخته بر تن چه حساب زکوة بر و فرض نه
و حج بر و فرض نه سنت جماعت بر و نه حضور جمعه کذلک تا آنکه در حدود و قصاص
هم بر وی خفتی است فردا بسیار بندگان باشند که نجات ایشاں پیشتر از نجات
خوندکار بود و اگر خوندکار کاری فرماید که دراں کار در فریضه خداے که بدو متوجه
است تقصیر رود این کار را بنده از خوندکار قبول نکند و اگر او ستم کند بیع و شرا
الیاده شود لاطاعة للمخلوق فی معصیة الخالق و همچنیں اگر کارے
نامشروعے فرماید و بنامشروع دعوت کند بر و خمر بیار یا ساقی مجلس من شو یا مانند
این کارها دگر که حکایت آں مروت رخصت نمیدهد نباید که بنده مرید طالب
اقدام این کارها کند این خود چیزهاے است که بر عوام متوجه است حکایت مادر
مرید طالب است او را خود چه گوئی و اگر خوندکار آسیا گردانیدن فرماید بنده
مرید طالب دل راست کرده هم بر وضع گردانیدن آسیا ذکری میگوید و کلمه
بر زبان میراند کنیزکانی که ایشاں آسیا گردانند و در وقت گردانیدن چیزے

در تعیه عمل کسی سکید باشد
غلام تفحیه باشد
مرید غلام کسی است
آنچناں که کار او
خوندکار خویش قبول
نکند کرد ان تقصیر
روا ے فریضه خدا
رود در

بگوئید ایں بندہ طالب کم ازاں نباشد واگر بارے گراں بر سر نہد وگوید بمقامی ومنزلی برساں در تنقل ہر قدمی اللہ میگوید ومیرود وبار سبک می نماید ودل بذکر خدا مشغول شود برنج بار منزعج ومتردد نشود ودراں حالت ذکر مفید تر باشد زیرا چہ دل گرم است ودر حالت گرمی ذکر را اثرے تامے است

(۲۸۸) صوفیان ما چنیں گویند چوں ذکر یا گرمی دل گفتہ باشد ہماں ساعت حبس حواس کند دل بمراقبہ دہد اثرہا بیند وچوں از سماع فارغ آید وسماع را نزد وقوت شنیدہ باشد در ساعت غض بصر کند ودم را فرود برد بر دل آمدن ندہد ودل را بحضور دارد راحتہا یا بد چہ دانم وقتی ایں کردہ باشی یا نہ اگر کردہ باشی بدانی کہ چہ میگویم کمترین راحتہا ایں باشد کہ در دل را کشادہ بیند کہ کشادگی ایں راحتے ولذتے واثرے وارد اگر دیدہ باشی بدانی واگر چشیدہ باشی بشناسی۔

بعد از ذکر کردن یا سماع شنیدن کہ دل ہم گرم باشد در مراقبہ رفتن در دل را کشادہ کند و نفعہا بخشد۔

(۲۸۹) مرید اگر جامۂ ازرق ویا اسود پوشد برائے دفع مونت شستن را شاید ونیز اگر چہ ثقل مونت نباشد اما مشغول شدن بہ شستن وغیر آں زیادتی وقت اوست تا آنکہ از بعضے حکایت کنند صوفی جامۂ چرکین داشت صوفی دیگر پرسید جامہ چرا نمی شوی گفت ما التفرغ یا اخی فراغ شستن ندارم آں مرد مستغفر میگوید سماع سخن آں صوفی ما التفرغ یا اخی در دل ما ہمارہ ذوق دہد۔

مرید را جامہ ازرق یا اسود پوشیدن برائے فراغت از شستن روا باشد

(۲۹۰) مرید طالب را نشاید بہ تکیہ دیوارے ودرختے نشیند البتہ متکائے با خود سازد کہ آساں گیر نفس است مگر آنکہ ذہولے پیش آمدہ باشد یا سستی طبع بودہ باشد کہ بضرورت طبیعت بشری ایں صورت روے نماید ایں ہیئت

مرید طالب را بہ تکیہ دیوارے ودرختے نشستن نشاید

وضع کاہلاں است۔ ایں صورت اہل جد وجہد و اجتہاد نیست

(۲۹۱) طالب در خلوت خویش بسیار گریہ و بسیار زاری اما میاں مردم مگر در وقت سماع سکب عبرات را احتما کند بقدر ما امکن۔

در خلوت طالب باید بسیار گریستن اما میاں مردم باید بقدر امکان ضبط کند

(۲۹۲) طالب را باید خواب اکثرے در نشستن باشد در وضع مراقبہ نشیند دل بحضور دہد۔ خوابیکہ دراں حالت بیاید آں خواب داخل عمل دل باشد و حضوری مرتب دست دہد بسیاراں گفتہ اند معراج در خواب بود ایں خواب ایں چنیں خوابے بود کہ با تو گفتیم۔

طالب را باید کہ اکثر نشستہ خواب کند

(۲۹۳) اگر مرید را کہ لقمہ اش از غیب است بوقتیکہ او را طعام رسد اگر دو وقتہ برگیرد شاید۔ آرے ضرورت اکل و احتیاج بشری ہمیں تقاضا کند اما محتمل کہ عادت برپر خوردن شود چوں لقمہ اش از غیب است یکبارگی دو بارہ خورد بار دیگر کہ رسد چہ کند اگر خورد مضرت در بنیۂ او باشد کار بہیضہ کشد و اگر نخورد مردماں ایں متاع را چہ نامند۔ و چنیں گفتہ اند اگر مردے را زنش گفت کہ تو بسیار خواری او گوید اگر آں مرد بسیار خوار است زنش را سہ طلاق۔ گفتہ اند چہ نہ دانند کہ او بسیار خوار است یکبارگی کہ او طعام خورد دوم بار کہ طعام پیش او آرند بتواند خورد ایں را بسیار خوار نامند۔

مرید را اگر لقمہ از غیب رسد شاید برگیرد دو وقتہ بیک وقت بگیرد دیگر اشتہا نخورد بہتر است

(۲۹۴) مرید را نشاید اختیار کردہ در جوار ملکے و امثال ایں باشد و ایں قصد ہم ندارد کہ البتہ جاے باشد کہ مرا کسے نشناسد۔ ایں ہم عمل قوم است اما قصد کارے میان ما ممنوع است۔ امثال ایں تصور دلیل برخود بینی و نظر برخود داشتن بود۔

مرید را باید کہ در کنج گمنامی اختیار نکند

(۲۹۵) مرید را در تعبد و تنزہ خلوت و محضر مردم یکساں باشد البتہ او را وخویش را و آنچہ وظیفہ اوست بہیچ وجہے فوت نکند۔

مرید او را دو وظیفہ خویش را در ہیچ حال فوت نکند و خلوت و محضر مردم او را یکساں باشد

(۲۹۶) و مرید ہیچ یکے را بہ طمع دست ندہد و نہ ایستد و بزانوے ادب پیش کسے نہ نشیند و پس او شدہ نرود۔ و ہر کسے بر لبے او بر آہے و ہر کسے بکارے واو بکارے۔ ایں ہم نکند کہ صورتے سازد کہ خود نمائی باشد و مروے معتبرے میرود پیش او رود و سینہ کشیدہ رفتار کند۔ ایں نوع شیوۂ طالبان نیست۔ و مرید مردم عوام را از درائی و تعیبی نکند و از ہر یکے بشکستگی دل خود طالب مزیدے باشد تا آنکہ سگے و گربہ کہ در خانہ او می باشند۔

مرید از ہیچ کس طمع ندارد و نیز پیش اہل دنیا بزانوے ادب نشیند و نیز نشاید کہ بہ تعنت و رعونت پیش آید

(۲۹۷) بعضے طالبان استعمال مخدرے کنند و گویند موجب جمع ہمت است بہ یک خیال درست میدارد راست است ایں سخن اما بہ تدریج مرد آں کارہ شود بے آں تواند و بے آں وقت خوش نشود و حضور دست ندہد بہاں شود کہ مرداں گویند فلاں شریب فلاں بہنگی خپانچہ مردم قلندر را دیدہ باشی میاں آں کسے را دیدہ کہ رہ کار دارد اما بدیں مبتلا است۔

طالب را نشاید کہ استعمال مخدرے کند

(۲۹۸) و اگر مرید گہے قصۂ لیلےٰ و مجنوں را و دیوان شیخ سعدی را قدس اللہ سرہٗ پیش دارد بخواند و قصۂ یک دو سے از اں بخواند کہ بداں وقتش خوش شود و ملالت از سرش دفع شود شاید۔ مرید اگر دوئے را بیند میان ایشاں رسم محبت مستمر است اگرچہ چہار پایہ یا پرندہ باشد موجب مزید درد و طلب او باشد۔

مرید را گاہ گاہے قصہ لیلیٰ و مجنوں و دیوان شیخ سعدی استماع خواندن باعث بر مزید طلب او باشد

(۲۹۹) مرید مدام متصف بصفت غض بصر باشد و اگر کشاید خبر آنکہ

مرید را مدام متصفہ

منقصت نقص بصر باید بود
ہر چہ مرید را از واقعہ
در خواب یا در بیداری
پیش آید ازیں بہتر
نباشد کہ بصورت پیغامبر
یا پیر بیند۔

وعبر را نظارہ نکند۔

(۳۰۰) ہر چہ مرید را واقعہ در خواب و بیداری پیش آید ازیں بہتر نباشد کہ پیغامبر را بیند یا پیر را بیند و اگرچہ کشف و تجلی باشد ہر چہ بصورت پیغامبر و پیر باشد اعتبار تمام دارد۔ طالب مرید برائے احضار دل و برائے جمع ہم او صورتے ظاہر پیش دلش دارد۔ دل بغایت بدشواری حاضر میشود بعد اللتیا و اللتی بدست می آید اما بخاطر حضورے نقد است شاید زیرا چہ چو دل برجا آمد آں صورت درمیان نخواہد ماند چوں بجا آمد نظارۂ ملکوت نقد او باشد کشف غیوبات او را با لعجل بود حدیث شنیدہ باشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمودہ است۔ لولا الشیاطین یحومون الی قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السموات۔ حاجی بہکری خادم شیخ الاسلام مرد مسافر بود حکایت میکرد در جہاں شیخے دیدم کہ ارشاد میکند و مریدان را در تربیت میدارد چند طالب را در مقامے اجلاس کردہ است و امردے صبیحے ملیحے را درمیان ایشاں نشاندہ و ہمہ را گفتہ کہ نظر بر روے او دارد و شخصے را حارس و محافظ کردہ است تا خیانتے نرود۔ آں پیر مرشد را ایں قدر در خاطر نمی آید کاریکہ در وہم خیانت بود آں کار تا بکجا کشد و عاقبت بچہ انجامد۔ من میگویم ہر چہ باشد باشد بیرون از مزج شہوت نبود۔ علما باللہ راسخان علم عارفان محقق مکشوفان حق الحقیقت را باحوط و اسلم دست زدن نبود و جز بدیں وصفت صورت وصال مرتب نرود۔

ترتیب طالبے کہ در زمانہ پیری در راہ طلب افتد۔

(۱۰۳) وگفتہ ایم ایام طلب از اول شباب تا آخر شیب است تا اگ
چنیں اتفاق افتد پیرے کہنہ از شصت وہفتاد گذشتہ باشد بلکہ
وازان بالا تر شدہ بود وخداوند سبحانہ وتعالیٰ در دلش القاے طلب ک
تدبیر او چیست او را صوم میسر نباید ترک طعام نتواند کرد طی خود چہ با ش
وایں ایامیست کہ البتہ بہ دوم نفر احتیاج باشد ایں چنوے را اگر پیر شفقت
درباب او ارزانی دارد او را توجہے وربطے فرماید او را ازیں کار بہتر نباش
فریضہ با روایت وسنت موکدہ بجا آرد ودیگر چیزے بستہ لبے بستہ مقا
خالی تنہا ماند وتوجہے وتعلقے کہ پیر فرمودہ است ہمہ را ان دل نہادہ
اگر اہتمام پیر باشد ودر طلب قوت کردہ بود البتہ از موارد ومواہب
صوفیانہ راہست خالی نباشد۔ ودیگر ایام ناامیدی اوست دست از
حیات شستہ است ساعۃً فساعۃً خود را لطبیعت در دآمیز شستہ می بی
وخود را از جاہ ومال واہل وولد مہجوری یابد وایں ہمہ قیدہاے است
در پاے روندہ ایں قیدہا ہمہ بیکبار از پاے وے گستہ است او را
خداے ومرگ وگور چیز دیگر در خاطر نماندہ است وغم عاقبت بردا
ایں تدبیر کہ ما گفتیم حسن عاقبت بدیں مرتب تر باشد وشہود حق حاضر
بخدا رسیدن نزدیکتر۔ شاب طالب چکند کہ دل از حیات برکس
وبر مرگ قرار گیرد چز بہ باز آوردن خطرہ نباشد واگر نہ میل طبیعت
بداں است اما ایں پیر را ہمہ چیزہا کہ بر طالب شاب مشکل است از
رفتہ است۔ ہر چند کہ دلش سست شدہ است گرمئی وتیزئی درو

دریں وقت بر دل او از کجا خستگی آید کہ نقش مراقبہ و حضور بر دلش مرتب شنید۔
بر آب رواں معمہ نویسی آنکہ چہ مفہوم تو گردد او بداں ماند۔ اکنونش باید دست
و پا شکستہ تر کردہ و خود طبیعت سست شدہ اند انسان افتادہ و ستہا بہلیدہ
چشم بستہ گوش خود گراں شدہ است اینجا دل بشہود وجود او و بہ سبق تلقین
ایں مراقبہ اینجا بہ نویسم اما ترس آں می باشد مردمانے کہ ازیں کار خبر ندارند۔
ایشاں خود را مرشد خوانند و ایں حکایت کنند و زیانکار ایشاں باشد اما
ایں قدر میگویم در دل جز ایں نگذرانند دل را بدیں بربستہ دار و لفظ اللہ را بجائے
وسواسے کہ او را در خاطر می آید ہمیں اللہ را گذرانند و حدیث نفس ہمیں را سازد
دل را بریں دارد کہ اللہ اللہ میگوید و میگوید امانے می یابد۔ اما می باید دانست
کہ در دل دو صفت است از مردماں حفاظ بسیار کس بہ بیں قرآن میخوانند و بے
شبہہ اگر دل با زباں یار نباشد نتواند خواندن و مع ہذا حدیث نفس و وسوسہ مزاحم
وقت او باشد۔ میخوانند و حکایتہا و قصہا در دل او میگذرد۔ ایہچنیں نباشد۔
کہ اللہ اللہ میگوید و در دل حکایتہا و وسواس میگذرد باید ہمہ او ہمیں اللہ
اللہ باشد۔ مردم نماز گذارند فاتحہ و ضم قرات چنانچہ آمدہ است ادا باشد
و مع ہذا حکایت و قصہ در دل بگذرد ایہچنیں نباشد۔ اگر دل یکے درمند
شدہ است بواسطہ فوات چیزے ازیں جہانے چوں او سماعے و نغمہ شنود
درد بر درد افتد اضطراب او زیادت شود مثل ایں سخن گفتہ ام بداں ماند کہ یکے
را دملے بر آمد کسے باشد دوائے درد میکند چوں دیگہ بدو رسد دردش زیادت
شود بلکہ اگر گویم یکے پچند شدہ است شاید۔ اکنوں پیر را ایں دردمندے نیا دی

بسیار پیش افتادہ است چہ از آنکہ مصیبتہا بسیار دیدہ باشد و دردہا بسیار چشیدہ
و خود امروز بنقد وقت از ہمہ خود را جدا می یابد و رفتہ می بیند بہ طبیعت دردمند
است چوں درد طلب بر او افتد در وبرد روز زیادت شود امیدہا باشد۔ اینجا
و درین محاضرہ انتظار نارے و نورے و کشف غیب را نکند ہماں اصل مقصود
طلب بتعلیم اللہ چیزے پیش آید۔ انچہ روندگان شقتہا و محنتہا بسر بردہ اند شاید
چیزے پیش آمدہ باشد یا نہ کہ او را پیش آید۔ ایں پیر را باید چنانچہ رسم
کار پیراں است برائے فرقت از دنیا و ہجراں اہل و ولد بحسب ضعف خویش
دمے سردے نزند خود را با ہمہ فدا در رہ مقصود کند چہ آں مقصود نیست کہ فضل و
شرف ہمہ بداں باشد کہ فدا دراں مقصود شوند۔ و نشاید کہ ممنوں و ذلیل کسے
گردد آرے دل بر خدا نہادہ و روح را در انزہاق دیدہ و پائے بر بستر مرگ
فراز کردہ و دست از تصرفات دنیاوی کلی شستہ بخ بخ مبارکش باد ایں
حالتے است کہ نوزدہ بسوہ موجب کشف حقیقت و یک بسوہ برائے رعایت
اختیار میدارم کہ ایں امر قصدی نیست اختیاری است اگر او اختیار کند شود و
اگر نہ بیست بسوہ گویم۔ ازیں پیراں نباید شد کہ ترا گویند۔ ؎

اے شدہ پیر عاجز و فرتوت ماندہ در کار خویشتن مبہوت
متردد میان جبر و قدر غافل از عین عزت جبروت

و با خود بہ یقین چشم بستہ باشد و دل را یقین کردہ اند ایں ساعت آں ساعت
است کہ محبوب بحسن و جمال و بلطف و کرم شاہد گردد ظاہر آید انا عند
ظن عبدی بی اینجا محقق تر گردد و دریں بیت فکرے باید کرد ؎

از بعد مکن شکایت اے خستہ جگر — کز غایت قرب می نہ بینی مارا

پیرا جوانمرد باش طفل مزاج انکار جز بخدا راضی مباش و دل بجاے دیگر منہ من براے تو آں نبشتہ ام بداں امیدوار کردہ ام کہ انشاء اللہ تعالےٰ چشمِ دل بداں روشن گردد۔ چوں پیر خود را از سبب پیری و پس عمر نیست و نابود بیند کہ قریب الشئی یا خذ حکمہٗ پس فنا ے نقدے او را دست دادہ باشد۔ اگرچہ فنا تصورے است و ایں تصورے از منبع تحقیقے است یک فنا ے کہ صوفیاں گویند ایں است و تحصیل او ہم بدیں است۔ اینجا سخن بسیار است اما حمیت غیرت را در کار میدارد از فضل خدا من بسیار بر روندہ رہ آسان کردہ ام نمودہ ام۔ چنیں گویند۔ ؎

ورنہ کہ زد ایں درکہ بروئے کشودند

من چنیں میگویم کہ ہرگز ایں در نہ بستہ اند اما آں کو کہ درو در آید بلکہ در کشادہ اندند اے در آمد ہم میکنند۔ عجب کاریست ایں پیر را کہ سالہا ہوا گذرانیدہ آخر نفس بہ انتہاے کار و بہ انتہاے مقامات صوفیاں برسد عجب عجب کل العجب۔

(۳۰۲) پیر را از تقرب زناں و از صحبت ایشاں بہمہ وجوہ محترز باید بود۔ ایں قسم جوانان فحول را رکیک و ضعیف می سازد۔ پیر خود ضعیف است اگر بدیں کار شود خود را ضائع گرداند از ہمہ کارہا باز داشت و بہیچ جاے و مقامے نرسید۔ و پیر را البتہ تعہد خویش باید کردن از مضرات چیزے کہ او را دریں ایام مضر آید سجد احتراز باید کرد اگر بنیہ اش صحت نباشد

طالب عمر رسیدہ را از تقرب و صحبت زناں بہمہ وجوہ محترز باید بود

او خود پیر است نہ آنکہ ضایع گردد کار تصوف چہ خواہد کرد۔ اگر پیر را زن بودہ
باشد یا اعتزال یا اعتذار یا اختیار اما این کہ خواہد کہ او را بحظ او رساند
او داند اما از وے این کار نیاید۔

طالب عزیز را یکے ازین دو حالت بود یا خواب بر ایشاں بسیار غلبہ کند یا خواب نیاید اندرین دو حالت ایشاں را چہ باید کرد۔

(۳۰۳) بر پیران ازین دو وصف لازم است یا چناں خواب بر
ایشان غلبہ کردہ شب و روز می خسپند و میان مرداں نشستہ در غنودن
اند و این سبب خشکی دماغ و رطوبتے کہ در معدۂ ایشاں جمع شدہ است۔
یا چناں خواب از چشم ایشاں می پرد کہ البتہ دیدہ ایشاں روئے
غنودن نمی بیند۔ نکو است این اگر بملالت و سماحت نباشد و آں قدر
کہ بلذت و راحت است فیہا نعمۃ و گرنہ بخیال عاقبت و حوادث
آلہیات و آنچہ مترقب و منتظر است دراں یاد باشد برین سماحت و
ملالت دفع میشود بلکہ بکارے می آرد۔ و آنکہ گفتیم برو خواب غالب است
بروے فرض باشد کہ ہم از ابتداے کار دل را بمراقبہ دہد و آں خواب کہ
او را می آید زیانکار نیست در حساب مراقبہ است کہ مرد مراقب و محاضر
در مراقبہ آرزو برد کہ خوابے برو طاری گردد۔ امید دارد کہ ہرچہ بیند درست
تر بیند و زود زود تر باز آمدن نباشد و ساعتے با مقصود و مراد ماند۔

پیر طالب را تنک مزاج نباید بود

(۳۰۴) پیران تنک مزاج باشند این صفت پیر طالب را نشاید
و پیر ہر نفسے دم در نالیدن باشد اینفنے و حنینے البتہ در روے باشد ازین
بجد احتراز کند۔ و این ہم نباشد از درد مفاصل و از درد اندام و سستی
بینہ ہر نفسے نبالد و اگر پیرے است در اول جوانی طلبے بصدق داشت

وآنرا تا بہ پیری رسانید او پیرے سوختۂ افروختۂ ریختۂ بیختۂ دردمندے مستمندے باشد و ایں صفت بسیار آرزوے منتہیان باشد نالۂ او ہم ازیں بود کہ عمرے بسر رفت روے مقصود دیدہ نشد۔ وآنکہ گویند دردبہتر از درماں است آں عبارت از حرماں نیست۔ از وجدان است ولے وجدانے بیروں از امنے و امانے۔ ایں چنیں پیر کہ ایں سوختگی و افروختگی باویست شفا طلب نباشد و دوا نخواہد ایں درد را باآں دوا و ایں درماں را باآں وجدان منضم و منتظم دارد۔ ایں چنیں نیست کہ او را خائب و خاسر باز خواہند گردانید او بنقد خواہد رفت کہ یغبط الانبیاء والشہداء

معنی ایں مقولہ کہ دردبہتر است از درماں۔

(۳۰۵) آں پیر را نشاید کہ اجل نقد وقت او باشد کہ استعاذتے کلی است۔ اگر اجل در مغز سر او بیضہ ایں خیال نہاد از و بلاہا زاید کہ ہیچ کارش نیاید و اگر خطرۂ اجل آید بہ پیر پیاہد کہ البتہ نشان واماندگی و پس افتادگی و حرمانی است۔ ایں چنیں کسے بجائے نرسد۔

پیر طالب را نشاید کہ اجل نقد وقت او باشد

(۳۰۶) وآنکہ گفتہ اند یک ساعت حیات دنیا بہ از چہار ہزار ساعت در نعمت بہشت ایں سخنے است کہ ازیں نشان میدہد کہ دریں جہاں نقدے داشتہ اند حاصلے حاضرے ہست چوں ازیں جہاں روند دراں جہاں شوند نقد حاصل ایں جہانے را دریں جہاں بگذارند بروند ایں رفتہ باز نیاید و ہرگز بار دگر روے ننماند۔ و ایں کہ انبیا و اولیا حیات را دوست داشتہ اند ہم بنا برایں کہ آں جہاں کشف صرف است ہیچ پردہ درمیاں نیست عین عکس است ظل را اثرے نیست ہر آئینہ ازینجا گویند کہ آں جہاں

معنی ایں مقولہ کہ یک ساعت حیات دنیا بہ از چہار ہزار ساعت در نعمت بہشت است

است اما دریں جہاں دیدن جمال مقصود در پردہ وجود است ازیں برقعہ کبود بیروں نیست۔ اکنوں مثالے باتو گویم یکے را تو دوست داری در صورت مجاز آرزوے تو ایں باشد۔ البتہ البتہ اورا بے ہیچ پردہ بینم۔ اورا درزیب لباس ہم نموداری باشد۔ آرے درزیر لباس ودر پردہ حجاب ذوقے و لذتے وجمالے است کہ در انکشاف وانجلا نیست۔ اکنوں فردا ہمہ کشف است و پردہ نیست اکنوں اودراں آرزو است کہ او دراں پردہ وحجاب آشکارا بیند کہ آنجا زیبے وحسنے ونمکے دگر داشت۔ بسیاراں تمنا کردہ اند کہ اے کاشکے ایں کشف حقیقت بر ما آشکارا نشدے کہ آں پوشیدن وکشادن ونمودن در بودن لذتے دگر داشت۔ شعوذہ گر شب پردہ نہد و وچراغے دارد نیک روشن وافروختہ وراے آں پردہ صورت ہا می نماید باحسنے وجمالے پس آنکہ آں پردہ دور کند وآں چراغ را بردارد وایں مرد نظارہ گر گوید کہ اے کاشں آں پردہ دور نشدے کہ ہمارہ دراں پردہ نظارہ بودے کہ آں نظارہ بداں حسن ولطافت جز بداں پردہ نباشد یکے اندیشہ باید کرد کہ یکے بہ یکے چہ لذت وچہ راحت وہم ازیں بود کہ کلیم وحبیب نخواست کہ میرد۔ حکایت آدم و نزدیک موت او شنیدہ باشی اگر براے ایں چنیں معنی المحققان وعارفان آرزوے بودن کردہ اند معذور باشند وحیات براے ایں راہم خواستہ اند دنیا مزرعہ است تخمے بکارند وقتے بار وہد عجائب دگر است از کید انہ ہماں کہ گفتہ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۔ چنیں می باشد از ضرب

وشتم مطلوب طالب را لذتے تمام است۔ وچنیں ہم باشد کہ معشوق روے از عاشق بہ پوشد و دراں پوشیدن ہیئتے وشکلے روے نماید کہ آں بیچارہ شیفتہ ومبتلا تر گردد۔ من می نویسم آنچہ وقایق ایں کار است ولطافتے کہ میاں طالب ومطلوب است اما ندانم تاکدام نیکبختے باشد کہ اینجا فہم بردہ باشد ہم کہ عاشق با معشوق عمداً وقصداً القاے جنگے کند تا او بخشم وغضب خود برآمدہ ظاہر شود وپیدا آید وبحسب آں کلماتے وحرکاتے وسکناتے کند ازاں مبتلاے گرفتار پرس کہ او را چند لذتے باشد وچند ذوق وچند گرفتاری پیش آید۔ مرداں چنیں گویند۔ ؎

خشم کناں بیا تا صلح کنیم یکدگر

آنچہ گفتیم ایں ہمہ نقد وقت پیر طالب است۔ مرشدان پیراں را در نگرفتہ اند واقدام در ارشاد ایشاں نکردہ اند ہم در وردے وگذاردنے داشتہ اند وفرمودہ اند ترا آواں طلب گذشتہ است۔ منم کہ پیراں را برامید میدارم براحوالے وبروجدانے نشان دادہ ام کہ خون دل طالبان لبسے آب شود کہ ہیچ کار نیاید۔

نسبت پیر بہ شیخ فانی شدہ است

(۲۰۷) واگر مرد پیر طالب براں رتبہ رسد کہ شیخ الفانی خوانند یعنی از وے کارے نمی آید قدرت بر صوم ندارد وشرع رخصت بر افطار میکند وفریضہ را ایستادہ نمی تواند گذارد تدبیرے کہ گفتہ ایم میان چند سطرے گذشتہ است کار او ہماں باشد ذہولی وباآں ذہولی فضولی در نیاید یعنی بہ طبیعت نرود ذہولی او بحقیقت شود۔ گویند۔ ابناء ثمانین

معنی قول ابنا ثمانین عتقاء اللہ

عتقاء اللہ واین را بحدیث نسبت کنند چند معنی احتمال دارد سنت باری تعالیٰ برین جاریست ہر چہ میان بندگان سخن نہادہ است تمام و کمال او در اوست تعالیٰ۔ اگر بندۂ در خدمت خوندکار پیر شود و عمر بشرط بندگی گذرانیدہ باشد خوندکارش را این شفقت دامن گیر شود کہ اورا آزاد کند اللہ سبحانہ و تعالیٰ چوں بندۂ را بیند عمر او بہشتاد رسید البتہ سر بہ بندگی نہادہ بود آزادگی از صولت او دہد۔ حکایت شیخ لقمان سرخسی پرندہ با این سخن نسبتے تمام دارد و بارہا گفتہ ام۔ معنی دیگر چوں مرد بہشتاد رسد از درد مفاصل و سستی دل و ضعف طبیعت خالی نباشد و معلوم است ہر چہ از خدا سبحانہ و تعالیٰ دردے و رنجے کہ بہ بندہ رسد موجب کفارت گناہاں باشد فعلی ہذا عتیق اللہ باشد۔ و دیگر مرد بہشتاد رسد ہر آئینہ از مقاسات شدائد و از بلیات مصائب و محن خالی نباشد بلکہ بیشتر و پیشتر افتد و این موجب تکفیرات گناہاں است۔ و دیگر مرد مومن عمرش بہشتاد آید درین مدت البتہ روے مغفورے دیدہ باشد و دست بر دست مغفورے نہادہ و در احادیث است ہر کہ با مغفورے شنید و یا با مغفورے خورد یا دست بر دست مغفورے زند او ہم مغفور گردد

طالبا نرا پاکی نفس شرط کار است

واکنوں طالبا نرا پاکی نفس شرط است و این پیر طالب را گناہاں او خود از شخص او بر ریختہ است و اوصاف و پاک کردہ است راہ او آسان تر گشتہ۔ من دیدہ ام بعضے جوانا نرا شاید در تربیت من بودہ اند۔ ایشاں را چنداں مجاہدہ کہ طالبا نرا باشد چنانچہ صوم دوام و تقلیل طعام و

طی و خلوت نبود جز ایں قدرے کہ پاکی نفس داشتند چنانچہ باید و از من
توجہے درستے گرفتند نہایت کار ایشاں چہ گویم کہ کجا رسید کہ ترا بر من ہم
آں گمان نیست۔

(۳۰۸) و نشاید کہ کودکے نابالغے را توجہ و تلقین فرمایند عجب باشد
کہ ایں کار را او بسر برد و اگر باشد نادرہ باشد زیرا چہ حوادث و شہوات
و اقتضائے طبیعت ہم در پیش است ازیں کوہہائے آتشین و ازیں
خندقہائے پر خار کہ میگذرد۔ و اگر حکایت جنید و سری رحمتہ اللہ علیہما
میگوی گفتہ ام نادرہ باشد۔

کودکاں و نابالغاں را توجہ و تلقین نباید کرد

(۳۰۹) و اگر مرید طالب را شخصے باوے عشقے بنیاد نہاد تدبیر
خلاص از دست وے چیست او را ہم برہ خویش می آرد خیالاتے کہ
کہ در سینۂ ایں مردم میگذرد تدبیرش جز ایں نباشد کہ مقام گذارد سفر
اختیار کند۔ صبر ہم کاریست اما او را بسیار خواہد رنجانید۔ محل ہم مخوف است

تدبیر مرید طالب کہ در عشق کسے گرفتار شود

(۳۱۰) ایں چنیں پیرے کہ او طالب است اگر یک نفسے حیات
طلبد بدیں موجب کہ بہ مقصود رسم یا نہ رسم بارے ذوق طلب
بکشم شاید۔ بدیں سخن من مردم شاعر اشارتے کردہ اند۔ پیر منحنی ضعیف
طالب در مجالس محافل حاضر نشود و در جہانی و شادی بسیار نہ شنید
او را نفس شمردہ باید زد و او را روز ہا شمردہ باید گذرانید۔ نشنیدہ
از مرداں کہ فلاں روز ہا شمردہ میگذرانند اکنوں ہم تو بانصاف
بہ بیں ایں چنیں عمر را تواں ضایع گذرانیدن۔

پیر طالب اگر درازی عمر خود خواہد شاید و بر وے لازم است کہ وقت خود در مجالس محافل رفتہ ضایع نکند۔

پیر طالب را سماع بردو نمط است

(۲۱۱) بر پیر طالب اگر سماعے وسرودے گویند سماع را دو نمط شنیدہ اند۔ یکے آنکہ گویندۂ در گفتار شد شنونده دل و در مراقبہ دادہ روح را بنغمات سپرد۔ خدمت شیخ فرید الدین را رحمۃ اللہ علیہ ہمیں نسبت کردہ اند مگر چند بارے مخصوص کہ ایستادہ است۔ و بریں نمط سماع شنیدن حجابہ حکماے یونانی و حکماے ہند جوگیہ و براہمہ و صوفیان محقق اجماع دارند۔ و پیر طالب راہمیں بہتر و خود کارے است کہ ہمہ بداں متفق و مجتمع اند۔ و دوم اہل سماع را چنانچہ دیدۂ رقصے وگریۂ و نعرۂ و دویدنے اگر پیر طالب را ایں حالت پیش آید اگر قوت روحانی غلبہ کرد طبیعت او را قوت داد چنانچہ او برخیزد و رقص کند چنانچہ جوانان کنند ہمچناں کند گو بکن کو ایچنیں دیدہ ام از بسیار پیراں و جاماندگان سخن در فالج زدہ گاں است و اگر ایں قوت دروے نیاید از پیچیدن از صعقہ و لطمہ و ضربے بر سینہ و غلطیدن بہ بیہنجاری ازیں چہ کم آید۔ و دیگر یک کلی است در سماع۔ اگر در ابتداے حال بہ نغمات و بہ حضور و مراقبہ و سیر روح باں داوند خود ہماں عادت شد ایچنیں کسے کمتر چند الاما شاء ربک عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ۔

تربیت دانشمند کہ در بحث علم برشدہ است

(۲۱۲) اگر پیر دانشمند کہ او در کار خود باستقصا رسیدہ باشد تا آنکہ بمحل استدلال و اجتہاد رسیدہ باشد اگر خداوند سبحانہ وتعالیٰ عنایت خاصہ کند کہ در باب اخص الخواص دارد۔ در دلش القاے طلب کند و بدانی ایں اعجوبہ است ایں مرد مستدل مجتہد جہل

مرکب دارد نادره کاراست که خداوند سبحانه وتعالیٰ او را تنبیهه کند
تا آنچه مقصود باری تعالیٰ است ومقصود از بعثت انبیا است ومقصود
کار است در طلب آں شود۔ موجب چه او را جهل مرکب گفتیم او به حقیقت
کار نرسیده است وروے مقصود ندیده وهمه عمر در وسوسه ودر خطرات
ودر تشتت دل گذرانیده وآنرا کارے دانسته ومنتهاے دین اسلام
همانرا تصور کرده وبریں قرار گرفته اکنوں ایں چنیں کسے را طلب از قبیل
محال عادی باشد۔ الغرض ایں چنیں کسے را چوں طلب افتد باید که
آں قدر که خوانده است ویاد کرده است ودانسته است ودعوت
کرده است از همه بیکبار روے گرداند ومدخر جام صبوح خود را در غرقاب
طوفان نوح غرق کند از جمله جاہلاں وعامیاں وواماندگان وپس
افتادگان بدتر شمرد خود را ایں چنیں سازد گوئی ایں زماں از دار حرب
زنجیر گلو کرده آورده اند۔ بریں طریق پیش پیر رود آنچه او فرماید بدانچه
او دارد ندانند که من عند نفسهٖ میگوید یا ساخته پرداخته باستدلالے
که او داشت آنچناں میگوید بلکه بتحقیق دانند چنانچه جبرئیل علیه السلام
از خدا بمصطفےٰ صلی اللہ علیه وآله وسلم خبرے میرسانید همچنان دل
پیر از حق بخلق خبرے میدهد حکایت شبلی ودانشمندے که بدو پیوسته
بود شنیده باشی در کتابها نبشته اند۔ وهر چند که وساوس علمی
مزاحم دل او شوند داند که ایں قصه تفسیر است وایں حکایت
حدیث است وایں معانی کلام است فعلی هذا ایں کاریست که

علاحدہ کار لیست - ایں خویلات و وہمیات و تشتتات است مانع
راہ و حجاب کار اوست و اگر گوئی قال اللہ و قال رسول اللہ
است ایں خود داشت او اما کار دل علاحدہ کار یست ایں کار بجاے
است کہ اگر اقراں او را پرسند کہ تو ایں علم کہ چنیں شرفے و چنیں
رتبہے دارد آنرا گذاشتہ بتقلید آمدی ترا ازیں چہ حاصل شد اگر او ازیں
رہ چیزے چشیدہ باشد و قطرہ ازیں دن در کام او چکیدہ بود ہمیں
جواب گوید کہ ازیں پیوستن نفعے نبود مگر آنکہ مسلمان شدم او بریں
معنی میگوید من قبل صورت اسلام داشتم بمعنی اکنوں رسیدم میان
مغز و پوست چند تفاوت باشد میاں علم ظاہر و حقیقت باطن ہمانست
بدیں ماند حکایت صہیب و سلماں و ہلال و بلال کہ با ابوبکر و عمر رضی اللہ
عنہم باختہ اند گفتہ ام بسیار بار اگر اتفاق علما است کہ ایشاں افضل
صحابہ اند افضل اولیا اند و با ایں ہمہ صہیب و سلمان و ہلال و بلال
اطلاعے دارند کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما را آنجا مسلمان نمی یابند ازینجا
گماں بہ تفضیل نبری - صوفیاں اند ہر یکے بچیزے مخصوص است در
دیگرے ازاں خبرے و شعورے ندارد - ابوبکر و عمر را رضی عنہما حالے باشد
کہ صہیب و سلماں و ہلال و بلال رضی اللہ عنہم آنجا نرسیدہ اند کذلک
العکس - اگر کار بدیں کشد کہ علمش کلی فراموش شود احتمال بر و رود
مگر او بجاے رسید حکایت ابوسعید ابوالخیر و دانشمندے کہ بر و برلے
ارشاد آمدہ بود در کتابہا بنشتہ اند - و اگر دلش براے مطالعہ کشاں

شود و نفسش برنجاند سخنے چند از حدیث و از تفسیر بنید از قوانین نحو
و نکات معانی بیان و دلایل معقولات ازیں بکلی محترز باشد۔ باید کہ حکایت
طالب ہمچو ماہی باشد اگر ماہی را پرسند تو کجا باشی گوید در آب از چہ
رستہ بگوید از آب چہ می نوشی گوید آب چہ میخوری گوید آب یک نفس
او بے آب نباشد و ہماں نفس کہ بے آب باشد او نباشد۔ در کتب
سلوک بسیار مموہات و مغلقات است و از روندگان و سالکان از ہر
جنس اند زہاد اند عباد اند کذلک اجناس دیگر۔ اگر طالب دریں
حکایت در شود و ایں حکایتہا را محک کار خود گرداند آوارہ و ابتر شود
دلش مغشوش شود لوح وجود او نقش حقیقت نہ پذیرد و گفتہ اند ع

چناں تنگ است راہِ عشقبازی — کہ جز معشوق تنہا در نگنجد

طالب را در بوادی بودن نیک موافق است و ہر چہ پیش او آید بداں نہ ایستد

(۳۱۴) طالب را در بوادی بودن نیک موافق است اگر
دلش دلاور بود۔ اگر طالب را ایں صفت نقد وقت او باشد ہر چہ
پیش او آید از الہیات و کشوفات و مغایبات و مشاہدات او آنجا نہ
ایستد و آنرا وزنے نہ نہد و در حساب نشمرد۔ آنچہ باشد آنرا وزنے نہ
نہد و بداں قرار نگیرد و ایں چنیں کسے را شاید بہ پیر حاجت نباشد از
آنچہ طالب چوں حد کشوفات رسد پیر او براں واقف شدن ندہد یا
پیش او آنچہ دیدہ است تحقیر کند بعلم یا بحسب طلب مقصود کہ ایں مقصود
طالب نیست یا ورائے آں او را نماید یا خود ہمت گمارد تا او ازاں در

مرید را در حالت کشوفات پیر

گذرد۔ اما دریں حالت کہ او را وہم اباحت و الحاد شود ازیں حالت

اگر وہم اباحت والحاد افتد او را از اں بیروں آوردن مشکل کار است۔

او را بیرون آوردن پیر را مشکل کار است۔ نہ بینی او را ایں درسر کہ من
باقصی الغایات رسیدم۔ بداں اندازہ سرفرازی میکند وخود را
چیزے می داند وجہانے را فرود تر می بیند وایشانرا کم فہم وضایع و
ناقص می شمرد۔ وتحفہ دیگر ایں ہمہ خود را بہمہ مراد یافتہ ونفس را بہمہ
لذتہا وراحتہا رسانیدہ وذوق وخوشی چشیدہ وہیچ مانعے ندیدہ
پردۂ شرم از پیش او خاستہ خوف شخصے مائی در دل او نماندہ وشوخی
بیباکی در وکہ ہم در و باشد اکنوں ازیں چنیں غرقاب خلاصش چوں
برونش تواں آوردن۔ یک بلاے دیگر است کہ او بوہم خویش متوجہہ
می باشد بخاصیت توجہہ وہمی او چیزے پیش او آید اکنوں ایں
موجب یقین واستواری وتمکن او گردد۔ سخن اینجا بسیار است اما
ایں مختصر احتمال آں نمی تواند کرد۔

(۱۳۴) اگر متعلمے را طلب درسر افتد البتہ میخواہد تعلمے کند وکار
طالباں را ہم مباشر باشد ہست دغدغہ درسینۂ بیچارہ البتہ او را دریا
خطرات ودریں ابتلا امیدار دخصوص آنکہ او طالب است پیر او را تعلم
فرمودہ است کارش جز ایں نباشد تعلم رسمی وعادتی را بجا آرد یعنی
بردر استاد برود کاغذے بردست دارد واگر سامع است ویا قاری
است آنرا ملازمت میکند وسخن گوش نہادہ میشنود۔ پس آں کتاب
درطاق دل مشتاق درکار خدا وذہن تمام درست دل را بہ تصور
صورت خیالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ کند۔ اے عزیز اندک

توجہ بہ صورت خیالی

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کارے نیست اینکہ من میگویم۔ اے عزیز ہر کہ بدیں توجہ التزام کرد تا آنکہ
البتہ مزاحمت خطرات بیشتر دفع شد جمال حضرت مصطفیٰ را صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کم روزے باشد کہ مشاہدہ نکند۔ و نشاید در خانہ بیاید سبق را بہ بیند
و آنکہ روز دوم خواہد خواند شب را کتاب بیند مستظہر شدہ و شرح بیند
برود تا در مجلس علم مستظہرے مستحضرے باشد۔ ایں کار طالب نیست و اگر
ہوس براں است کہ بہ وقت علم ذہنش برسد غم آں نخورد در پے آں شود
تصفیہ و تزکیہ کہ او دارد او را بفہمے و صفائی رساند بہ لطافتے و دقتے کہ
واصفان و مجتہداں آں علم انگشت حسرت بدنداں حیرت بگزند و اگر
بہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم توجہے درستے شد حکم معارف علوم بغیر
واسطہ کسبی از و شنود و آنچہ از و شنوند آں استحکام دارد کہ طوفان نوح ازا
درخلل نتواند آورد۔ بارہا گفتہ ام اگر بہ اجتہاد الہام بودے زہے کارے
کہ بودے ہر بار مرا عجب آید کہ مجتہد خود گوید المجتہد یخطی و یصیب
در مسئلہ دماء و فروج و حقوق و مظالم بیک طرفے حکم کند تحفہ دگر اینست کہ
بسیار باشد کہ حکمے کردہ و بسیار بار براں رفتہ مرد مجتہد باز ازاں رجوع
کند۔ طرفہ دگر اینست کہ ایں رجوع ہم در ورطہ یخطی و یصیب است
بسیار علما در سلوک در آمدہ اند اصحاب کرامت و ارباب انوار شدہ
اند ایں محتمل ہم ہست کہ بر کسے کشف حقیقت ہم شود۔ اما نادرہ کارے
است شود وقتے کہ ہمہ را فراموش کند۔ و نشاید متعلم طالب کتابے
کند و در بند جمع نسخ و تحصیل آں باشد۔ متعلم طالب در بحث مرائی نباشد۔ بکنند و در بند جمع

طالب متعلم کتابی

والبتہ در بند اثبات سخن خویش نبود و اگر پیشینہ سخنے موجہے و مرتبے گفت چنانچہ
ایں مرد متعلم ملزم شد منفعل و متاثر نگردد بلکہ پیشینہ را حرمت دارد و داند کہ ازو
نفعے شد و سخن بظاہر از وے قبول کند کہ نیکو میگوی و مرد طالب را ہر بار کہ
با کسے محاورہ در مباحثہ علم شود استعاذہ تجدا کند تا شوم کدورت نفس و شور آں
نشود۔ و البتہ از خدا خواہد سخن حق بر زبان خصم رود تا نفس را شکستہ و خوار
زار برمراد خود بیند۔ ایں نفس خود نما و خود پرست است ہر چند او را شکستہ
یابی برحسب مطلوب تو باشد و آنقدر سرافرازی و خود نمائی و خود کامی کہ
در مباحثہ علم است جاے نیست خصوص وقتیکہ میان حریفاں سخنے در رتبے بو
متعلم طالب در مجلسے ابتدائے سوال نکند و اگر استفسار و استفادہ باشد
آرے چنیں ہم باشد ولیکن او طالب فائدہ دیگر است و مستفسری کارے
دیگر اگر بدیں ہامی پروازد او طالب نیست

طالب متعلم را صوم دوام لابدی است

فواید صوم دوام

(۳۱۵) متعلم طالب را صوم دوام لابدی است اگر طےنتواند کرد آں
کارے دیگر است۔ صوم لابدی است۔ در صوم بسیار کارہا ساختہ است
تصفیہ و تجلیہ نقد وقت اوست و آں ثوابے کہ منتظر است کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از قدسی میگوید الصوم لی وانا اجزی بہ
ای انا جزاؤہ۔ خود محقق است دیگر از اول صبح تا شام از تشویش اکلے
و شربے فارغ است بعد آنکہ نماز شام شود او را طرف اکلے و شربے لحظہ شود۔
و دیگر نفس با عزت می باشد سخن بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ را شنیدہ باشی
و دیگر از بسیار طیبت و غیبت و فحش و نمیمہ مانع می آید و در آخر وقت سخن

فضول ہم کم می شود۔ واگر سستی در نفس می آید آں سستی موجب ذہول و
حضور او میشود ہر چند کہ می گذارد حضور زیادت تر است و قدرے کہ قوت
شہوانی ہم می شود و قوت شہوانی طالب را بسیار زیانکار است ہیچ چیزے
آں زیان نکند کہ این کند۔ الکلام فی منتہی النہایت۔ ای عزیز با تو
میگویم دیدہ آتش کندہ باد کہ نادیدہ گوید۔ و دیگر اہل و ولد و ملازمان او
ہماں کنند کہ او میکند پس ایشاں نیز صایم باشند۔ و دیگر آنکہ صایم باشد
خواب در شب کمتر باشد خصوص آنکہ تقلیل طعام و آب کند در شب۔

طالب را عمل بہ نجوم کردن خطا است

(۳۱۶) و طالب را عمل بہ نجوم کردن خطا است واگر ترا گویند کہ فلاں
بزرگ دائم در پیش او تقویم بودے و البتہ نظر دراں کردے جوابش دہ
او نجوم می دانست از صحیفہ دل و از القاے فہم ربانی او را معلوم می شد
با آں نجوم مقابلہ میکند می بیند کہ من انچہ دانستہ ام در نجوم ہم ہماں است
یا نہ امتحان میکند کہ نجوم از اں ہا است کہ در واز علم الہی چیزے باز یابند
و بعضے از سبب آنکہ فلاں بزرگ در نجوم می آید در غلط افتادہ اند۔

اگر صوفی طالب برائے حفظ صحت خود در علم طب تعلقے کند شاید

(۳۱۷) واگر صوفی طالب در طب تعلقے کند شاید۔ کہ طالب صوفی
را صحت بینہ مطلوب کلی است از انچہ احتما باید کرد کند و در انچہ مباشر
باید بود از سبب ایں طب را مباشر باشد کہ ایں موجب صحت بینہ است
و با ایں بینہ کارے تمام است۔ صوفی را گویند اگر ضرورت مرض چیزے
از و فوت شود آں بجاے او اگیرند از و راست است ایں سخن اما در
نفس مباشرت ایں فعل لذتے است ہماں کس داند کہ وجدان لذت میکند

ایشاں چنیں گویند بکار نیاید بہشتے کہ درو نماز نباشد۔ حکایت ابراہیم
خواص رحمہ اللہ بریں شاہد است و عمرو بکار کذلک۔

(۳۱۸) اگر طالب مرے شاعر و ناظم باشد نشاید کہ بشعر و نظم مشغول
شود و قوانین ایں کار را چنانچہ حق شعر است نگاہدارد۔ اما بحسب حال
بہ بدیہہ بغیر تامل و تفکر بسیار سخنے کہ از طلب و درد و عشق و حکمت باشد
نویسد و گوید شاید۔ و آنرا مایہ روزگار خویش نسازد و نداند کہ ایں نیز کارے
است و نثر کذلک۔

(۳۱۹) و اگر طالب را از سودائے و تجارتے البتہ چارہ نباشد
اہل و ولدے دارد و اتباع بسیار در انتظار او اند و البتہ بے ایشاں بودن
چارہ نیست تجارت و تربص کند بشرط آنکہ دلش متعلق نباشد مردم سوداگر
را ہمہ وقت روز و شب ذہن ایشاں بہوس مال مالامال است۔
آرزوے جز ایں ندارد کہ مال یکے بیک نیم شود و یکے بدو شود بارے
ہمت ہمیں کہ بیفزاید و در خطرہ او ہمیں مال مردہ ریگ ماندہ میگردد و
حساب آں بدل یاد ندارد کہ ایں خطرہ ایست و باد گردیست کہ البتہ دل
را سیاہ کند و دل او مکدر گردد و مشوش باشد۔ و اگر تجارتے یا سفر دارد چنانچہ
رسم سوداگراں است ہمہ روز و شب براں کالا افتادہ و جان و جہان
خویش بدو سپردہ و در ہمتش جز فزونی مال قرار نگرفتہ است۔ طالب
چنیں نباشد و البتہ در آں بند نبود کہ عیب کالاے خود بپوشد و
اظہار حسنش کند بلکہ عیب او را آشکارا بر مشتری گوید و اگر چنیں نکند

طالب اگر شاعر است نشاید کہ بہ نظم و نثر خود را مشغول کند لیکن اگر بے اختیار اشعار عشق و حکمت و خیال او آید جائز باشد اگر بنویسد

طالب را بقدر ما یحتاج تجارت و شغل آں برائے نفقہ عیال جائز است

تدلیس و تلبیس و خیانت کردہ باشد۔ و وقت خریدن عیب کالا را پیدا آرد و ہنر او را بپوشد ایں ہم نشاید۔

(۳۲۰) در سفر و تجارت باید از وے ورد وے فوت نشود و اگر خواندنی است خود در رہ میرود میخواند و دگر گزاردن است البتہ چند گامے تیز کند پیشتر رود تا آنکہ پسینہ رسند چیزے گذارد و ہم چنیں تا آنکہ تمام کند۔ و شب کہ بیدار باشد نہ برائے حفظ کالا بلکہ بیداری او برائے خدا باشد چنانچہ رسم طالباں است و دریں میاں اگر حفظ کالا می شود آں زیاں کار او نیست و اگر بر دابہ سوار شود برود و خواندنیہا و گزاردنیہا ہمراں بجا آرد و عذر نگوید البتہ طعام باید خوردن تا قوت مشی شود تقلیل غذا را از واجبات شمرد و تقلیل آب لذالک

(۳۲۱) و در رفتن با رفقا زبان بحکایت ندارد و اگر برائے تطییب وقت را برائے تطییب دل مصاحباں را چیزے سخنے کشادہ گوید روا باشد

(۳۲۲) و صوم فریضہ را ہیچ وجہے افطار نکند اما در نوافل مرخص است و اگر با آں ہم افطار کند سبب مشقت سفر باید تقلیل لازم باشد تقلیل آب از طعام بیشتر باید بارے در آں کوشد البتہ در سفر بسیار رہ نرود و اگر لابدی افتد خود را با استرخاے مفاصل ندہد کارہاے خود را فرو نگذارد و البتہ جد و جہد نکند کہ او را مغرب کنند۔

(۳۲۳) و کالاے و کیسے و حرفتے کہ طالب را ہمہ روز در تشویش دارد طالب را آں کار نشاید کرد و اگر کالا بسیار دارد و از ہر جنس دواب دارد ایشاں را بمنزل باید رسانیدن با آں اشیائے کہ ایشاں حامل اند۔ خود ایں

در سفر تجارت طالب را باید کہ ورد فوت نشود

در رفتن با رفقا تکلم بیجا نکند

در سفر صوم فریضہ ہیچ وجہے افطار نکند و در نوافل رخصت است

طالب از کالا و کیسہ و حرفتے کہ سبب آں ہمہ روز در تشویش ماند دور باشد

کار طالباں نیست واگر اعوانند و خدم اند کہ ایشاں بغیر تشویش او کارے بسر برند بحیمل کہ رخصتے باشد اما جمع ایں قدر مال طالب را صورت محال می نماید۔

طالب در ادائے حقوق حیلہ متعلماں را بکار نبرد

(۳۲۴) و در ادائے حقوق حیلہ متعلماں را بکار نبرد و در انچہ اختلاف علما است اختیار او اسلم و احوط باشد۔ حیلہ زکوٰۃ را و حیلہ استبرا را در معتقد خویش غلطی محض تصور کند۔ و آنکہ در بیع ام ولد کسے رخصت دادہ یا گفتہ بزنا حرمت مصاہرت ثابت نشود بحکم آنکہ المجتہد یخطی و یصیب او را المخطی تصور کند۔

یک مسلک صوفیاں سفر است

(۳۲۵) یک مسلک صوفیاں مسافرت است واگرچہ سفر برائے تجارت را بود چند چیز کہ نقد وقت مسافرت است اگرچہ برائے خدا نیست آں چیزہا بخاصیت خویش او را دست دہد۔ در سفر گرسنگی بسیار گیرد طالب آنرا برخود نگاہدارد ایں عین مقصود کار او باشد۔

متعلم طالب در بحثہا سخن برآمدہ نگوید

(۳۲۶) متعلم طالب در بحثہا سخن برآمدہ نگوید ایں چنیں گوئی میگوید حق طرف من است واگر دریں بحثہا در خود احساس خود نمائی می بیند۔ ازیں سجد احتراز باید کرد سخن و آں است او را نشاید در مجلس بیاید و ہر کلیترہ کہ از متعلماں بشنود و آنرا برخود گیرد عظیم مجاہدہ کہ بر نفس خود نہادہ باشد ایں سخت ترین مجاہدہ باشد

طالب از حفظ کتب علم و تحسین خط و لعبت حراب خود را مشغول

(۳۲۷) طالب حفظ کتاب علم نکند۔ طالب در تحسین خط و کتابت نباشد طالب لعبت حراب نکند چنانچہ اسپ دوانیدن و تیغ و سپر و نیزہ

نباید کرد

گردانیدن و بعضے کہ دریں کار آمدہ است۔

تقسیم طعام کہ پیش طالب آید باید آنرا بقدر ضرورت

(۳۲۸) واگر طعامے پیش طالب آید ہر گونہ کہ باشد ردی یا جید بقدر
قوام بنیہ گیرد۔ اگر طعام نفاخ یا بطی الہضم باشد آنرا اندک تر بستاند۔ طالب
روغن خورد بشرط آنکہ بمقدار یکدرم سنگ روغن و انگے نان کم کند طالب
نان با نانخورش خورد بشرط آنکہ آں نانخورش را بحساب نان گیرد آں
مقدار کہ نانخورش خورد آں مقدار از نان کم کند۔

طالب را در امور نسبتے

(۳۲۹) طالب را عزت باشد نہ کبر تواضع باشد نہ ذل تقلیل باشد نہ
ضعف شب بیداری باشد نہ کسل۔ راہ آں مقدار رود کہ ماندگی نیارد سخن
آں قدر نگوید کہ ونش بے مزہ گردد اگرچہ تواریخ و قصص و عبر و امثال ایں
در حفظ وے باشد اما گفتار نہ۔

طالب اگر کشف ارواح شود ملاقات مردان غیب شود بآں التفات نکند

(۳۳۰) طالب اگر در رہ رود نظرش بر زمین و اگر بغلطد نظرش
بر آسماں و اگر بنشیند نظرش بر سینہ۔ اگر طالب را کشف ارواح شود
خود را بحکایت ہائے ایشاں ندہد و مردان غیب ابدال و اوتاد و خضر
ملاقات ایشانرا مقصود کلی نداند و از گردۂ ایشاں وقت خود را غارت
نکند و ملتمس مقصود بکلی بر ایشاں نہ نہد۔ ایشاں مبشرانند و بعض محل
ارشادے ہم دارند ہر چہ از ایشاں رسد برسد گو اگر ورائے مقصود باشد
انرا وزنے نہ نہند۔

طالب اگر در جہاد رود او را چہ نیت باید

(۳۳۱) طالب در جہاد نرود بدیں نیت کہ با کفار یا مشرکان مجاہدہ
کنم اگر بمیرم درجۂ شہادت باشد و اگر نمیرم ثواب اعلاے کلمۃ اللہ شود

دیگر عمل باید کرد

ایں ہمہ سنحتہ است اما مقصود او وراے ایں ہمہ است۔ و اگر طالب مردے جندی است چاکر است نانے از اں چاکری میخورد آں ناں را دانند براے آں ستدہ ام کہ کار خراب بے آں میسر نیست و تیغ زند و در محاربہ درآید دل را بحضور آرد خدا را با خود داند و ضربے و قطعے و قتلے کہ او کند یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ باید در محاضرہ او باشد و کارے کہ از و دراں وقت سرزد قتل او کشتہ ہمہ اضافت بہ باری تعالیٰ کند وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ شاہدے از نقد وقت او باشد زخمے کہ بدو رسد چنیں تصور کند کہ محبوب با اوے بخشمے کہ میاں دو دوست رود بداں ناز و بداں نیاز و بداں خشم ضربے کردہ۔ یعلم اللہ اگر ایں مراقبہ کہ نبشتم بتحقیق و تقرر دوے ثبت یابد فاعل حقیقی را بنقد شاہد وقت خویش بیند نہ ایں چنیں میگویم تصوری و توہمی بلکہ شہودی و وجودی است۔ و اگر غنیمتے بپیش افتد بحرص مال و بحرص اسباب دراں دست نزند بحکم رعایت رسم اسلام کارے کند۔ و اگر چنیں اتفاق افتد کہ مومناں بکدیگر قتال میکنند چنانچہ بسیار جا افتد و می افتد البتہ نشاید بر ہیچ کالاے مسلماں دستے نہد اگرچہ آں شخص ظالم بودہ باشد یعنی خارج بود از مسلماناں چنانچہ معاویہ بر علی رضی اللہ عنہ خروج کردہ بود۔ و اگر ایں میسر آید دل بحضور دادہ چشم بستہ تیغ زند و البتہ جز برخصم نیفتد زہے کارے ایں نوع نسبت بر تقضیٰ رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ کردہ اند۔ و سواری دابہ تا مادام کہ سواری محتاج الیہ باشد و مجربے کہ ایں احتیاج برخیزد دابہ را سبک باید کرد و اگر در معرکہ میاں دو صف اسپ را جولاں کنانند و تیغ بازی

نماید شاید۔ واگر وقت یوم الزحف رسد خدارا با خود دیدہ وجان را لفداے راہ او ساختہ و مقصود او نظرہ اشتہ باشد جان را بضرب سیفے وقطع سنانے و جرح سہمے کشتہ و رفتہ نداند وہات ہوے کہ دراں وقت کند نعرہ وقیقے کہ دراں وقت زند تحقیق داند کہ با من کسے است کہ مرا ایں چنیں گرم میدارد و گرم میکند و درخطرۂ او ایں وہم نباشد کہ او مرا خواہد کشتن این وہم باشد کہ من اورا خواہم کشتن واگر اندر و فراق تنگ آمدہ باندوہ ہجراں کہ البتہ مقصود بداماں نیست خود را بر فوجے عظیم زند کہ بمیرم و ازیں اندوہ خلاص یابم اگر کشتہ شود فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ہم عند انزاق روح مقصود او بدست او دہند و جان را بہ تیغ و تیر و نیزہ بقاتل ندہد چنیں داند و بیند کہ جاں را بخدا می سپارم وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا درست جز بشان ایں عزیز نباشد۔ ووقت ساختہ شدن برائے جنگ را مثلاً لامہ می پوشد و بیضہ برسر می نہد ودیگر باقی آلات حراب در ہر آلتے کہ گرد خویش می آرد مراقب و محاضر باشد اگر مشاہدہ عین است خود عین را شاہد آرد و ازو اعانت و مدد طلبید و ازو اجازت خواہد کہ برگیرم یا نہ و درجنگ در آیم یا نہ۔ اگر او اجازت دہد در آید واگر منع کند باز ایستد واگر در مراقبہ مجرد تصورے و تخیلی دارد نظر در دل خویش کند اول خطرہ بیند کدام آمد منع آمد یا اجازت صورت فتح نمود اورا در خیال او یا نہ ہمیت ہر چیزے را کہ قوی تر بیند و اول باشد امضاے او کند۔ واگر مشاہد عین است اگر او اجازت داد صریح یا منع کرد خود ہم براں رود چنانچہ گفتم و نظر در استصحاب

حال کند اگر از محاورہ صورت او ایں می بیند کہ اجازت است خود بداں رود و
اگر صورت منع است ہماں کند۔ و اگر در حالت تصور آوازے شنود یا چیزے
پیش آید کہ او از انجا منع تصور میکند یا اجازت ہمیراں رود۔ و اگر مرد از
اہل تفرس نبودہ باشد برائے دل او را ہمیں تصور و تخیل بسندہ بود و اگر
تصور پیر وارد در حالت محاربہ او را یا با خود داند یا پشتواں خویش بیند یا
مقدمہ کار خود ہمو را احساس کند۔ چنانچہ در نماز گفتہ ام پیر را یا ر استاو
چیا تصور کند یا امام اینجا نیز ہماں صورت است و اینجا مزد حکم کار است
دل بہ طبیعت خویش مضطر و ملجا شدہ تصورے و رستے دست می دہد۔ والبتہ
نخست در تصور و تخیل خود تجدید سبق با پیر کند و در نماز ہم چنیں کردہ اند
برائے ہر فریضہ تجدید بعیت با پیر کنند۔ ہم چنیں اینجا۔ و اینجا دو تصورات
یا صورت جمال تصور کند یا صورت جلال و کذالک لطف و قہر و دریں مقام
ہر دو بر محل بکار اند اگر صورت جمال تصور افتد فتحے بسہولتے و آسانی دست
دہد و اگر صورت لطف افتد غنیمتے و نقدے بدست آید۔ و اگر صورت
جلال روے نماید قتال سختے و اثر دحامے قوی و اگر قہر باشد فنعوذ باللہ
منہ۔ من ایں ہر چہار صورت بعینہ نوشتم اما مرداں عالم نام جاہل
صفت فہم نکنند زباں دراز کنند قطع لسان ایشاں را بضرورت سخن
کشیدہ می باید نگشت۔

کیفیت و شرایط چاکری کردن مرید۔

(۳۳۲) و مرید طالب اگر چاکری کسے کہ خواہد کند اگر صاحب
ازاں مردم است کہ کارہائے نامشروع فرماید چاکری او حرام باشد

ترک آوردن صحبت او واجب بود و اگر کارہاے سخت فرماید کہ در شغل او زیانکا آید ہم ترک صحبتش باید کرد۔ و اگر ملکے را صاحب اقطاع را یا آں ملک کہ ملازم خدمت پادشاہ می باشد طلب خدا در سر او افتد اصل کار سیت کہ ترک چاکری و صحبت و ملک و اقطاع کند و اگر ازاں چارہ نباشد خدمت بادشاہ بجا آورد و دنبال وظائف خویش باشد از خدمتش جدا شود گوشۂ گیرد گذارونی خویش را تمام کند و اگر خواندنی ہم ہمچنیں میسر آید بہتر و اگر نہ پیش او استادہ باشد و خواندنی خویش بسر برد۔ و اگر جنبانیدن لب و حرکت دہان آں صاحب را خوش نیاید و البتہ کارہاے فرماید کہ بگفتار تعلق دارد ہمہ خواندنیہا بدل خواند چنانکہ لب نجنبد۔ ایںچنیں خواندن اثرے بلیغے دارد دل را گرم کند و اثر حرف و صوت انچہ در زبان بود ہم در دل افتد عنقریب فتحے و فتوحے روئے نماید و آں ملکے کہ صاحب اقطاع است ایں کارہا کردن بر و نیک آساں است۔ ہیچ کارے بہتر از احسان بر فقرا و غربا نیست۔ یک کارے کہ براے خدا را کند کہ آں مشوب باحسان باشد آں قدر مزید در وقت او باشد کہ آنرا حصر نتواند آورد و او خود نداند کہ ایں مزید از کجا است۔

(۳۳۳) ایں ہمہ کہ میگویم با ایں ہمہ پاکی نفس شرط کلی است بے ایں ہیچ کار نمی شود۔ بر رعایا آں معاملت کند کہ پادر و پدر بر فرزند آں قدر نکنند و البتہ دراں کوشد کہ وقت او معمور بذکر خدا باشد شب او منحصر براے ذکر و فکر بود و روز را در تمشیت امور مسلمانان بود و کار، ہیچ

را فرو داشت نکند۔ و اگر بادشاه او را فرماید فلانه را بکش و فلان را مطالبه
کن و یا جلا کن نشاید که درین کارها اقدام کند بروے گوید مرا این کارها معاف فرمای
و اگر خواهی که مرا بفرمائی خود مرا عزل کن از من این کارها نخواهد آمد۔ و آلبته
حرص برین نه بیند و که مال اقطاع را گرد آرد و آنچه حق بیت المال است آن را
با نتها و غایت رساند و ازان خود را غنی و مالدار گرداند هما نمقدار که او را کفایت
باشد هما نمقدار بگیرد۔ و البته چندنا شروعے که ازان ملکی است و شرط کار
ملکی است گرد آن کار نگرود چنانچه جامهٔ نامشروع پوشیدن قبائے ابریشم
و کلاه زر و موبند ابریشم۔ همبرین مثال هرچه ازین جنس باشد گرد او نبود
و اگر بادشاه برائے او مرحمتے کند پس آنچه ازو بیرون آید بکشد نگاهدارد
و سه روزے که رسم ایشان است همان ساعت بپوشد که پیش او
رود و نزدیک فقهار روایتے مرجوحے هست گوئی بران عمل کرد فقها شعارے
و دثارے را اعتبارے کرده اند این نیز همبران اعتبار کار کند۔ و درین
واقعات تصور شهود پیر اثرے تمام دارد و ازین تصور بسیار انتفاع باشد
(۳۳۴) و اگر یکے ازین اعوانان طلب در سر افتد جز ترک آن کار
تدبیرے دیگر نیست مگر یک تدبیر که او بدین نیت اختیار کند آنچه این
اعوانان بر خلق میکنند او پیش شود بر خود گیرد و سبب خفت بر مسلمانان
و سبب خلاص ایشان۔ و کاریکه ازان این قوم است باید ملازم حال
او باشد و صلاح کار آن اسیران و گرفتاران و ضعیفان و درماندگان
بواجبی از خدا خواهد و آن عملے که ازان اعوانان آنچه میکنند اما بصورت

خفت میکند از بستن و کشتن و داشتن ہم از خدا داند و ہم از خدا بیند ہم از آں
رہ اخلاص ایشاں جوید۔ و اگر خصیے و رقعے از ایشاں بدو رسد آنرا قبول نکند
ایں چنیں شخصے در ایں چنیں ورطہ افتادہ اینچنیں کارے کند از بسیاراں
پیشتر رسد کہ رسول اللہ فرمودہ است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اجرک
علی حسب تعبک اجر بر حسب تعب است جزا بحساب عمل است یکے
بفراغت و بغیر مزاحمت کارے میکند و یکے با چندیں گرفتاری بکار است
اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ در شان او درست باشد

تصور اینکہ طالب را در عین حرب و قتال در زنہ باید داشتن

(۳۳۵) طالب در عین حراب و قتال متصور خود را تصور کند اگر سوار
است میان دو گوش اسپ بیند و اگر پیادہ است خود را محاط بدو تصور
کند گوئی او را ہم بدو در پوشیدہ اند۔ اے عزیز تو نمیدانی کہ من چہ راہہا
و چہا تعلیم میکنم خدا ترا فہمے روزی کند تا بدانی کہ چہ میگویم۔ تیغ را سیف اللہ
و تیر را سہم اللہ و سنان را سنان اللہ داند انچہ از ایشاں سر زد آں
از خدا داند و ایں ہمہ گفتیم بہ تحقیق و تثبت بدانی کہ علی مرتضیٰ است کرم اللہ وجہہ

تدبیر بادشاہیکہ طلب خدا در سر او افتد

(۳۳۶) و اگر پادشاہے را طلب خدا در سر افتد تدبیر او یکے آنست
کہ سلطان ابراہیم ادہم و معاویہ ثانی و عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہم کرد و اگر ایں
نتواند یا خود امامے است کہ برائے ایں کار را جز او بہتر نیست عالمے
متدین صالحے دانشمند کہ ہرگز از سیرت او ایں معلوم نشدہ است کہ
او بہوائے مبتلا است برائے امضائے احکام امور شرعی را بہمور نصب
کند و ہم بدو نیست دہد و بہارہ منہیاں و مخبران گمارد کہ متجسس و متفحص

حال او وکسان او باشند ہر چند کہ او مرد متدین است از و چیزے نزاید
اما از جوانب امین نباید بود تا حیلۂ نکنند و از ظاہر روایت بروایت مرجوح
غیر معمولہ نروند و حیلہ زکوۃ را روا ندارد والبتہ ہر کہ گوید حیلہ زکوٰۃ کردہ ام
از و بعنف زکوۃ بستانند و اگر حیلہ استبرا از کسے معلوم شود البتہ از زجرے
ومنعے و از ضرب چند تازیانہ خالی نگذارد و شارب عرق و ماء الشعیر و آنچہ
بدیں ماند بے ہشتاد تازیانہ نگذارد و البتہ روا ندارد کہ بایع ایں اشیا
فاش و آشکارا باشد۔ مرد متدین خدا ترس دریں مسئلہ عمل بروایت
حنفی نکند۔ و اگر اختلاف میاں علما رفتہ است آنچہ احوط و اسلم بود
ہماں را اختیار کند۔

(۳۳۷) بادشاہ طالب را تتبع و تفحص فقرا و ضعیفاں و ایتام و
عجائز واجب باشد بلکہ فریضہ است نباید حق کسے در گردن او بماند
کہ داون بیت المال مستحق بر و فریضہ و واجب است برائے ایں
متدنیان و خدا ترساں را نصب کند کہ ایشاں چیزے رسانند۔ و
آں قدر کہ در ولایت او از خطط و قصبہ و قریات است از ضعفا و
مساکین آں ولایت باید کہ باخبر باشد و اگر خبر بدو نرسد او عند اللہ معذور
باشد۔ و اگر مردم بے دیانت خود را باستحقاق نمایند استصحاب حال را
بکار باید داشت ۔کور و لنگ و گنگ و بہیست و عورت بیوہ و یتیم
و امثال ایشاں باید ضایع نمانند و ایں کار خیر بحسب وسع امکاں خیریت
ہیچ کارے ازیں مشکل تر نباشد۔

(۳۴۸) بادشاہ طالب را دو کار باید کرد نفس را وقف اعلائے کلمۃ الدین سازد تن را ہم بداں درد ہد و دل را در مراقبہ بہ تصور جلال و عظمت و قہر کند کہ صولت نفس او را جز عظمت و قہر باری نشکند ایں آیت را بسیار خواند
اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۝ فَاَکْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۔
ہر چند کہ خود را بادشاہ شکستہ تر و خوار تر گرداند راہ او سنجدا نزدیکتر باشد و دولتے درست دست دہد و حالتے پیش آید قریب بحالت مصطفیٰ و مرتضیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کرم اللہ وجہہ چنیں گفتہ اند اگر سالے امساک بارش شود و بادشاہ لتہ کہنہ رنگیں در کمر بندد و جامۂ کہنہ بہ پیوندے رنگیں بردار کشد سر برہنہ کردہ کلند بدست گیرد و چندے گزے زمین ہم بداں کلند بدست خویش کاود و سید تخم جو بدست گیرد و آنرا بکارد و بایستد مستقبل قبلہ و بعجز و زاری و شکستگی و درماندگی از خدا باراں خواہد بیشک بیارد۔ در وقت دعا بادشاہ اگر خود را از جملہ فقیراں و مسکیناں و از افتادگاں کمتر داند ہر چہ خواہد بیابد و خواہشیکہ طالبانرا است آں خواست مقصود بہزرہ نیابند جز بشکستگی و واماندگی و از خود بیروں آمدن نیابد۔ سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ میان جملہ مشائخ و صوفیاں بسیارے از ہمہ خود را خوار تر کردہ بود ہم از سبب ایں کہ باوے عزت بادشاہی بود اگر چہ اثر آں خراب از

سراو فرو افتادہ است اما البتہ اثر خمارے باقی است۔

(۳۳۹) طالبان و تارکان را بزرگ بلائے است اینکہ در دل ایشان بگذرد کہ من طالبم یا من تارکم۔ ازیں کوک نفس بصحرائے صفا شدن جز باستعانت خاصہ نباشد۔

طالبان و تارکان را بزرگ بلائیست اینکہ در دل ایشان فتد کہ من طالبم یا تارکم

(۳۴۰) واگر بادشاہ در کسے احساس فتنہ کند صورت حکمت را در کار بندد و در قتل و جلائے او دل نہ نہد معاملتے باوے کند کہ او بجان خویش بجاں ماند و فتنۂ او دفع شود و سلاطین کہ حکما را بر خود داشتہ اند ہم برائے ایں مصلحت را۔

پادشاہ اگر در کسے احساس فتنہ کند او را چہ باید کرد

(۳۴۱) اگر عورتے را خداوند سبحانہ و تعالیٰ کرم کند طلب ارادت در سرا و افگند چہ عورت چہ مرد ازاں طرف ہمہ را در یک سلک کشیدہ اند تفاوت جز عضوے بعضوے نیست از روے صورت ظاہری تدبیر آں عورت چہ باشد۔ اگر جوان است تدبیرش جز ایں نباشد انقطاعے و انزوالے ایں چنیں کہ روئے آفتاب دیدن و سوے آسمان نگریستن جز بضرورت بشری نباشد و ایں کار بے مرشد نشود۔ مرشد او پیرے کہنہ ریختہ بختہ باید آنچناں کسے کہ او را شیعہ معصوم خوانند تلقینے کہ او کند ایں عورت در کنج خانہ نشستہ جز بداں شغل شغلے دیگر مشغول نباشد و طعام البتہ گوشت نباشد۔ برنجے یا نانے کے مردم فقرا خشک خورند۔ البتہ البتہ صوم دوام ملازم او باشد و در مہمانیہا و شادیہا کم نشیند و در غم و شادی یار کسے نباشد۔ و چنانچہ رسوم عورات است البتہ چیزے با خود دارند کہ

تربیت زنانیکہ ایشاں را طلب در سر افتد

برائے گور وکفن کار آید از یں رسوم و عادات بیروں آید۔ وایں طائفہ خود را برگرد خود گشتن ندہد۔ و پیر را نشاید توجہ خود فرماید۔ و عورت را باید تعہد ظاہری درو بسیار باشد تر شئے نکند ہیچ وجہے و بخلی وغیر آں خود را نیارا ید اگرچہ در تنہائی خود است۔ حاصل حیات او بریں سخن منحصر است۔ عورتے کہ شوہر او محبوب آں عورت بودہ باشد بمیرد چونہ احد او کند او بریں صفت باشد بار بسجد میگویم کہ با جنس خود نشست و خاست نکند و در خلوتہائے خود سرودہا کہ عورات گویند با خود نگوید و با خود باز نگرداند۔ و آنکہ گویند شوہرے مرشد باید چنانچہ حکایت فاطمہ و احمد خضرویہ گویند۔ آں افسانہ ہم دراں شبہا تمام شدہ است من حکایت زمانہ خود میگویم۔ و ہرچہ ایں را بہ پیش آید در خلوت خویش از خیرے و شرے چنانچہ نارسے و نورسے دل بداں ندہد و بہ جہد جہید از اں متعرض باشد و آنچہ دراں وقت بیند او را در دل ندارد تا ثانی الحال او را وسوسہ ندہد۔ و از جملہ اذکار و اوراد و وظائف باید کہ نماز بیشتر باشد۔ و اگر صنعتے خواہد رسیدن و بس کشیدہ نکند و کسے را مادر و کسے را پدر و کسے را برادر خواندہ نکند کہ از یں خواندہ راندہ شود و اگر شوہر دارد و شوہرش از اں مردم نہ کہ قدر شناس ایں کار باشد تن خود را بہ تمام بدو نسپارد جز برائے اطاعت فرماں خدا یرا۔ و اگر او بزنے دیگر و کنیزک راضی شود و ایں را معذور دارد خود او ایں را دولتے ہنیئے شمارد و دیگر گویم عادت شہوت پرستاں است ہر کہ بہ کراہیت و عدم رضا ہمت باوے رغبت کم است و ہر کہ شوخ است و رند است و طلب دارد و برائے

این کار شیوه و شکل بسیار دارد برو رغبت بیشتر است - و چون این خود را
کشیده دارد و برای این کار را ساخته نباشد زیرا چه ولی گرفتار دارد
از سر تا پا شعور از خود رفته است برای که آراید صوم دوام دارد و در دهنش
بوی می آید و تنش بیشتر ریخته است از آن اعضا که او حظ دارد آن
اعضا گداخته است ضرورت شوهر از و دست خواهد داشت - و اگر فقیهی
پرسد که آراستن و سر و اندام شستن و ساخته شدن برای شوهر را حق است او
ناحقی چون نه کند گویم فقیها راست میگوئی و لیکن این سخن محبان و عاشقان
است این سخن سوختگان و افروختگان و واماندگان است نشنیده
ان اللہ لا یواخذ العشاق بما یصدر منہم جوانی را در اول
جوانی طلب خدا در دل افتاد طعام گذاشت آب گذاشت خواب گذاشت
مادر و پدر او در تاپاک اند و حقوق ایشان برو فرض و مع هذا گرفتار
گرفتار است اگر جوانی در عشق مجاز گرفتار شد مادر و پدر را برو طلب حقوق
ماند این کار را همبراں قیاس کن - و اگر شوهر ندارد خود فارغ است
چنانچه طالبی را زن نباشد - و اگر زال باشد او را تسبیح گردانیدن و
رشته نماز گزاردن موافق تر باشد و صوم دوام باید که بود - و رشته
غم پسر و دختر و نبیره و فرنبیره نخورد و در داد و ستد ایشان دخلی نکند
و رسوم و عاداتی که میان ایشان جاریست آنرا بیکبار وداع کند
و رشته فرزندان و دختران و بندگان را رسوم و عادات تعلیم نکند
مثلاً گوید که در خیلخانه ما این آمده است و این نیامده است و چنانچه

ازکفرے اجتناب میکنند ازاں اجتناب کند۔ وچنانچہ جواں راگفتم درجہانی وشادی حاضرنشود و باایشاں یارنباشد۔ وگریۂ او جزدرنایافت مقصود نباشد ودم سرد او جزازخوف حرماں نبود۔ واگردلش برائے حج مائل شود یاد خدارا کعبۂ خودسازد وہمہ روزگرد اوگردد۔ واورا ازکنج بروں آمدن تشتتے و تفرقے فاحش پیش آید۔ ودرایامیکہ ازعبادت ظاہر بیکارمیشود درکنج نشستہ بحبس دل اللہ اللہ گوید کہ ازجملہ عبادت ہا اینجا اوبیشتر اثربیند واگربہ بلاغت نرسیدہ وروے شوہر ندیدہ اوراایں کارمناسب تر و موافق تر۔ زہے دولتے کہ او وارد واگر دراینچنیں ایام اوراطلب خدا درسر افتد۔ گفتہ ام آخرطالب نسبت محبت وعشق دارد ایں ہمہ کارعاشقاں است کہ میگویم۔

(۳۴۲) ویک کلی باخود راست گیرد واقعے وخوابے کہ او راپیش آید اگرازآنہا است کہ نقیض وضد است مرہوارا کلاً وجملتہً آنرا اتباع کند ویراں باشد اگرچیزیش پیش آید کہ درو وہم لذت ایں جہاں باشد ازو الحذر الحذر۔ ایں سخن بامرداں طالب ہم ہست۔

(۳۴۳) وخودراعورتے بابرکتے وپارسائے نسازد برآب نخواند بدمد و برکودکاں دست فرودآرد وہرکسے راں شتہ نفسے بدمد۔ ایں ازمطلوب بازماندن است۔ مردطالب راہم ہمیں صورت است واگرخدائے تعالیٰ اوراایں دولت روزی کند چنانچہ رابعہ بصریہ وبی بی فاطمہ سام رحمہا اللہ ایں حکایت دیگراست ایشاں پیراں نرا ارشاد میکردند۔

عورت طالب آں کہ ...
... اتباع کند
زن طالبہ خود را عورتے بابرکتے وپارسائی نسازد

(۳۴۴) اے عزیز بہ تحقیق بدانی کہ مسیح استم ہر ملتے کہ آنرا ہفتاد و دو ملت گویند رہ ارشاد و تعلیم ایشاں بنویسم و ایں ہفتاد و دو ملت احمدیست مسیح استم رہ ارشاد و تعلیم مشرکان و مجوس و ترسا ہم بنویسم با آنکہ ایشاں با آں شرک و مجوسیت و ترسائی کہ گرفتار اند اما وقت عز است و عمر قصیر است و خداوند سبحانہ و تعالیٰ فرمود مَا مِنْ دَآبَّ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ آخذ بناص عبارت از رابطہ کہ ممکن را با واجب است ۔ علیٰ صراط مستقیم عبارت از اجتماع آں رابطہ است بدست رب تعالیٰ از اں رو کہ او دست و آں رابطہ بدست او متحد باشد ۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ ہم بریں اشارت فرمودہ است با کسے کہ ایں رابطہ بدست او دہند او بر اسرار ہمہ و بر بواطن ہمہ مطل باشد اتباع شیخ نصیرالدین محمود او وہی ثم حسینی قدس اللہ روحہ العز محمد حسینی راسلمہ اللہ تعالےٰ الی یوم التناد پرتوے از ا بردلش زدہ است ہر آئینہ شے مائی در خیال دل او بیضہ نہادہ است کہ از آشیاں معارف و حقایق آنجا تولیدے ہست ۔ ولکن فہوم در ب غیور ہمت رواندارد بر اہلے و نا اہلے سخن ردد ۔ یک در ستے جامعے با تو گویم و بسیار گفتہ ام و شاید ہمدریں پارسی چند گفتہ ام ۔ مرجع سلوک و مبنا ء او بدو کلمہ باز آمدہ است تزکیہ نفس و توجہ تام تزکیہ نفس ہر کسے باندازہ کہ اوست بر دینے و رہے

اوست۔ و توجہۃ تام آنچہ ملقن تلقین کند۔ بدست ہر کہ ایں دو کلمہ ملاک الامر سپردند خمیر مایہ ہمہ سعادتہا در خفیۂ وجود او نہادند و بذیل دامن خرقہ او بر بستند کارش بفضل اللہ مرتب تمام شد۔

تمت

تمام شد

کتاب مستطاب المعروف بہ **خاتمہ** از تصانیف حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین سلطان العارفین الولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیقات بر کتاب خاتمہ

مصنف کتاب خاتمہ یعنی حضرت خواجہ بندہ نواز مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز دریں کتاب در بعض جاہا بہ بعضے از واقعات بزرگان سلف اشارہ فرمودہ اند و آنہا را بہ تفصیلہا در معرض تحریر نیاوردہ اند۔ راقم ایں سطور سید عطا حسین غفر اللہ ذنوبہ بعضے از آنہا را از دیگر تصانیف حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ و از کتب مستندہ اقتباس کردہ حوالہ قلم می نماید۔

(۱) صفحہ ۱۲ فقرہ (۲۶)

"جنید رحمۃ اللہ کہ در شان سہل رحمۃ اللہ گفتہ است آساں سخنے نیست" و جنید فرمود قدس اللہ سرہ العزیز۔ "سہل آں روز کہ از مادر بوجود آمد روزہ دار بود و آں روز کہ وفات کرد روزہ دار بود و بحق رسید روزہ ناکشودہ ہماں سہل گفتہ انا ذکر خطاب الست بربکم بااین ہمہ او چیزے از دل نداشت" (منقول از تذکرۃ الاولیاء حضرت خواجہ فرید الدین عطار و بعض تصانیف حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہما)

صفحہ ۳۲ فقرہ ۴۸

"حکایت، ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی بالا رفتہ است" از لفظ

"بالا رفتہ است" غالباً مراد مصنف علیہ الرحمۃ از ترجمہ اداب المریدین است کہ این کتاب خاتمہ را بطور تکملہ آں تصنیف کردہ اند۔ از کتاب ترجمہ اداب المریدین کہ بار چہارم در سنہ ہشت صد و سیزدہ ہجری تصنیف کردند و الآن ہمیں نسخہ در دنیا موجود است این حکایت نقل کردہ میشود:۔

"ذوالنون مصری را از حال و آل سماع پرسیدند گفت سماع وارد حق است چیزے از خدا بر بندہ فرود می آید دلہا بسوے حق میکشد ہر کہ بسوے آں وارد کہ گوش بحق داشت محقق و متحقق شد و ہر کہ بسوے آں گوش بہ نفس داشت زندیق شد بحق چند معنی دارد متصف بصفت حق است محقق و متحقق شود و ہر کہ او بہ سبب حق شنود یعنی آنچہ حق و حقاً باشد۔ دیگر بحق نشنود یعنی او از خودی او نرفتہ و نفس نفسانیت او باقی سماع چنیں کس بزندقہ کشد سخن مختصر می کنم کہ ترجمہ دراز نگردد۔ ....

.... از عبداللہ خفیف حکایت آرند کہ او گفت با احمد ابی الجواری بشیراز در مجلسے بودہ ام دراں جمعیت اتفاقاً قوالے سرودے گفتند وقت شیخ احمد خوش شد خاست و تواجدے بکرد مقابل او صفہ بود و بعضے ابناے دنیا آنجا بودہ اند یکے میان ایشاں تبسم کرد شیخ احمد منارۂ شمعے بود آنرا گرفت و طرف او انداخت بر وے نرسید بدیوار رسید سہ پایہ آں منارہ بدیوار خلیدہ اگر بر وے رسیدے تا چہ شدے مقصود ازیں حکایت ایں بود کہ آنکہ بلہو و تبسم در سماع بہ ایستد او در مجلس سماع نشاید۔ اما فقیہ جامد طبع را و متعلم خشک مزاج را از سماع آنچناں بیروں کنند چنانچہ مگس از شہد و ہمچنیں گویند شیخ ابی احمد ابی الجواری سی سال نماز صبح بوضوء عشا گذارد یعنی اینچنیں متعبد و سماع می شنید و بر متبسم و متلہی اینچنیں

معاملہ میکرد و ازینجا ایں معلوم شود کسے گماں نبرد کہ صوفیاں در سماع بیخبر می باشند۔ خبرے تمامے است الا چنانچہ چندیں اعمال وارند یکے از اعمال ایشاں سماع است۔"

(۳) **صفحہ ۵۹ فقرہ ۸۵**

"حکایت خضر و موسیٰ علیہما السلام شنیدہ باشی۔"

ایں قصہ در کلام اللہ شریف در سورۂ کہف مذکور است از انجا باید طلبید۔

صفحہ ۶۱ فقرہ ۸۸

"حکایت خدمت شیخ الاسلام فرید الدین و خدمت شیخ قطب الدین و خدمت شیخ معین الدین قدس اللہ سرہم بارہا گفتہ ام شنیدہ باشی۔"

حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز ایں حکایت را در بعضے از تصانیف خود آوردہ اند۔ راقم الحروف عطا حسین آں را بہ تمامہا از کتاب سبع سنابل کہ تصنیف حضرت سید عبد الواحد بلگرامی است رحمۃ اللہ علیہ اینجا نقل میکند۔

"چوں مخدوم شیخ فرید بشہر دہلی رسید با خواجہ قطب الدین بیعت کرد بعد ازاں ملازم خدمت گشت بعد از مدتے خواجہ جہاں شیخ معین الحق والدین از مقام اجمیر آمدند مخدوم شیخ فرید بجہت پاے بوس ایشاں نرفت بہ سبب آنکہ اگر من بحضور پیر خود نخست پاے بوس پیر پیر کنم ملاحظۂ پیر فرو گذاشتہ باشم و اگر نخست پاے بوس پیر کنم ملاحظۂ پیر پیر فرو گذاشتہ باشم آنگاہ خواجۂ جہاں خواجہ معین الدین با خواجہ قطب الدین فرمودند کہ شیخ فرید را بطلبید و حاضر کنید چوں بہ طلب ایشاں حاضر شدند نخست پاے بوس پیر کردند و پیر ایشاں باز وے مخدوم شیخ فرید گرفتہ

دریاے پیر خود انداختند و ایشاں شیخ فرید را در کنار گرفتند و عنایتہا و نوازشہا بسیار فرمودند با خواجہ قطب الدین گفتند کہ کار شیخ فرید براے چہ معطل میدارید کار ایشاں را تمام کنید۔"

صفحہ ۷۷، فقرہ ۱۱۵

"حکایت ابراہیم خواص و یوسف حسین گفتہ باشم و تو بارہا از من شنیدہ باشی"

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت شیخ یوسف حسین بودند و ہر دو بزرگان از اکابر متقدمیں اند و معاصر حضرت سید الطایفہ جنید رضی اللہ عنہ۔ حضرت یوسف ابن الحسین الرازی در سنہ ثلث و اربع و ثلثمائۃ از دنیا رفت و حضرت ابراہیم خواص قبل از و در سنہ احدے و تسعین و مایتین وفات یافت۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ آں قصہ را کہ اشارتے ازاں درینجا فرمودہ اند در بعض تصانیف خود ملخصاً آوردہ اند۔ راقم ایں حروف آں را بہ تمامہا از کتاب تذکرۃ الاولیا خواجہ فریدالدین عطار بہ نقل می آرد۔

...... "ابراہیم خواص از برکات صحبت او یوسف بن حسین آنجا رسید کہ بے زاد و راحلہ بادیہ را قطع میکرد تا ابراہیم گفت شبے از شبہا ندائے شنیدم کہ برو و یوسف حسین را بگوے کہ تو از راندگانی ابراہیم گفت کہ مرا ایں سخن چناں سخت آمد کہ اگر کوہے بر سر من زدندے آساں تر ازاں بودے کہ ایں سخن با او می بایست گفت۔ شبے دیگر ہمیں آواز شنیدم کہ با او بگوئی کہ از راندگانی برخاستم و غسلے کردم و استغفار آوردم و متفکر بہ نشستم تا شب سوم باہول ترازاں گفتند کہ با او بگوئی کہ از راندگانی و گرنہ زخمے خوری کہ بر نخیزی۔ برخاستم

و بہ اندوہے تمام در مسجد شدم او را در محراب نشستہ دیدم چوں چشمش بر من افتاد
گفت ہیچ بیتے یاد داری گفتم دارم پس بیتے (عجمی) بگفتم او را خوش آمد و دیر
بر پاے بود و آب از چشمش رواں شد چنانچہ با خون آمیختہ بود پس روے
بمن آورد و گفت از بامداد تا اکنوں پیش من قرآن میخوانند کہ قطرۂ آب از
چشم من نمی آمد و مرا حالتے نبود بہ یک بیت (عجمی) کہ بشنودم چنیں حالتے پدید
آمد کہ طوفاں از چشم من ریختن گرفت مرداں راست میگویند کہ او زندیق است
و از حضرت خطاب راست می آید کہ او از راندگانست کسیکہ از بیتے چنیں شود
و از قرآن برجاے فسردہ بماند راندہ بود۔ ابراہیم گفت کہ من متحیر بماندم در کار
او و اعتقاد من سستی گرفت ترسیدم و برخاستم و بہ بادیہ درآمدم اتفاقاً بخضر
افتادم فرمود کہ یوسف حسین زخم خوردۂ حق است ولے جاے او علیین است کہ
در راہ حق قدم چنداں باید زد کہ اگر دست رد بر پیشانی تو نہند ہنوز جاے تو
اعلیٰ علیین بود کہ ہر کہ دریں راہ از بادشاہی بیفتد از وزارت نیفتد۔"

صفحہ ۱۱۰ فقرہ ۱۸۴

"حکایت سلطان ابراہیم ادہم شنیدۂ قدس اللہ روحہ"

در رسالہ قشیریہ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرد
کہ حضرت سلطان ابراہیم ادہم کہ بادشاہ بلخ بود روزے براے شکار بروں
رفت و اسپ را در پے ثعلبے یا ارنبے انداخت کہ ناگاہ ہاتفے آواز داد یا
ابراہیم ایا براے ہمیں کار پیدا کردہ شدۂ و براے ہمیں کار امر کردہ شدۂ و ہمچنیں با
از قربوس زیں اسپ او آواز آمد کہ واللہ براے ایں کار پیدا کردہ نشدۂ

درحال او متنبہ شد از پشت اسپ فرود آمد و لباس خود را بہ شبانے کہ آنجا گوسفنداں او میچرانید داد و لباس او خود پوشید و اسپ خود را و ہر چیزیکہ با خود داشت نیز بہ شباں داد و راہ بادیہ گرفت و بعد چندے بمکہ رفت و در صحبت امام سفیان ثوری و خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہما درآمد۔

(۷) صفحہ ۱۳۸ فقرہ ۲۵۸

"حکایت لیلی و شکستن کاسۂ مجنوں شنیدہ باشی"

آوردہ اند کہ چند نفر گدایاں بر در لیلی آمدند ملازمان لیلی کاسہ ہائے آنہا پیش او بردند دراں میاں کاسۂ مجنوں ہم بود لیلی ہمہ کاسہ ہا را پر کرد و کاسۂ مجنوں را شناختہ بشکست۔ مرداں مجنوں را خبر کردند بمجرد شنیدن مجنوں را ذوقے درگرفت و برقص درآمد۔

(۸) صفحہ ۱۳۱۔ فقرہ ۲۴۸

"حکایت کلیب و اصحاب جنید رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی"

"چنیں گویند کلیب مجذوم شد از شہر بیروں آمد در بادیہ افتاد شبے اصحاب جنید رفتند بر گرد او بایستادند و گوش باصغا داشتند کہ دریں حالت دریں بلا او با خدا چہ میگوید و چہ می نالد شنیدند کہ می گوید یاربا سمی کلیب و حسبی مجذوم و رسمی ہذہ فاقۃ ایں جبرئیل و من المبازرت اے خدائے من نام من سگکے و تن من از جذام مسگد از دو خوردن من بعد چند روز بفاقہ کجا است جبرئیل دریں میدان بلا و محنت معلوم شود کہ میا زرکیست او یا من" منقول از ترجمہ آداب المریدین)

(۹) صفحہ ۱۶۶ فقرہ ۳۰۶

"حکایت آدم و نزدیک موت او شنیدہ باشی۔"

منقول از بعضے تفاسیر و قصص الانبیاء تالیف شیخ عبدالواحد بن محمد المفتی رحمۃ اللہ علیہما۔

"منقول است کہ در وقت عرض اولاد نظر آدم علیہ السلام در میان اصحاب الیمین بر یک فرزند سعادتمند افتاد کہ میاں مردم نورانی بود و بصورت و سیرت بے نظیر و دلپذیر میمود با وجود اینہمہ ناز و اعزاز میگریست دل آدم علیہ السلام بر دیدن گریان آں فرزند چوں سپند بسوخت و کیفیت احوال او از جبرئیل سوال نمود او گفت یکے از پیغامبراں اولاد تست کہ نام او داؤد خواہد بود گفت موجب گریہ او چیست گفت بجہت آں کہ مدت چہل سالش بگریانند گفت عمرش چہ مقدار باشد گفت شصت سال گفت عمر من چہ باشد گفت ہزار سال گفت از جملہ ہزار سال چہل سال باو بخشیدم بعد از اں بوید عا آورد گفت یا رب عمر من چہل سال بردار و بہ داؤد ارزانی دار دعاے او بہ محل اجابت رسید حکم گردید کہ عمر داؤد صد سال باشد بعد از گذشتن مدت نہصد و شصت سال از عمر آدم ملک الموت بہ قبض روح آدم آمد وے گفت مرا وعدہ اجل بعد ہزار سال مقرر شدہ ہنوز چہل سال باقیست ملک الموت واقعہ داؤد در میان آورد آدم از دوستی جان رجوع از ہبہ جائز پنداشت ملک الموت بہ تفصیل ایں قصہ را بعرض حق تعالیٰ رسانید بکرم خود عمر آدم ہزار سال تمام عطا فرمود و عمر داؤد بہ صد سال رسانید۔"

(۹) صفحہ ۱۶۸ فقرہ ۳۰۷

"حکایت شیخ لقمان سرخسی پرندہ با ایں سخن نسبتے تمام دارد و بارہا گفتہ ام"

حضرت خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمہ ایں حکایت را در بعضے از تصانیف خود آوردہ اند۔ اینجا از نفحات الانس مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نقل کردہ میشود۔

"وے (شیخ لقمان سرخسی قدس سرہ العزیز) در ابتدا مجاہدہ بسیار داشت و معاملہ با حتیاط۔ ناگاہ کشفے افتادش کہ عقلش برفت گفتند لقمان آں چہ بود ایں چہ حیث گفت ہر چند بندگی بیش کردم بیش می بایست و ر ماندم گفتم الٰہی پادشاہاں را چوں بندہ پیر شود آزادش میکنند تو پادشاہ عزیزی در بندگی تو پیر گشتم آزادم کن گفت ندائے شنیدم کہ گفتند اے لقمان آزادت کردیم نشان آزادی آں بود کہ از عقل تو برگیرم پس وے از عقلاے مجانین بودہ است و شیخ ابوسعید ابوالخیر بسیار گفتہ است کہ لقمان آزاد کردۂ خدا ایست"

(۱۱) صفحہ ۶۷ فقرہ ۳۱۵

"سخن بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ۔ اشنیدہ باشی۔"

راقم ایں سطور بہ تحقیق نتواں گفت کہ اشارہ حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ بہ جانب کدام سخن حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ است ولیکن حکایتے کہ مطابق مضمون ایں عبارت کتاب خاتمہ است امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ در رسالہ قشیریہ از شیخ خود استاد ابوعلی دقاق قدس سرہٗ روایت کردہ اند ایں است:۔ وقتے بشر حافی در راہے میگذشت مرداں دید ویکے با دیگرے گفت کہ ایں مرد (یعنی حضرت بشر حافی) تمام شب نمی خسپد و بعد از سہ روز افطار میکند۔ بشر حافی شنید و بگریست و گفت کہ یاد ندارم کہ

وقتے تمام شب بیدار بودہ ام وگاہے روزہ نداشتہ ام کہ بہ شب افطار نکردہ ام لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ بہ لطف و کرم خود در قلوب مرداں بیشتر ازاں می اندازہ کہ بندہ از بندگان او بعمل می آرد و بعد ازاں حضرت بشر حافی کہ گاہے در شب نخفت و ہمیشہ روزہ میداشت و بعد از سہ روز افطار میکرد و نیز در رسالہ قشیریہ آوردہ کہ وقتے بشر حافی علیہ الرحمہ بہ ملاقات معافی بن عمراں رفت رحمۃ اللہ علیہ و در او زد او را اندروں پرسیدہ شد کہ کیستی گفت بشر حافی دختر از اندرون خانہ گفت کاش اگر بہ دو دانگ نعلین میخریدی و می پوشیدی اسم حافی از تو دور میشد۔

(۱۲) صفحہ ۱۷۸ فقرہ ۳۱۷

"حکایت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ بریں شاہد است و عمرو بکار کذلک۔"

در نفحات الانس آوردہ کہ عادت حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ ایں بود کہ ہر بار کہ او را ضرورت وضو شدے غسل کردے وقتے او را علت شکم پدید آمد ہر بار کہ فارغ گشتے غسل کردے ہمچنیں شصت و نہ بار غسل کرد بس سخت بود چوں بار ہفتادم در آب در آمد جان خود را بہ جاں آفریں سپرد در سنہ احدی و تسعین[۲۹۱] و مائتین۔

(۱۳) صفحہ ۱۹۱ فقرہ ۳۴۱

"حکایت فاطمہ و احمد خضرویہ گویند۔ آں افسانہ ہم در آں شبہا تمام شدہ است من حکایت زمانہ خود میگویم۔"

از تذکرۃ الاولیا حضرت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ۔

"........ احمد جامہ چوں لشکریاں پوشیدے و فاطمہ کہ عیال او بود

در طریقت آیتے بود او از دختران امرای بلخ بود توبہ کردہ بود و کس بہ احمد فرستاد کہ
مرا از پدر بخواہ احمد اجابت نکرد دیگر بار کس بہ احمد فرستاد کہ من ترا مردانہ
تر ازیں پنداشتم کہ راہ حق بینی راہبر باش نہ راہ بُر احمد کس فرستاد و اورا
از پدرش بخواست پدرش بحکم تبرک اورا بہ احمد داد و فاطمہ ترک شغل دنیا بگفت
و بحکم عزلت با احمد بیارامید تا احمد را قصد زیارت بایزید افتاد فاطمہ با او برفت
چوں پیش بایزید آمدند نقاب فاطمہ از رخ برداشت و با بایزید گستاخ وار در
سخن آمد احمد از آں متغیر شد و غیرتے در دلش متولی گشت گفت اے فاطمہ ایں چہ
گستاخی بود کہ با بایزید کردی فاطمہ گفت از انکہ تو محرم طبیعت منی و او محرم طریقت
من از تو بہوا رسم و از و بخدا۔ و دلیل بر ایں سخن آنست کہ او از صحبت من
بے نیاز است و تو بمن محتاج و پیوستہ بایزید با فاطمہ گستاخ بودے تا روزے
بایزید را چشم بر دست فاطمہ افتاد کہ حنا بستہ بود گفت یا فاطمہ از برائے چہ
حنا بستہ گفت یا بایزید تا ایں غایت کہ تو دست و حنائے من ندیدہ بودی
مرا با تو انبساط بود اکنوں کہ ترا نظر بریں افتاد صحبت ما بر تو حرام شد و اگر کسے
را اینجا خیالے افتد پیش ازیں گفتہ ایم کہ بایزید گفت کہ از خدائے درخواست
کردم تا مؤنت زناں از من باز گیرد تا چناں شد کہ زناں را و دیوار را در چشم
من یکساں گردانیدہ است چوں کسے چنیں بود او از کجا زن بیند۔ پس احمد و
فاطمہ از آنجا بہ نیشاپور آمدند و اہل نیشاپور را با احمد خوش بود چوں یحییٰ
بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ بہ نیشاپور آمد و قصد بلخ داشت احمد خواست کہ
اورا دعوتے سازد با فاطمہ مشورت کرد گفت دعوت یحییٰ را چہ باید فاطمہ گفت

چندیں گاؤ و گوسفند و حوائج و شمع و عطر و با ایں ہمہ نیز بیست خر باید تا بکشیم احمد گفت خر بارے چہ معنی دارد گفت چوں کریمے بمہمان آید باید کہ سگان محلت را نیز ازاں نصیبے بود ایں فاطمہ در فتوت چنیں بود تا لاجرم بایزید گفت کہ ہر کہ میخواہد کہ مردے را در لباس زناں بیند گو در فاطمہ نگرد"

۷۸۶

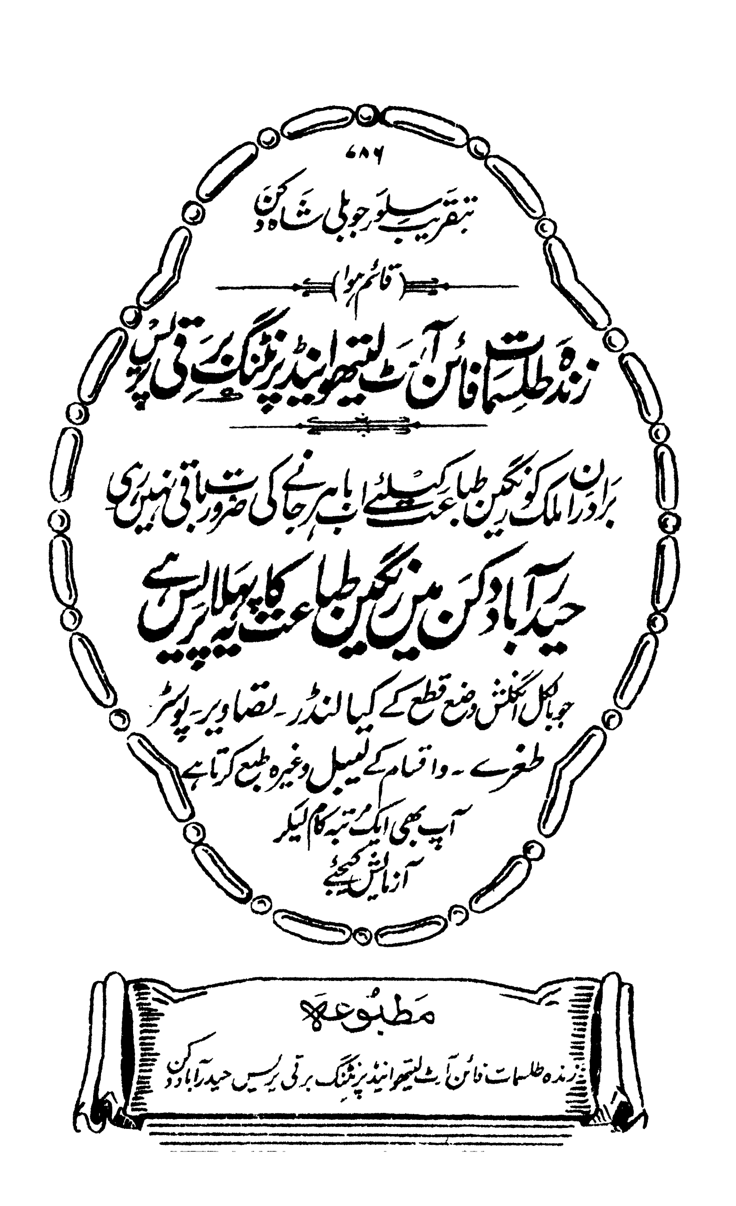
فہرست مضامین کتاب خاتمہ

تمت

غلط نامہ کتاب خاتمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۸	بلندواز	بلندپرواز	۸۰	۷	حز	حرز
۶	۱	شاید آنکہ	شاید تا آنکہ	۹۲	۱۶	اخذ	آخذ
۷	۱۲	خالت	حالت	۱۰۴	۱۱	ناشروعات	نامشروعات
۱۱	۱۰و۱۱	صلوات علیہ	صلوات اللہ علیہ	۱۰۵	۱	واحترارزکلی	واحترازکلی
۲۱	۱۲	شومیتیے	شومیتے	۱۰۶	۳	یا پیرے	با پیرے
۲۲	۴	(۲۹)	(۳۹)	۱۱۶	۹	(۱۰۳)	(۲۰۳)
۲۴	۲	میارد	می آرد	۱۱۸	۹	بازاچۂ	بازارچۂ
۳۳	۱	درقص شود	دررقص شود	۱۲۱	۳	نقاقے	نفاقے
۳۳	۹	خوجا گرید	خوجا گوید	۱۲۴	حاشیہ سطر دوم	×	مرید را ہر جا بدعوت نباید رفت
۳۳	۱۷	کسے راکہ از	کسیکہ از	۱۲۶	۱۳	ازمشن ایں	ازمثل ایں
۳۴	۱۸	بعدازہ گرفتگی	بعد از آب گرفتگی	۱۳۴	۶	اکسل	الکسل
۵۸	۱۹	تا تینی	تا نیئے	۱۴۱	۶	بحضور خداوند	بحضور خداوہد
۶۹	۱۱	یا بیر	با پیر	۱۴۵	حاشیہ مقابل سطر ۱۳	سخن چنیں	سخن چینی
۷۶	حاشیہ ۵	ذلت	زلت	۱۴۶	۲	ولافد	نہ لافد
۷۷	۷	ماشی	باشی	۱۴۶	حاشیہ بمقابل سطر ۱۶	ہجرد	بجرد
۷۷	۱۰	بہاوالدین	بہاءالدین	۱۴۷	۱۷	گیرو برو	گیرو برد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۱۹	اوجہانے	وجہانے	۱۸۱	۱	بعتے	بعتے
۱۵۹	۱۱	جہاں	جبال	۱۸۹	۱۳	سیدتخم	سیدتخم
۱۶۱	۱	خودطبیعت	خود بہ طبیعت	۱۸۹	۱۴	بیارد	ببارد
۱۶۵	۱۹	آن جہان	آن جہان بہتر	۱۹۰	۱۷	تانے	نانے
			ازیں جہاں	۱۹۴	۱۲	روجہہ	روجہ
۱۷۷	۲	گذارد	گدازد	۲۰۸	۱۹	نخسپند	بخسپند
۱۷۹	۴	خوددرہ	خوددررہ				


۶۸۶
بتقریب سلور جوبلی شاہ دکن
(قائم ہوا)
زندہ طلسمات فائن آرٹ لیتھو اینڈ پرنٹنگ برقی پریس
برادران ملک کو رنگین طباعت کیلئے اب باہر جانے کی ضرورت باقی نہیں رہی
حیدرآباد دکن میں رنگین طباعت کا یہ پہلا پریس ہے
جو بالکل انگلش وضع قطع کے کیلنڈر ۔ تصاویر ۔ پوسٹر
طغرے ۔ و اقسام کے لیبل وغیرہ طبع کرتا ہے
آپ بھی ایک مرتبہ کام لیکر
آزمائش کیجئے
مطبوعہ
زندہ طلسمات فائن آرٹ لیتھو اینڈ پرنٹنگ برقی پریس حیدرآباد دکن